نمبر ١٤١٥ ع

تائید المجدد الفرقان

۱۸۱۵۶

جملہ حقوق محفوظ ہیں

تائید المحمدؐ والقرآن

ترجمہ

اپالوجی فار محمدؐ اینڈ قرآن

مصنّفہ

جان ڈیون پورٹ صاحب

حسب فرمائش

کتب خانہ اسلامی پنجاب لاہور

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور مین طبع ہوئی

قیمت .. .. فیجلد بارہ آنے ۱۲/

دیباچہ

اِس کتاب کی تصنیف سے میری غرض یہ ہے کہ آنحضرت کی وقائع عمری پر جو جھوٹے الزامات اور بے انصافانہ بہتان ہوئے ہیں اُن کو رفع کروں اور یہ ثابت کروں کہ آپ فی الحقیقت خلق اللہ کے بڑے مربی اور نفع رسان تھے۔ وہ مصنّف جنہوں نے تعصّب مذہبی کے سبب سے اُس محی عباد واحد مطلق کے شہرہ پر داغ لگایا ہے اُنہوں نے یہی نہیں ظاہر کیا کہ ہم نامنصف اور اُس عدل سے خالی ہیں جس کے اتباع کے واسطے حضرت عیسیٰؑ نے اس قدر شدّ و مد سے تاکید فرمائی ہے بلکہ اُنہوں نے اپنی رائے میں بھی غلطی کی ہے کیونکہ ادنےٰ فکر میں اُن کو یقین ہو جاتا کہ عیسائیوں اور زمانہ حال کے عقلاء کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ نبی اور اُس کے مقولوں پر نکتہ چینی کریں بلکہ مشرقی لوگوں کا طریقہ ہے یا یوں کہ آنحضرت کو ایک ایسا شارع مذہب اور مقنن ملت خیال کرنا چاہیئے جو عرب میں عیسوی سنہ کی ساتویں صدی میں ظاہر ہوئے اور تب اگر ہم یہ نہ کہیں کہ آپ ایسے ذہین تھے کہ دنیا میں آپ کا نظیر پیدا نہیں ہوا تو اس میں بھی شک نہیں کیونکہ آنحضرت ملک ایشیا کے سب میں بڑے نامی اور گرامی آدمی تھے۔ جب ہم اِس بات کا خیال کریں کہ آپ کی پیدائش سے پہلے عرب کا کیا حال تھا اور وہ آپ کے بعد کیسی ہو گئی اور علاوہ اس کے اس بات پر بھی غور کریں کہ آپ کے مسئلوں نے کروڑہا آدمیوں کے دل میں کیسا جوش پیدا کیا اور قائم رکھا تو اس صُورت میں ایسے بزرگ آدمی کی صفت اور ثنا نہ کرنا بہت بڑی بے انصافی ہو گی اور آپ کی دلالت کو اتفاق پر محمول کرنا خدائے عزّوجل کی قدرت اور حکومت پر شبہ کرنا ہے۔ القصہ مؤلف کو یہ بھی اقرار کرنا چاہیئے کہ چند جگہ اُس کو اپنی رائے اور الفاظ پر اعتماد کامل نہ تھا اس لئے اُس نے اور مُصنفین کی رائے اور خیالات کا استعمال کیا ہے۔ اور اس مقام پر اِس مدد کا اقرار کرتا ہے اور شکر گذار ہے۔

جے ڈیون پورٹ

وقائع عمری محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس میں کچھ شبہ نہیں کہ تمام مقنن اور فاتحوں میں ایک بھی ایسا نہیں کہ جس کی وقائع عمری آنحضرت کی وقائع عمری سے زیادہ تر مفصل اور سچی ہو۔ فی الحقیقت اگر ہم آپ کی سوانح عمری کو ان تعجبات سے مبرا کردیں جو ایشیائی مورخوں نے آپ کی طرف منسوب کئے ہیں تو کوئی بات ناقابل یقین باقی نہیں رہتی آپ کی ولادت کے زمانے میں اکثر عرب کے حصے غیر قوموں کے زیر حکومت تھے۔ کوہستانی عرب کے تمام شمالی حصے اور ملک شام وفلسطین ومصر بادشاہان قسطنطنیہ کی عملداری میں تھے اور خلیج فارس کا کنارہ الجزیرہ اور جزیرہ نمائے عرب کے جنوبی حصے خسروان فارس کی قلمرو میں شامل تھے بحر قلزم کی ساحل کا ایک حصہ مکہ معظمہ کے جنوب تک عیسائی بادشاہان حبش کا ماتحت تھا صرف مکہ اور وسط کے دشوار گذار ملک آزاد تھے اکثر اہل عرب کا مذہب اُن کے حکام کے موافق تھا۔ چنانچہ جہاں اہل یونان اور اہل حبش تھے وہاں عیسائی مذہب کا غلبہ تھا اور جہاں فارس والوں کی عملداری تھی وہاں مذہب منوچہر ومجوس پایا جاتا تھا حالانکہ یہ دونوں مذہب عقائد میں بالکل مختلف ہیں باقی سب مقاموں میں بُت پرستی کا نہائیت زور تھا۔ زمانہ سلف میں اہل عرب ایک خدا یعنی خالق آسمان وزمین کی پرستش کرتے تھے مگر آخرکار اُنہوں نے وہ پرستش چھوڑ دی اور جنوّں کے واسطے جنہیں وُہ خدا کے بیٹے کہتے تھے مندر بنائے اور یقین کرنے لگے کہ یہ شیاطین سیاروں اور ستاروں میں رہتے ہیں اور زمین پر حکمرانی کرتے ہیں سب جائے ایک ہی دیوتا نہیں پائے جاتے تھے ہر ایک قوم اور ہر ایک خاندان کے خاص خاص دیوتا اور اوتار تھے۔ اور اُن پر انسان کی قربانیاں چڑھائی جاتی تھیں اہل عرب کو نہ عقبے کا اور نہ دُنیا کے مخلوق ہونیکا یقین تھا وُہ عالم کی خلقت کو زمانہ کی گردش سے اور آئندہ کے معدوم ہونے کو انجام وقت سے منسوب کرتے تھے عیاشی اور قزاقی کا ہر جا زور تھا۔ اور چونکہ موت کو ہستی کا انجام محض خیال کرتے تھے۔ لہذا نہ نیکی کی جزا مانتے تھے نہ بدی کی سزا اسی طرح کی سوءِ اعتقادی بد مذہبی اُن یہودی اور عیسائیوں میں بھی پائی جاتی تھی جنہوں نے یہاں مدت سے سکونت اختیار کی تھی اور زور پکڑا تھا۔ یہودیوں نے اہل روم کے ظلم سے اس سرزمین میں جہاں ہر ایک کو آزادی حاصل تھی پناہ پکڑی تھی عیسائی لوگ بھی۔ یوچھتر[1] اور

[1] یوچھتر بڑا مشہور مبدع بدعات مذہب عیسائی سنہ عیسوی کی پانچویں صدی میں پیدا ہوا تھا اس کا مسئلہ یہ تھا کہ جب حضرت عیسیٰ شکل انسانی میں ملبوس ہُوئے تو ذات خدا و انسان باہم ایسی شیر وشکر ہوگئی کہ ان دونوں میں کچھ تمیز نہ رہی اور خلقت انسانی ذات خدا میں ایسی مل گئیں جیسے ایک قطرہ دریا میں گم ہو جائے ۱۲

ایرین کے مذہب والوں کے ظلموں اور تکرار سے بچنے کو یہاں آچھپتے تھے۔ مذہب عیسائی سے زیادہ اس زمانہ[1] میں کوئی چیز بالتفریح خراب نہ تھی وہ دونوں شاخیں مذہب عیسائی کی جو ملک ایشیا اور افریقہ میں پھیل گئی تھیں اُنہوں نے طرح طرح کی بدعتیں اور بداعتقادیاں اختیار کر لی تھیں وہ ہمیشہ باہم مباحثوں اور مناقشوں میں مصروف رہتے تھے اور ایرن اور سبیلون اور نسن تورین اور یوچین مذہب والوں کی تکرار سے نہایت دق تھے اُن کے پادریوں کی بے اعتدالی اور عہدوں کی فروخت اور جہالت نے مذہب عیسائی کو بڑا دھبہ لگایا تھا اور عیسائی لوگوں کو نہایت بدرویہ کر دیا تھا عرب کے جنگلوں میں جاہل اور مجنون راہب بکثرت تھے اور بیہودہ خیالوں اور منصوبوں میں اپنی اوقات بسر کیا کرتے تھے اکثر ان لوگوں کے غول کے غول شہر میں آکر اپنے توہمات اہل شہر کو تلوار کے ذریعہ سے سکھایا اور منوایا کرتے تھے نہایت ذلیل بُت پرستی نے اُس سادی پرستش کی جگہ چھین لی تھی جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خدا تعالیٰ قادر مطلق اور بے مثال اور نفع رساں کی بندگی کا حکم کیا ہے اِن عیسائیوں نے اپنے خیال میں ایک نیا اولمپس[2] قائم کر لیا تھا اور اُس کو اپنے مذہب کے اولیا اور شہدا اور ملائک سے آباد خیال کرتے تھے جیسا بُت پرست اپنے دیوتاؤں سے اولمپس کو آباد سمجھتے تھے اُس زمانہ میں ایسے بھی عیسائی تھے جو جوزف (یعنی یوسف) کی بی بی[3] میں دیوی[4] کے صفات قائم کرتے تھے تبرکات اور کھینچی اور تراشی تصویروں کو وہی لوگ پوجتے تھے جن کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ تم اپنی دعا صرف زندہ خدا سے کیا کرو۔ اسکندریہ اور حلب اور دمشق میں مذہب عیسائی کا یہ حال ہو رہا تھا کہ آپکی ولادت کے زمانہ میں تمام آدمیوں نے اپنے مذہبوں کے اصول چھوڑ دیئے تھے اور لاانتہائی جھگڑوں اور فروع میں مصروف رہتے تھے اہل عرب کو یہ معلوم نہ تھا کہ ہم اپنے اپنے مذہبوں کی بڑی اصل یعنے خدا تعالیٰ کی خالص پرستش بھول گئے ہیں اور سوء اعتقادی اور بدعات کے لحاظ سے

سلہ اُس زمانہ کے پادری لوگوں کی بدوضعی سے عوام الناس سے بہت دل برداشتہ ہو گئے تھے اُن کی دروغ گوئی اور مصنوعی روایات اور جھوٹے اولیا اور معجزات اور پادریوں کی بدچلنی اور عہدوں کی فروخت نے ان لوگوں کی آنکھوں میں مذہب عیسوی کو کم قدر کر دیا تھا ۱۲ مؤلف ٭

سلہ۲ ایک پہاڑ کا نام ہے جو یونان میں واقع ہے اور جسے اہل یونان اپنے دیوتاؤں کا مقر خیال کرتے ہیں ۱۲ مترجم ٭

سلہ۳ جوزف کی بی بی حضرت مریم سے مراد ہے۔ عیسائی لوگ کہتے ہیں کہ حضرت مریم جوزف نجار سے منسوب ہو چکی تھیں مگر تاہنوز نکاح نہ ہوا تھا کہ حضرت عیسےٰ پیدا ہوئے ۱۲ مترجم ٭

سلہ۵ اُس عیسائی فرقہ کو جو حضرت مریم میں دیوی کے صفات قائم کرتے تھے مریٔ انابٹ یعنی مریمی کہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان لوگوں کا یہ قصد تھا کہ مسئلہ تثلیث میں، بجائے روح القدس کے حضرت مریم کو داخل کریں ۱۲ مؤلف ٭

اپنے بُت پرست ہمعصروں کے مساوی ہیں۔ محمد علیہ السلام مکہ[1] میں پیدا ہوئے سنہ ولادت مشکوک ہے
مورخین نے مختلف سنہ لکھے ہیں وہ یہ ہیں سنہ ۵۶۰ سنہ ۵۷۱ سنہ ۵۷۲ سنہ ۵۷۵ سنہ ۶۰۰ سنہ ۶۲۰ عیسوی مگر
ان سب میں صحیح تر دسویں نومبر سنہ ۵۷۱ عیسوی ہے۔ حضرت عیسٰی کی سنہ ولادت میں بھی ایسا ہی شبہ
ہے چھٹی صدی عیسوی تک تحقیق معلوم نہ تھا کہ آپ کونسے سنہ میں پیدا ہوئے جبکہ ڈایونی سیس اکزگیوس
رومی پادری نے شہنشاہ جسٹینین کے عہد حکومت میں آپ کی ولادت کا سنہ تحقیق کیا اور یوسی
بی اس اور ڈٹلبین وغیرہ مورخوں نے بہت تکرار اور مباحثوں کے بعد یہ بات معلوم کی کہ حضرت
عیسٰی خلقت کے ۳۹۹۹ برس بعد پیدا ہوئے معلوم ہوتا[2] ہے کہ آنحضرت کے آبا اور اجداد بلحاظ امور
خانگی اور معاملات غیر اقوام کے اپنی اوقات شاہانہ طور پر بسر کرتے تھے اور یہ رفعت اُنہوں نے بسبب
دانشمندی اور دیانت کے حاصل کی تھی بعد ازاں حکومت خاندان قریش حاکم کے چھوٹے بیٹے کی اولاد
میں منتقل ہو گئی یہ خاندان تمام اہل عرب میں سب سے زیادہ معزز تھا اور حضرت اسمٰعیل بن ابراہیم علیہ السلام
کی نسل میں ہونے کا دعویٰ کرتا تھا اور فی الواقع اُنہیں کے نسل سے تھا۔ واقع میں مورخوں کو اسمیں
اختلاف ہے کہ حضرت[3] اسمٰعیل کی آنحضرت تک کی کے نسلیں گذریں بعض تیس لکھتے ہیں اور بعض ساٹھ مگر
اس میں سب کو اتفاق ہے کہ حضرت عدنان سے جو حضرت اسمٰعیل کی نسل سے تھے آنحضرت تک اکیس
پشتیں گذری ہیں اور ان مورخوں میں صرف یہ اختلاف ہے کہ عدنان سے حضرت اسمٰعیل تک کے پشتیں گذریں۔ یہ
خاندان قریش ہی تھا کہ جسمیں سے پانچ پشتوں تک شہر مذکورۃ الصدر کے حکام اور درگاہ کعبہ[4] کے متولی مقرر کئے گئے۔ آنحضرت کے

---

[1] مکہ معظمہ کو بعض اوقات بکہ بھی کہتے ہیں اور یہ دونوں الفاظ ہم معنے ہیں مکہ لغت میں بڑی گذرگاہ کو کہتے ہیں۔ سیل صاحب کے
دیباچہ میں دیکھو۔ آنحضرت کے ولادت کے زمانہ کے قریب مکہ میں شرفا کی جمہوری سلطنت تھی دس حاکم نسلاً بعد نسل حکمرانی کرتے تھے ان میں سے
ہر ایک کو ایک خاص کام تفویض تھا۔ یہ دسوں حاکم ایک طرح کی کمیٹی تھی اور اُن میں جو سب سے مسن ہوتا تھا وہ سب کا افسر خیال کیا جاتا تھا ۱۲
منہ مؤلف [2] ڈاکٹر کورایل صاحب کی کتاب موسوم بہ اکس پوزیشن اور ڈاکٹر ہال صاحب کی کتاب موسوم بہ انیس کے جلد اول صفحہ
۱۸۸ دیکھو منہ مؤلف [3] پادری چارلس فولٹر صاحب کی کتاب موسوم بہ مجوئیڈن زرم انو ڈیلاڈ کو دیکھو ۱۲ منہ مؤلف ۔
[4] کعبہ کی عمارت جس کو اہل اسلام سب سے زیادہ مقدس سمجھتے ہیں ایلو لکڑی کے ستون لگے ہوئے ہیں اور ان ستونوں کے
بیچ میں چاندی کے چراغ آویزاں ہیں اور سونے کا پرنالہ ہے جس میں سے تمام چھت کا پانی گرتا ہے۔ تمام دیواریں باہر کی طرف
سیاہ شبر سے ڈھکی ہیں۔ اور اُس کے پردہ میں طلائی ڈوریاں آراستہ ہیں یہ پردہ ہر سال شاہ روم کی طرف سے بدلا
جایا کرتا ہے۔ برخت صاحب جنہوں نے حال میں کعبہ کے بیان میں ایک کتاب لکھی ہے یہ فقرہ لکھتے ہیں درگاہ کا اثر اس کے عجیب
طرح کے پردے چاندی اور سونے کی افراط اور چراغوں کی روشنی اور لاکھوں آدمیوں کا مسجود ہونا گمان اور خیال کی طاقت سے باہر ہے ۱۲ منہ مؤلف
[5] عیسائی حضرت سلیمان کو عاقل اور بادشاہ جانتے تھے اور نبی نہیں جانتے تھے اور کہتے ہیں کہ آپ نے آخر عمر میں اپنی بی بیوں
کے اغوا سے بت پرستی اختیار کر لی تھی اور ایک بتخانہ تعمیر کیا تھا نعوذ باللہ منہا ۱۲ مصنف ۔

وقت سے پہلے یہ درگاہ بت پرست اہل عرب کی زیارتگاہ اور تیرتھ کا مقام تھی اور اسمیں تین سو ساٹھ بت[۲] سال عرب کے شمار کے موافق تھے کعبہ ہو اسطے اور بھی معظم ہی کہ اسکی تعمیر کو حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل سے منسوب کرتے ہیں اور یہ اُن تمام عمارتوں میں جو انسان نے خدائیتعالیٰ کی عبادت کے واسطے بنائی ہیں سب سے پہلے تعمیر ہوا ہے - یہ درگاہ اہل یونان کے بتکدہ کی طرح تمام قوم کی زیارتگاہ خیال کی جاتی تھی یہاں تمام نامی آدمی جو فن شعر اور فصاحت میں کامل ہوا کرتے تھے آیا کرتے تھے اور درگاہ کے حدول کے اندر اپنی اُن تصنیفات کو جو یاد کرنے کے قابل خیال کی جاتی تھیں آویزاں کر جایا کرتے تھے - اس زمانہ میں اہل عرب کو تمام اور علوم میں انہیں وہ فنوں کی قدر تھی - اس عمارت کی قدامت نے اسے زیادہ تر معظم کر دیا تھا کیونکہ تواریخ سے ثابت ہے کہ یہ زیارت گاہ حضرت سلیمان کے معبد سے نوسے ترانوے سال پیشتر اور عیسوی سنہ سے دو ہزار برس پیشتر تعمیر ہوئی ہے - اس درگاہ کے جنوبی مشرقی گوشہ میں ایک چھوٹا سا پتھر[۱] چاندی میں جڑا ہوا ہے اور زمین سے چار فٹ کے قریب اُونچا ہے اہل اسلام اس کی بڑی عظمت کرتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ یہ جنت کے پتھروں میں کا ایک پتھر ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ بہشت سے زمین پر گرا تھا اور بعد ازاں آپ کا تکیہ رہا - کہتے ہیں کہ وُہ اندر سے سپید ہے مگر اُوپر سے ایک ناپاک عورت کے مس یا آدمیوں کے گناہوں یا ہزاروں زائروں کے بوسہ[۲] لینے سے سیاہ ہو گیا ہے عرب کے تمام مورخ آنحضرت کے وقت پیدائیش کے بیان معجزات میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کا قصد کرتے ہیں چنانچہ منجملہ ہزاروں معجزات کے وہ بیان کرتے ہیں کہ تمام آسمانوں پر آنحضرت کے ولادت کے وقت ایک عجب طرح کی روشنی تھی اور سما جھیل[۳] کا پانی اُسی لمحہ خشک ہو گیا اور آتش پرستوں کی بڑی آگ جو ہزارہا برس سے برابر روشن تھی یکایک بغیر کسی سبب کے بجھ گئی آنحضرت کے والد کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ تھا - جب حضرت پیدا ہوئے تو آپ کے ماموں نے جو بڑے منجم تھے آپ کا زائچہ طالعہ کھینچا اور حکم لگایا کہ آپ بڑی شان اور شوکت حاصل کرینگے اور ایک بڑی سلطنت قائم کرینگے - آپ کی

---

[۱] اس پتھر سے مصنف کی مراد حجر اسود ہے ۱۲ مترجم •

[۲] اس طرح کی بُت پرستی جس میں ناتراشیدہ اور مخروطی پتھروں کی پرستش ہوا کرتی تھی قدیم زمانہ کے کم طبع بُت پرست اکثر کیا کرتے تھے اہل یونان کے دیوتاؤں کی کہانیوں میں بھی ہم اس طرح کی بت پرستی پاتے ہیں اور وہ کہانیاں اُن لوگوں کی نازک خیالی سے بہت عمدہ معلوم ہوتی ہیں اور ایسی پرستش کی مثالیں اہل شام میں تھیں جب وہ بلو یا بال اپنے دیوتاؤں کی پرستش کرتے ہیں پائی جاتی ہیں - شلی گل صاحب کی کتاب یعنی فلسفہ تاریخ موسوم بہ فلوسفی اوف ہسٹری ہندو لوگ بھی اس پرستش کو لینگم کے نام سے کرتے ہیں ۱۲ مؤلف [۳] سما سے مراد بحیرہ سماوہ سے ہے جو عراق عجم میں مابین رے و ہمدان میں واقع ہے کہ جسکے جھیل خشک ہو گئی تھی اور سماوہ عراق عرب میں ایک اور مقام کا نام ہے کہ جسکی نہر خشک آپکی ولادت کے وقت از سر نو جاری ہوئی تھی ۱۲ مترجم •

ولادت کے ساتویں دن آپ کے دادا صاحب عبد المطلب نے تمام قوم کی بڑی دھوم دھام سے دعوت کی
اور اِس موقعہ پر آپ کو سب کے سامنے پیش کر کے آپ کا نام محمدؐ (تعریف کیا گیا یا نہایت شان والا) رکھا
آپ کی عمر ابھی پُورے دو برس کی بھی نہ ہوئی تھی کہ آپ کے والد نے انتقال فرمایا اور اُن کی وراثت سے دو اونٹ
اور چند بھیڑیں اور ایک لونڈی مسمات برکت ہاتھ آئی اُس وقت تک آپ کو آپ کی والدہ ہی نے دُودھ
پلایا تھا مگر اب افکار اور غموں کے سبب سے اُن کا دُودھ خشک ہو گیا اور اُنہوں نے بدّوی قوم کی دائی
ڈھونڈنی شروع کی اُسی حالت میں دائی ملنی بہت مشکل تھی کیونکہ دائیاں بہت مانگا کرتی تھیں۔ اکثر دائیاں
حضرت کی مفلسی دیکھکر ناک چڑھا کر چلی جایا کرتی تھیں آخر کار ایک سادات گڈریہ کی بی بی رحم کھا کر حضرت کو
اپنے گھر لے گئی اُس کا گھر طائف پہاڑ کے قریب ایک گاؤں میں تھا یہ گاؤں جو مکہ سے مشرق کی طرف
واقع ہے آپ کو اپنی دایہ کے گھر میں چند روز نہ گذرے تھے کہ اُس کو حضرت کے شانوں کے وسط میں ایک
تل دیکھکر اوہام پیدا ہونے لگے اُس نے اور اُس کے خاوند نے اُس تل کے ہونے کو جنوں کی طرف
(یہ مُہر نبوت مراد ہے)
منسوب کیا اور وہ حضرت کو آپ کی والدہ کے پاس واپس پہنچا گئی[ا] ۔ جب حضرت چھ برس کے ہوئے تب
آپ کی والدہ نے انتقال فرمایا آپ کی والدہ اور آپ اُن دنوں میں یثرب سے واپس آ رہے تھے۔ وہاں
آپ اپنے قریبی رشتہ داروں سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے تھے حضرت کی والدہ کا مزار قریہ ابوا
میں ہے اور قریہ ابوا مکہ اور مدینہ کے وسط میں واقع ہے۔ آپ کی سعادتمندی اس سے خوب ظاہر ہے
کہ آپ اپنی والدہ کے مزار پر ہمیشہ زمان وفات تک تشریف لیجایا کرتے تھے بے شبہ حضرت کا ہمیشہ
مغموم اور متفکر رہنا اسی باعث سے تھا اور آپ کی یہ بات مشہور ہے۔ ساتویں برس آپ کو اپنی یتیمی اور بیکسی
کی قدر ہوئی اس مضمون کو حضرت قرآن شریف میں جبکہ اپنی روح کو خدا تعالیٰ کی مہربانی اور حفاظت کا یقین
دلاتے ہیں اس مؤثر طور سے بیان کرتے ہیں " فرماتے ہیں تجھکو کیا اُس نے یتیم نہیں پایا اور پناہ نہیں دی ہے"
ایک اور موقع پر جب حضرت مدینہ سے حدیبیہ کو تشریف لیجاتے تھے آپ اپنی والدہ کے مزار پر تشریف

[ا] بعض اہل اسلام مورخوں کا قول ہے کہ آپکو ختنہ کی کچھ حاجت نہ تھی کیونکہ قدرتی آپکے عضو مخصوص پر وُہ پوست نہ تھا جو مختنوں کو ہوا کرتا ہے
گرد ہیں نے کینس مورخ اپنی کتاب موسوم بہ ادوڑی حیز اینٹ ارفی اپنی میں حضرت عیسٰے کے ختنہ کی نسبت یہ عجیب حکائیت بیان کرتا ہے۔ کہ
پہلے کروئیڈ یا صلیبی جنگ میں جب گوڈی فرائی ڈی بولین نے یہ سُنا کہ اینٹ درب کی عورتیں سعدیہ حلیمہ آپکی دایہ کا نام تھا جو کہ قبیلہ بنی سعد سے تھی ۱۲ مترجم

[۲] جب حضرت کی شادی بی بی خدیجۃ الکبریٰ سے ہو گئی تب بی بی حلیمہ مکہ معظمہ میں تشریف لائیں۔ روائیت ہے کہ اس برس میں خشک سالی
تھی اور اکثر مویشی مر گئے تھے۔ مگر آپ نے حضرت خدیجہؓ کو ارشاد فرمایا اور اُنہوں نے بی بی حلیمہ کو ایک اونٹ جو محمل برداری میں شائستہ تھا
اور چالیس بھیڑیں عنائیت فرمائیں اور وہ خوش خوش اپنے گھر چلی گئیں ایک اور دفعہ بی بی حلیمہ آنحضرت کے پاس تشریف لائیں آپ نے اپنی
عبا اُن کے بیٹھنے کے واسطے بچھا دیا اور اُن پر اپنا ہاتھ نہایت محبت اور مہربانی سے رکھا ۱۲

لے گئے اور آپ کے چند اصحاب بھی آپ کے ساتھ تھے یہ لوگ نہ جانتے تھے کہ یہ حضرت آمنہ کی قبر ہے ان لوگوں نے آپ کو روتے دیکھ کر استفسار کیا کہ آپ کیوں روتے ہیں آپ نے جواب دیا کہ یہ میری مادر مہربان کی قبر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھکو اس قبر کی زیارت کی اجازت دی ہے مگر جب میں نے دعا مغفرت کی اجازت چاہی تو نامنظور ہوئی اب مجھ کو ان کی عنایتیں اور مہربانیاں یاد آئیں اور میں رونے لگا۔ آپکی والدہ کی وفات کے بعد آپ کو آپ کے دادا صاحب عبد المطلب نے اپنی حفاظت میں لے لیا عبد المطلب اُس زمانہ میں شریف کعبہ تھے جب اُنھوں نے دو برس کے بعد انتقال کیا اُن کے بیٹے اور قائم مقام نے حضرت کو اپنی تربیت میں لے لیا اور آپ کو ہر بات میں اپنے بچّوں کی طرح رکھا۔ اُس زمانہ میں آپ نے علامات ذہانت اور تلاش ظاہر کیں آپ تنہائی میں بیٹھ کر فکر کرنا پسند کرتے تھے اور اس قدر تنہائی میں بیٹھنے کے شائق تھے کہ جب آپ کے ہمجولی کھیلنے کی درخواست کرتے تو آپ جواب دیتے کہ آدمی کو اللہ تعالیٰ نے عمدہ کاموں کے واسطے پیدا کیا ہے نہ بیہودہ کھیلوں کے واسطے جب آپ تیرہ برس کے ہوئے تو آپ کے چچا صاحب جو ایک بڑے امیر سوداگر تھے قافلۂ شام کی ہمراہ جانے لگے حضرت نے بھی ہمراہی کی درخواست کی آپ کے چچا صاحب راضی ہو گئے آپ نے پہلے ہی سفر میں امور تجارت میں ایسی لیاقت ظاہر کی کہ سب کو آپ کی قدر ہو گئی۔ دوسرے برس آپ نے سپہ گری اختیار کی اُس سے یہ عجیب بات ظاہر ہے کہ اہل عرب کے نزدیک سپہ گری اور تجارت باہم مخالف تھیں اور اکثر اُن کی عمدہ قوموں میں اگرچہ یہ بات فی الحقیقت نہیں ہوتی مگر وہ لوگ ان پیشوں کو جلد جلد بدلتے ہیں جو حضرت نے ان مہمات میں عالم جوانی میں سعی کی اُس سے آپ کا بڑا فوجی ہنر اور فہم ظاہر ہو گیا اور آپ کی قدر جو آپ نے ان اوصاف کے سبب حاصل کی تھی اور بھی زیادہ ہو گئی جب لوگوں نے دیکھا کہ آپ صادق الکلام تیز رائے اور خوش اوقات ہیں۔ جب آپ کی عمر زیادہ ہوئی تو اور تاجروں نے حضرت کے بڑے ہنر اور لیاقت کو دیکھکر تجارت میں اپنا گماشتہ بنایا ایک تجارت کے سفر میں حضرت اپنے چچا کے ساتھ تھے آپ شام کے جنگل میں ایک عبادت خانہ کے قریب پہنچے

سے ۱ یہ دُعا کی ممانعت آپ کی والدہ کی نجات کیواسطے اور بخشش نہ ہونا اُن لوگوں کے لئے جو اسلام میں نہ مریں مسلمانوں کا ایک عجیب سخت مسئلہ ہے ۱۲ سے ۲ مدینہ کا یثرب قدیمی نام تھا اور اُس زمانہ میں اکثر عرب کے واسطے قوموں سے آباد تھا اور اُس میں دو نئی آبادیاں یہودی پادریوں کی بھی ہو گئی تھیں جنہوں نے اپنے اہل شہر میں ایک مذاق علم و فن کا داخل کر کے اُس شہر کے واسطے مدینۃ الکتاب یعنی شہر نبوی نام حاصل کر لیا مع یہ دونوں قومیں جو کہ مندرجہ حاشیہ ہیں شائد اُن سے مراد خزرجی و اوسی قوموں سے ہے جو کہ قدیم متوطن یثرب کے تھیں ۱۲ مترجم ؛

سے ۳ ابو طالب مذکور ۱۲ منہ مترجم ؛

اُن میں سب سے بڑا پادری[۱] آنحضرت کو بغور دیکھکر ابو طالب کو ایک گوشہ میں لے گیا اور کہا اپنے بھتیجے سے خبردار رہنا اور اس کو یہودیوں کی شرارت سے بچانا کیونکہ یہ یقینی ایک بڑے مطلب کے واسطے پیدا ہؤا ہے۔ بعض مورخین کا قول ہے کہ اس پادری کی پیشین گوئی بالکل پوری ہوئی اور اس آئیندہ نبی ہونے والے نے حضرت ابراہیم کی اولاد سے بڑی تکلیف پائی جب حضرت تجارت کے سفروں میں مصروف تھے تو آپ مختلف میلوں میں جو عرب کے مقامات مختلفہ میں ہؤا کرتے تھے جایا کرتے تھے اور یہاں اہل عرب کے مقولے اور مذہبی عقائد بیان کئے جاتے تھے آپ کو اس سبب سے ان مضامین کا خوب تجربہ حاصل ہو گیا اور حضرت کو بُت پرستی کی بیہودگی اور اپنے اہل وطن کے بدعات کی ذلت اور خواری خوب منتقش ہو گئی اس زمانہ میں کعبہ شریف میں آگ لگ کر اُس کا بہت سا حصہ جل گیا تھا لہٰذا اُس کی مرمت ہونے کو تھی اور باہم یہ تکرار ہونے لگے کہ حجر اسود کو کونسا آدمی پہلے گاڑے اس تکرار کے رفع کرنے کے واسطے یہ بات قرار پائی کہ اس پتھر کے دوبارہ جڑنے کی ممتازی اُس شخص کو بخشی جاوے جو پہلے درگاہ شریف کی حدوں میں داخل ہو۔ اور یہ شخص آنحضرت تھے جو اتفاقاً وہاں داخل ہو گئے تھے اُنھوں نے اس قرارداد کے موافق عام رسوم پُوری کرنے کے بعد اُس پتھر کو جڑ دیا۔ جبکہ آپ اُس پتھر کو جڑ رہے تھے اُس وقت عام پاس کھڑے ہونے والے آفرین آفرین کہہ رہے تھے اُس وقت آپ نے ایک بتخانہ اُن بتوں کے واسطے بنایا جن کا کہ غارت کرنا آپ کی رسالت کا بڑا مقصد تھا بس وُہ صرف ایک پتھر نہ تھا جس کو حضرت نے اس طرح قائم کیا مگر ایک نئے مذہب کی بُنیاد تھی جو رکھی گئی تھی اور جس مذہب کے آپ خود ہادی اور رہنما بنے۔ آنحضرت اپنے چچا کی خدمت میں پچیس سال کی عمر تک رہے جبکہ ایک بڑا امیر آدمی شہر میں مر گیا اور اُس کی بیوی کو جن کا نام خدیجہ تھا ایک منتظم واسطے امور خانگی کے درکار ہؤا اور لوگوں نے آپ کو اس عہدہ کے واسطے تجویز کر کے بی بی خدیجہ سے آپ کی سفارش کی آپ تمام اُن شرائط پر راضی ہوئے جو بی بی خدیجہ نے پیش کیں اُن کی طرف سے تین برس تک دمشق اور اور مقاموں میں تجارت کرتے رہے جب آپ مکہ کو واپس آئے تو بی بی خدیجہ کے پاس خود اس واسطے گئے کہ اُن سے زبانی تمام اپنی تجارت کا نتیجہ بیان کریں۔ بی بی خدیجہ حساب کی فرد دیکھکر نہایت راضی ہوئیں اور جو کہ آپ حضرت خدیجہ کے سامنے کھڑے تھے آپ کی سیاہ اور جھکی ہوئی آنکھیں اور عمدہ خال وخد اور تناسب اعضاء اور مؤدب کھڑا ہونا ایسا ایک جادو تھا کہ جس کے سبب سے اُن کی شکل اُس کو اپنی دولت کی خوشی سے زیادہ خوش آیندہ معلوم ہوتی۔ یہ حسین بیوہ اس زمانہ میں چالیس برس کی تھی

---

[۱] یہ مراد بحیرہ راہب سے ہے ۱۲ مترجم

اس کی دو دفعہ شادی ہو چکی تھی اور اُس نے دو بیٹے اور ایک بیٹی جنی تھی مگر تاہم ایسے ایک حسین آدمی
خوش وضعی اور شوخی دیکھکر اُس کا دل نہ رہ سکا اور اُس نے حضرت سے نکاح کی درخواست کی۔ اس زمانہ
میں آنحضرت کا نہایت شباب کا عالم تھا آپ کی شکل شاہانہ تھی خال وخد باقاعدہ اور دلپسند تھے
آنکھیں سیاہ اور رسیلی تھیں بینی ایک ذرا اُبھار تھی دہن خوبصورت تھا دانت موتی کی طرح چمکتے تھے۔
رخسار سُرخ تھے اور اُن سے تندرستی عیاں تھی آپ نے اپنے قدرتی سیاہ بالوں کو اور ریش کو
ایک ہلکا سا وسمہ کر رکھا تھا آپ کا دل آویز تبسم عمدہ اور رسیلی آواز اور تکلف سے اعضاء کو حرکت دینا
آزادی اور صاف دلی سے بات کا کرنا ہر ایک آدمی کو جس سے آپ خطاب کرتے متوجہ کر لیتا تھا آپ
میں فرشتوں کے صفات تھے آپ کی نصیحت جلد موثر ہوتی تھی حافظہ خوب تھا خیال بلند پرواز اور
دلیرانہ تھا رائے صائب تھی طبیعت دلیر تھی اور آپ کی صاف دلی اور یقین کی نسبت کسی کی رائے
کچھ ہی کیوں نہ ہو آپ کا استقلال پیروی میں اُس بڑے مطلب کے جس کے واسطے آپ پیدا
ہوئے تھے ہر ایک آدمی کی تعریف کو زبردستی اپنی طرف راجع کرتا تھا آپ کی قدرتی فصاحت بسبب
استعمال عمدہ زبان اور محاسن بلاغت کے فصیح تر معلوم ہوتی تھی۔ آئندہ ذکر آنحضرت کا جب آپ مسن
ہو گئے تھے گبن صاحب مورخ نے اس طرح لکھا ہے :۔ آنحضرت حُسن میں شہرۂ آفاق تھے اور یہ
نعمت صرف ان ہی لوگوں کو بُری معلوم ہوتی ہے جن کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے نہیں عطا ہوئی۔
پیشتر اس کے کہ آپ کوئی بات فرماویں آپ یا تو کسی خاص آدمی یا گروہ کو اپنی طرف متوجہ کر لیا کرتے
تھے لوگ آنحضرت کی شاہانہ شکل اور رسیلی آنکھوں اور وضعدار تبسم اور بھری ہوئی ڈاڑھی اور ایسا چہرہ
جو دل کے ہر ایک جذبہ کی تصویر کھینچ دے اور ایسی حرکت اعضاء جو زبان کا کام دے تعریف کیا کرتے تھے
دنیوی رسوم میں آپ کو ادب اور خوش خلقی کا نہایت لحاظ تھا حکام کی جسقدر آپ تعظیم کرتے تھے اُتنی ہی
آپ غربائے مکہ کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آتے تھے اور اس سبب سے آپ نہایت معزز و مکرم
تھے آپ کے حسن اخلاق نے آپ کے پیچیدہ مطالب کو چھپا لیا تھا اور آپ کا خلق خیر خواہی عام اور
لوگوں کی دوستی کی طرف منسوب ہوتا تھا آپ کا حافظہ بڑا تھا ظرافت عمدہ تھی خیالات بلند تھے۔
رائے صائب و صاف اور قطعی تھی آپ کے خیالات اور کام دونوں دلیرانہ تھے اور اگرچہ آپ کے ارادے
رفتہ رفتہ کامیابی سے پُورے ہو گئے۔ پہلا خیال جو اُن کو اپنی رسالت کا دل میں آیا اُس سے اُنکی
دلیری اور بلندی رائے ظاہر ہے۔ عبداللہ کی صاحبزادی نہایت عمدہ قوم میں تربیت والی ہوئی اُنہوں
نے نہایت فصیح عربی کا استعمال کیا اور اُن کی طاقت لسانی اور بلاغت کو اُن کی عقلمندانہ خموشی نے

نہائیت ترقی دی[۱]۔ وُہ علم جس سے عوام الناس علم مراد رکھتے ہیں حضرت کو بالکل نہ تھا کیونکہ آپ نے سوا اس تعلیم کے جو آپ کی قوم میں ہوتی تھی نہ پائی تھی اور حضرت کی قوم کے لوگ اُس زمانہ میں علم ادب سے غفلت کرتے تھے بلکہ شائد حقیر جانتے تھے کیونکہ وہ اپنی زبان کے مقابلہ میں کسی زبان کی منزلت نہ سمجھتے تھے وُہ اپنی زبان میں استعمال سے کمال حاصل کرتے تھے کتابوں سے نہ حاصل کرتے تھے اپنی زبان کی ترقی دینے کو وُہ اپنے شعرا کے ایسے فقرات حفظ کرنے پر اکتفا کرتے تھے جنہیں وُہ اپنے بکار آمد خیال کرتے تھے۔ اہل عرب باوصف اس کے کہ اُن کو اُستاد نہ ملتا تھا بڑے اہل ہنر ہو جاتے تھے کیونکہ خیمہ بھی ایک قسم کا مدرسہ تھا جو ہمیشہ کھُلا رہتا تھا یہاں اہل عرب تجربہ کار اور لیاقت والے آدمیوں سے مل مل کر بہت علم اور عقل حاصل کر لیا کرتے تھے اہل مشرق کی خوش اخلاقی اور جودت رائے ہماری تعلیم سے بالکل مختلف ہے۔ عرب کے مورخین نے آپ کی شادی کا بیان بہت دلچسپ لکھا ہے حضرت کا نکاح بڑی دھوم دھام سے ہُوا تھا دو اُونٹ دعوت میں ذبح ہوئے تھے اور حضرت خدیجہ کے غلام دف بجا بجا کر مہمانوں کے سامنے ناچ رہے تھے نکاح کے وقت حضرت کی اٹھائیس برس کی عمر تھی اور حضرت خدیجہ کی چالیس برس کی مگر وہ بہت صاحب جمال تھیں اگرچہ حضرت کی عمر اور آپ کی بی بی کی عمر میں مساوات نہ تھی مگر پھر بھی آپ بڑے اتفاق سے رہے اور کبھی آپ نے اپنے ملک کے اس قانون کا فائدہ نہ اُٹھایا جس میں ایک سے زیادہ نکاح کی اجازت ہے۔ اب اس نبی کے پندرہ برس کے حالات بالکل معلوم نہیں ہوئے اسی طرح حضرت عیسیٰ کے بھی اُس زمانہ کے حالات معلوم نہیں ہیں۔ جب آپ جوزف نجار کی دوکان میں کام کیا کرتے تھے[۲]۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس مقدس عرصہ میں آپ اپنی عقل و رائے کو ترقی دے رہے تھے اور رفتہ رفتہ اُس پیام کی تیاری کر رہے تھے جو آپ کو خدائیتعالیٰ کی طرف سے سپُرد ہُوا تھا۔ آپ اپنے تئیں الزامات اور بہتانوں سے بچانے میں ہمیشہ مصروف رہتے تھے کہتے ہیں کہ ہر ایک سال آنحضرت جبل حرا کی کھو میں جا کر ایک مہینہ بسر کیا کرتے تھے یہ پہاڑ مکہ معظمہ سے نو میل کے فاصلہ پر مغرب کی طرف واقع ہے یہاں انجیل ملاحظہ فرمایا کرتے تھے اور بیٹھ کر فکر کیا کرتے تھے کچھ تو

سہ[۱]۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پڑھے ہُوئے نہ تھے صرف تجربہ کار آدمی تھے۔ اُنہوں نے اپنے اہل ملک اور ہمعصروں کو کام سکھاتے سکھاتے یہ حکومت حاصل کی۔ سوانح عمری حضرت عیسٰی علیہ السلام مصنفہ ایبان صاحب باب چہارم ۱۲ مصہ

[۲] حضرت عیسٰے نے بھی اپنے باپ کا پیشہ سیکھا تھا پیشہ سیکھنے میں کسی طرح کی کسر شان متصور نہیں ہے۔ کیونکہ یہودیوں کی رسم تھی کہ اہل علم کو اوّل کوئی پیشہ ضرور سکھایا کرتے تھے مسٹر رینا صاحب کی کتاب موسوم بہ سوانح عمری حضرت عیسٰے علیہ السلام کے پانچویں باب کو دیکھو مصہ ۔۔

آپ کا مزاج پہلے ہی گرم تھا کچھ اس سخت محنت کے سبب سے آپ کی طبیعت پر ایک طرح کا اثر پیدا ہو گیا آپ کو اکثر توہمات اور خیالات پیدا ہونے لگے[۱] - آپ کے ایک مورخ کا قول ہے کہ آپ متواتر چھ مہینہ تک ایسی خواب دیکھا کئے جیسے آپ کو دن بھر خیالات رہتے تھے - اس بات کی اصلی حقیقت معلوم کرنی بہت مشکل ہے آیا آپ کو سخت فکر کرتے کرتے یہ خیالات بندھنے لگے تھے یا آپ پر مرض کے سبب سے یہ بیہوشی طاری ہوتی تھی مگر یہ بات یقینی ہے کہ وحی نازل ہونے کے وقت آپ کا چہرہ بالکل متغیر ہو جاتا تھا اور آپ بہت متفکر معلوم ہوتے تھے - آپ زمین پر اس طرح گرتے پڑتے تھے جیسے کوئی جاگا ہوا یا مخمور گر پڑے اور نہائت سردی میں بھی آپ کی پیشانی پر پسینے کے بڑے بڑے قطرے آجاتے تھے - بلکہ روائت ہے کہ اگر وحی نازل ہونے کے وقت آپ اونٹ پر سوار ہوتے تھے تو اس اونٹ پر بھی ایک عجب طرح کی حالت طاری ہو جاتی تھی کبھی پچھلے پیروں کے بل زمین پر بیٹھ جایا کرتا تھا اور کبھی اٹھ کھڑا ہوتا تھا یا یکایک کھڑا ہو کر اپنی ٹانگیں ادھر ادھر پھینکنے لگتا تھا گویا یہ چاہتا تھا کہ ان ٹانگوں کو توڑ کر پھینک دوں[۲] - یہ جو اکثر عیسائیوں کا بیان ہے کہ غشی آپ کو مرگی کے سبب سے طاری ہوتی تھی یہ عیسائیوں کے یونانی فرقہ نے ذلیل جھوٹی حجت بنائی ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ اس نئے مذہب کے نبی کو بیماری کا داغ لگایا چاہتے ہیں ایسے بہتان سے عیسائیوں کو نفرت کرنی ضرور ہے - ان بد اندیش متعصبوں کو یہ خیال کرنا ضرور چاہئے تھا کہ اگر آپ کو فی الحقیقت یہ مرض بھی ہوتا تو انہیں دینی مسئلہ کے موافق آپ پر رحم لازم تھا نہ خوشی کرنا - اور یہ بات بنانا کہ یہ مرض خدا تعالیٰ کے غضب کی علامت ہے عیاذاً باللہ - آپ کو چالیسواں سال تھا رمضان[۳] شریف کے مہینہ میں آپ اپنے چغہ میں لپٹے ہوئے شب بیداری کر رہے تھے آپ نے سنا کہ کوئی میرا نام پکارتا ہے یہ سنکر سر مبارک باہر نکالا اسوقت آپ پر اس قدر نور اور روشنی کا غلبہ ہوا کہ آپ بیہوش ہو گئے جب آپ کو پھر ہوش آیا آپ کے پاس ایک فرشتہ آدمی کی شکل بن کر آیا اور اس نے آپ کے سامنے ایک ریشمی کپڑا جو تمام لکھا ہوا

---

[۱] آنحضرت ہمیشہ مغموم رہا کرتے تھے اور یہ مغموم رہنا آپ کا خلقی تھا ہمیشہ فکرمند رہتے تھے آپ کو آرام نہ تھا بغیر ضرورت کے کلام نہ فرمایا کرتے تھے اکثر خاموش رہا کرتے تھے اور بہت آہستہ بات کیا کرتے تھے آپ بہت پُر مضمون فقرات کا استعمال کیا کرتے تھے اور ان فقرات میں نہ زیادہ الفاظ ہوتے تھے اور نہ کم - کتاب الواقدی صفحہ ۸۲ و ۲۱۲ سیر واقدی کتب مشہورہ سیر نبوی میں سے معتبر گنی جاتی ہے ۱۲ مترجم

[۲] یہ بیان حال آپ کے شتر سواری کا ہے بہنگام نزول وحی ۱۲ مترجم

[۳] رمضان لفظ رمض سے مشتق ہے جس کے معنے گرم کے ہیں اس مہینہ کو رمضان اس واسطے کہتے ہیں کہ مہینہ اہل عرب کے شمسی سال کے نہائت گرمی کے زمانہ میں واقع ہوتا تھا ۱۲ مؤلف

تھا پیش کیا اور کہا پڑھ آپ نے فرمایا کہ مجھے پڑھنا نہیں آتا پھر فرشتہ نے کہا کہ بسم اللہ کر کے
پڑھو اور ایسے اللہ کا نام لیکے پڑھو جس نے آدمی کو ایک قطرۂ خون سے بنایا اور ایسے اللہ کا نام لیکر پڑھو
جس نے انسان کو قلم کا استعمال سکھایا اور جو اس کے روح میں علم کا نور ڈال سکتا ہے۔ آپ کا
دل اسی لحظہ روشن ہو گیا اور وہ نوشتہ بآسانی پڑھ لیا پھر آپ کو بہت گھبراہٹ ہونے لگی اور آپ
جنگل کو دوڑ کر تشریف لے گئے یہاں آپ کو ہر طرف سے یہ آواز آنے لگی کہ یا محمد تو خدا تعالیٰ کا نبی
ہے اور میں جبرئیل فرشتہ ہوں۔ اگر ہم یہ خیال کریں کہ یہ بات اکثر ہوتی ہے کہ جب آدمی تنہائی
میں بیٹھا ہو تو وہ ایسے اشکال وہمی کو صورت حقیقی سمجھ لیتا ہے اور علاوہ اس کے بڑے بڑے عقلمند
مرد اور عورتوں کو ایسے وہم اکثر پیدا ہوئے ہیں مثلاً قیصر کی حکایت اور اس کا بروٹس کے خیمہ میں آنا
اور ایک مہیب شکل کا کرومویل کے پاس آنا اور اس کی شان اور شوکت کی پیشین گوئی کرنا اور زمانہ حال
میں مولی نوش اور میڈم ڈی گائین اور سوی ڈن برگ اور میڈم کرودنر وغیرہ کے حکایات جب ہم ان

۱؎ سات صفحہ کا حاشیہ دیکھو ۱۲ مؤلف ۲؎ پیشتر اس سے کہ بروٹس ایشیا سے روانہ ہو وہ ایکدن اپنے خیمہ میں بیٹھا ہوا تھا اور ایک شمع اندھی جل رہی تھی رات بہت گئی تھی تمام فوج اس کی سو گئی تھی اور تنہائی کا عالم تھا اس وقت بروٹس اپنے افکار میں مشغول تھا کہ یکایک اس کو معلوم ہوا کہ کوئی میرے خیمہ میں گھسا اس نے دروازہ کی طرف دیکھا کیا دیکھتا ہے کہ ایک مہیب شکل خاموش میرے پہلو میں کھڑی تھی۔ لیگور نصاحب کا ہوٹارک ۱۲ مہ ۳؎ کرومویل کی اس باب میں بہت حکایات لکھی ہیں ان میں سے ایک حکایت بیان کرتا ہوں کہ ایکدن کرومویل دن کے وقت مغموم بستر پر لیٹا تھا اس نے خیال کیا کہ ایک عجیب شکل میرے سامنے آئی اور اس نے کہا کہ تو انگلستان میں سب سے زیادہ شان و شوکت حاصل کریگا ۱۲ ۴؎ مولی نوش ہسپانیہ کا رہنے والا تھا یہ شخص سارا گوسا میں پیدا ہوا تھا اور کونٹن ٹرم کتاب کا مؤلف تھا بعد ازاں اس طور کی کتاب میڈم گائین اور فیلن صاحب پادری کلان کیمبری نے بھی لکھی اس شخص نے اپنی کتاب موسومہ بہادی بشرح میں لکھا ہے کہ بادشاہ آدمی کو خموشی اور صبر چاہئے تاکہ اس کی روحانی ترقی رک نہ جائے اور اس مطلب کے واسطے اسے چاہئے کہ وہ اپنے خیالات کو نظری چیزوں سے باز رکھے اور جب وہ اس طرح سے اپنے خیالات پر قادر ہو جاویگا تو اسے الہامات ہونے لگیں گے اور اس کی دونوں قوتیں یعنی عقل و حواس خدا تعالیٰ میں مستغرق ہو جاوینگے مولی نوش اپنے ان مسائل کے سبب سے ۱۶۸۵ء میں قید ہو گیا اور باوجودیکہ اسے نومبر وہ کے ۱۶۸۷ء میں دائم الحبس ہو گیا اور ۱۶۹۷ء قیدہی کی حالت میں مر گیا ۱۲ مؤلف ۱۲ ۵؎ میڈم ڈی گائین ۱۶۴۸ء میں مونٹارجس میں پیدا ہوئے جی یو صاحب اور میڈم ڈی میں ٹے دونوں اس کے معتقد ہو گئے اس عورت کا صرف یہ مذہب تھا کہ خدا کی محبت کرنی چاہئے چھ برس قید میں رہنے کے بعد یہ عورت سبٹ صاحب کی مخبری کے سبب سے دائی ریز قصبہ میں عمر بھر کیواسطے بھیجی گئی۔ یہ قصبہ بلوائی کے نزدیک ہے ۱۷۱۷ء میں اس قصبہ میں مری ۱۲ مؤلف ۱۲ ۶؎ سوڈن برگ ۱۶۸۸ء میں سٹوک ہول میں پیدا ہوا چونکہ اسے علم ادب اور حکمت میں بہت دخل تھا لہذا وہ تمام یورپ میں مشہور ہو گیا اور اکثر علمی محفلوں کا ممبر مقرر ہوا ۱۷۴۵ء میں اسے یکایک یہ یقین ہو گیا کہ میں عیسائی مذہب کی درستی کے واسطے پیدا ہوا ہوں اور اس نے یہ بیان کیا کہ میں نے ایک فرشتہ دیکھا جس نے مجھے کہا کہ تو اپنے ناکامل علم کی تکمیل چھوڑ دے اور اپنی ہمت کو اس نئے مفوضہ کام میں صرف کر اس نے خیال کیا کہ میں صرف فرشتوں سے باتیں نہیں کرتا بلکہ انکے ساتھ رہتا ہوں اور تمام چیزوں کو روحانی دنیا میں دیکھتا ہوں گویا میں بھی ایک فرشتہ ہوں وہ ۱۷۷۲ء میں مرا ۱۲ مؤلف ۱۲ ۷؎ میڈم کرودنر یہ عورت ۱۷۶۴ء میں پیدا ہوئی اور مسٹک مذہب والوں میں بڑی مشہور ہے۔ چند دن یہ عورت بد وضع رہی مگر بعد ازاں ایک عجیب طرح کی عبادت شروع کی اس عورت کو یہ خیال ہوا کہ مجھے خدا کی طرف سے یہ پیغام آتا ہے کہ تو مذہب عیسائی کی درستی کر یہ عورت ۱۸۱۵ء میں سکندر اول شہنشاہ روس کے ناک کا بال بن گئی اور اس نے صلح نامہ مقدس کے اہتمام میں بہت کوشش کی اس عورت نے کر عیاس میں انتقال کیا ۱۲ مؤلف

حکایات کو خیال کریں تو یقین ہو جاتا ہے کہ آنحضرت نے ہرگز فریب نہیں کیا اور اُن کو دلی یقین ہو گیا
تھا کہ مجھکو حضرت جبرئیل خدایتعالیٰ کی طرف سے رسالت کا حکم دے گئے ہیں اور میں نبی برحق ہوں
چوبیسویں رمضان المبارک کو آنحضرت اپنی بی بی کے پاس آئے اور حضرت کے چہرہ سے غم کے علامات
ظاہر تھیں آپ نے اُن کو پُکارا اور کہا کہ مجھے کوئی چیز باندھنے کو دو اور مجھ پر ٹھنڈا پانی ڈالو میرا دل
بہت گھبراتا ہے جب آپ کو ذرا افاقہ ہوا تب آپ نے اپنی رسالت کا راز اپنی زوجہ پر افشا کیا۔ حضرت
خدیجہ نے اُسے فی الفور تسلیم کر لیا اس کا کچھ عجب نہیں کہ حضرت خدیجہ کو اس امر میں کچھ شبہ نہیں ہوا
کیونکہ حضرت تمام عمر آپ پر بہت مہربان رہے اور بی بی کے ساتھ بڑی وفاداری سے بسر کی جنہوں نے
آپ کو اپنی محبت کے سبب غریب سے امیر بنا دیا۔ آپ نے جب تک حضرت خدیجہ زندہ رہیں
آپ اُس قانون کا فائدہ نہ اُٹھایا جس میں ایک سے زیادہ نکاح جائز تھے اس صورت میں وہ کیونکر
آپ کی بات کو یقین نہ کرتیں۔ لہذا اُنہوں نے آپ کے اس وہم کو واقعی خیال کر لیا اور یہ یقین کر لیا کہ
آپ خدا کی طرف سے نبی ہو گئے ہیں۔ حضرت خدیجہ کے بعد زید آپ کا عربی غلام ایمان لایا اور آپ نے
اُس کو آزاد کر دیا پھر آپ کے چچازاد بھائی علی ابن ابی طالب ایمان لائے پھر آپ نے ابوبکر کو دعوت اسلام
کی اور کامیاب ہوئے۔ ابوبکر قریش کے خاندان میں بڑے امیر اور ذی جاہ تھے اس وقت مکہ کے بڑے
بڑے امیر لوگ ابوبکر کو دیکھ کر اور بعض صرف اُن کی نصیحت سے اس نئے مذہب میں داخل ہو گئے
یہ بات آپ کی صاف باطنی پر خوب دال ہے کہ سب سے پہلے جو لوگ ایمان لائے وہ آپ کے دوست
اور اہل خاندان تھے جو آپ کے عادات سے خوب واقف تھے اگر معاذ اللہ آپ فریبی ہوتے تو یہ لوگ
آپ پر ہرگز ایمان نہ لاتے اور اُن پر بھی یہ فریب ضرور ظاہر ہوتا مگر تھوڑے دنوں کے بعد آپ کی اُس
کامیابی میں روک پڑ گئی آپ نے ایک دن اپنی قوم کے بڑے بڑے معزز لوگوں کو جمع کیا اور جو ہیں
اُن کے سامنے اپنی رسالت کے مضمون کا بیان شروع کیا یہ لوگ تمام بڑی غور سے سُننے لگے اور
اُن کے دلوں میں شک پیدا ہوئے مگر جب آپ نے خدا کی وحدانیت اور اپنی رسالت کے مسئلوں
پر بھی قناعت نہ کی اور اپنے سامعین سے فرمایا کہ میرا یہ ارادہ ہے کہ بتوں کو غارت کردوں اور اپنے اہل ملک
کو پھر مذہب ابراہیم تلقین کروں تو وہ تمام لوگ نہایت خفا ہوئے اور اُنہوں نے ارادہ کیا کہ آپ کو
بجبر خاموش کر دیں۔ جس قدر آپ کے اہل قوم آپ کی مخالفت میں سرگرم تھے اُس قدر اور لوگ نہ تھے
ابوطالب اگرچہ اسلام نہ لائے مگر پھر بھی اپنے بھتیجے کی حفاظت کیا کرتے۔ اب چند سال آپ کی عمر
بہت مُصیبت سے بسر ہونے لگی لوگ آپکے ساتھ طعن اور تشنیع سے پیش آتے تھے اور بہت دق کرتے تھے یہانتک

کہ جو آپ کے چند معتقد تھے وہ بھی اُسی حالت میں گرفتار تھے۔ ایک دفعہ آپ کے دشمنوں نے کہا کہ آپ اپنے ارادہ سے باز آئیے اور یہ دولت اور حکومت لیجئے مگر آپ نے قرآن شریف کی اکتالیسویں سورت[۱] اُن کے جواب میں پڑھی اس سورت میں سے یہ چند آیتیں منتخب کی جاتی ہیں۔ یہ سورت اللہ تعالیٰ رحمٰن اور رحیم کی طرف سے الہام ہے میں تمہاری مانند آدمی ہوں مجھے یہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ تمہارا خدا واحد ہے تم براہ راست اُس کی طرف رجوع کرو اور اُس سے مغفرت مانگو ایسے لوگوں پر لعنت ہے جو اللہ تعالیٰ کو دیوتاؤں کے ساتھ شامل کرتے ہیں اور زکوٰۃ نہیں کرتے اور آخرت کا نہیں یقین کرتے مگر وہ لوگ جو یقین کرتے ہیں اور راہ راست پر چلتے ہیں یقینی جزائے بے زوال پائینگے کیا تم حقیقت میں اُس خدا کو نہیں مانتے جس نے دو دن میں زمین پیدا کی اور تم اُس کے شریک مقرر ہوتے ہو دُنیا کا مالک وہی ہے اُس نے اُس پر پہاڑ قایم کئے ہیں جو سر بلند ہیں اُس نے دُنیا کو برکت دی ہے اور چار دن کے عرصہ میں تمام دنیا میں رزق تقسیم کیا ہے تاکہ سب لوگ اُس سے دعا کریں بعد اس کے اُس نے آسمان پیدا کئے جو ابتک صرف دُھواں تھے پھر اُس نے آسمانوں اور زمین کی طرف یہ خطاب کیا۔ حاضر ہو خواہ تمہاری مرضی ہو یا نہ ہو۔ اُن دونوں نے جواب دیا ہم حاضر ہیں اور فرمانبردار ہیں۔ اگر تجھے شیطان بہکائے تو تو خدا سے پناہ مانگ کیونکہ خدائے تعالیٰ سمیع اور علیم ہے۔ قریب کہیں سے کیوں نہ آئے تیرے قریب نہ آئے گا۔ یہ قرآن شریف پیغام ہے جو اللہ تعالیٰ دانا اور سزاوار ستایش کی طرف سے نازل ہوا ہے ہمنے تجھ سے کوئی بات ایسی نہیں کہی۔ محمد۔ جو تجھ سے پہلے نبیوں کو نہ کہی ہو تیرا خدا یقینی غفور ہے اور سزا دینے والا۔ اِس آیت کے جواب میں آنحضرت کے مخالفین نے درخواست کی کہ آپ ہمیں کوئی معجزہ دکھائیے جس سے آپ کی رسالت کا یقین ہو مگر آپ نے اِنکار کیا اور فرمایا کہ مجھے اللہ تعالےٰ نے نصیحت اور راہ راست بتانے کے واسطے پیدا کیا ہے معجزہ دکھانے کو نہیں پیدا کیا۔ اور اُس وقت قرآن شریف کی ایک آیت پڑھی اور اپنے مخالفین سے ارشاد کیا کہ تم کوئی ایسی تصنیف لاؤ جس میں ایسا حسن عبارت اور بلند خیالی پائی جائے۔ کسی نے یہ نہیں لکھا کہ آنحضرت نے اپنی رسالت کے ثبوت کے واسطے کسی مکر یا جھوٹے معجزہ کا استعمال کیا ہو برخلاف اس کے یہ معلوم ہوتا ہے آپ کو اپنے دلایل اور فصاحت پر اعتماد کلی تھا اور حرارت مذہبی نے اُس زمانہ میں آپ کی بڑی مدد کی تھی آپ کے اور جذبوں کی کچھ حقیقت نہ تھی آپ کا کوئی کام اور زمانہ حرارت مذہبی سے

---

[۱] سورہ فصلت یا حم سجدہ ہے ۱۲ مترجم۔

خالی نہ تھا یہ تعجب کی بات ہے کہ آپ صریحاً فرماتے ہیں کہ مجھ میں معجزہ دکھانے کی طاقت نہیں ہے
مگر تو بھی ہر طرح کے معجزے آپ کی طرف منسوب کئے گئے ہیں اور آپ کی واقعی حالات اور تعلیم
کا ذکر اس قدر حکایات اور تاویلات میں مخلوط ہے جیسے کسی عیسائی ولی کا ہو حقیقت میں آیات قرآنی
آنحضرت کے قانون سے اس قدر مختلف ہیں جیسے بوڈ یٹرا[۵۱] کے عجیب خیالات انجیل کے بیان
سے گبن[۵۲] صاحب نے اِن مصنوعی معجزوں میں سے یہ معجزہ لکھا ہے۔ کج فہم عیسائی بیان کرتے ہیں
کہ آنحضرت نے ایک کبوتر پلا رکھا تھا جو آسمان سے اُترتا اور آپ سے سرگوشی کرتا معلوم ہوتا تھا۔
جب یہ مصنوعی معجزہ کروشش نے بیان کیا اُس کے عربی مترجم پوکوک نے پوچھا کہ اُن مصنّفین کے
نام کیا ہیں جن سے تم نے یہ روایت نقل کی۔ کروشش نے ناچار اقرار کیا کہ یہ تو مسلمانوں کو بھی
معلوم نہیں مگر اس خیال سے کہ مُبادا اہل اسلام ناخوش ہوں اور تضحیک کریں اُس دروغ تعصب آمیز
کا ترجمہ نہ کیا یہ مقام تمام لاطینی ترجموں وغیرہ میں اب تک مشہور ہے۔ جب ابو لہب نے دیکھا کہ آنحضرت
کے دشمن ہنوز آپ کی بدخواہی میں سرگرم ہیں اُس نے نہایت التجا سے آپ کو سمجھایا کہ اب اس
باب میں بہت جد و کد نہ کیجیے مگر آپ نے جواب دیا کہ اگر تمام قریش میرے قتل کا قصد کریں اور
آفتاب اور[۵۳] ماہتاب بھی دائیں بائیں اُن کے شریک ہوں تو بھی میں اپنے ارادہ سے باز نہ آؤں گا
آپ نے اس مخالفت کا ہرگز کچھ خیال نہ کیا اور پھر چند مہمان جمع کئے۔ اُن میں اکثر لوگ آپ کے
ہمقوم تھے۔ روایت ہے کہ اُن کے سامنے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا ہوا اور دودھ کا قدح رکھا جب
یہ لوگ کھانے سے فارغ ہو گئے اُس وقت آپ کھڑے ہوئے اور اپنی رسالت کا حال بیان کیا
اور فرمایا کہ دُنیا اور دین کی جزائیں اُن لوگوں کو ملیں گی جو میری اُمت میں آئیں اور اس فصیح فقرہ پر
کلام ختم کیا تم میں سے کون آدمی اس بوجھ اُٹھانے میں میری مددگاری کرے گا اور کون میرا
دُنیا قائمقام اور جانشین بنے گا جیسے حضرت ہارون حضرت موسٰے کے تھے تمام اہل محفل حیران
اور خاموش تھے کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ اس خوفناک عہدہ کو قبول کرے کہ آنحضرت کے چچازاد
بھائی جو جوان و دلیر تھے یکایک کھڑے ہو گئے اور بآواز بلند کہنے لگے اے نبی میں اگرچہ ان حاضرین

۵۱۔ یہ شخص مشہور رومن کیتھلک پادری ۱۲۲۱ء میں پیدا ہوا اور ڈومینکن فرقہ کا ہادی بن گیا چونکہ اس کی تصنیفات مشہور
نہیں۔ لہٰذا اسے لوگ اسرافیلی پادری کہنے لگے ۱۲ مؤلف

۵۲۔ گبن صاحب کی کتاب موسوم بہ ڈگ لائن اینڈ فال کی جلد ۵ صفحہ ۱۱ مطبوعہ لنڈن صاحب دیکھو ۱۲ مؤلف۔

۵۳۔ آفتاب ماہتاب اس سے اشارہ ہے کہ یہ لوگ زمانہ جہالت میں آفتاب اور ماہتاب کی پرستش کرتے تھے ۱۲ مترجم۔

سب میں سے خورد ہوں اور میری آنکھوں میں نزلہ کا خلل ہے اور میرا پیٹ سب سے بڑا ہے۔
اور میری ٹانگیں سب سے لاغر ہیں مگر اے نبی میں تیرا جانشین بن جاؤں گا آنحضرت نے یہ
بات سُنکر حضرت علی کو اپنے گلے لگایا اور پُکار کر فرمایا دیکھو یہ میرا بھائی اور میرا قائیم مقام ہے۔ جب
آپ اِس طرح اظہار رسالت فرما چکے تو آپ نے مکہ میں علی العموم وعظ فرمانا شروع کیا اور ہر روز
آپ کی اُمت میں ترقی ہونے لگی جہاں آپ اکثر وعظ فرمایا کرتے تھے وہ مقام صفا و بعض پہاڑیاں
میں جو قریب مکہ معظمہ کے ہیں مگر آپ کبھی کبھی جبل حرا کی طرف بھی تشریف فرما ہوتے تھے اور
وہاں سے بھی سورتیں قرآن شریف کی لایا کرتے تھے۔ اس زمانہ میں حضرت عمر ایمان لائے یہ آپ
کے سخت دشمن مگر صاف باطن تھے فی الحال حضرت عمر اپنی بہن امینہ سے بہت ناراض ہُوئے کیونکہ
وہ اس نئے مذہب میں داخل ہو گئی تھیں آپ نے دیکھا کہ وہ ایک دن بیٹھے قرآن پڑھ رہے ہیں
آپ نے اُن کو خوب مارا اور قرآن کو زمین پر پھینک دیا اُس لڑکی نے قرآن کی جزو کو سنجیدگی سے اُٹھا
لیا اور اُسے اپنے بھائی کے دینے پر ہرگز راضی نہ ہوئی آپ اور بھی زیادہ خفا ہوئے اور اُن سے
قرآن چھین لیا مگر اُس وقت آپ کی نظر حسن اتفاق سے قرآن شریف کی چند سطروں پر جا پڑی۔
آپ بہت متعجب ہُوئے اور تعریف کرنے لگے بعد ازاں اُسی جگہ کھڑے کھڑے ایمان لائے۔
اگرچہ آپ اس وقت مسلح تھے اپنے ہتھیار نہ کھولے اور بخط مستقیم قلعہ صفا کی جانب جو جائے پناہ
آنحضرت تھا روانہ ہُوئے۔ آنحضرت نے آپ کو اپنی طرف آتے دیکھ کر باآواز بلند فرمایا اے عمر
تم کہاں سے آتے ہو کیا تم یہاں جب تک رہو گے کہ تم آسمان کے تلے دب جاؤ اور وہ تم پر
گر پڑے۔ حضرت عمر نے جواب دیا میں آپ کے پاس آتا ہوں اور خدا پر اور آپ پر جو اُس کے پسندیدہ
نبی ہیں ایمان لایا۔ جب قریش کو یہ بات معلوم ہُوئی کہ آنحضرت ہنوز اپنے مذہب کو رواج دیئے
جاتے ہیں اُنہوں نے ہر طرح کا ظلم کرنا شروع کیا اور آپ کی اُمت پر ایسا ظلم کیا کہ وہ
مکہ میں رہنا مصلحت نہ سمجھے۔ یہ باتیں دیکھ کر آنحضرت نے حکم فرمایا کہ تمہارا جہاں دل چاہے
چلے جاؤ اور اپنی جان بچاؤ۔ یہ لوگ حبش میں چلے گئے۔ اور وہاں مامون ہوئے یہ پہلی

سے۱ ۔ بعضے مورخ حضرت علی کی کلام کا یہ ترجمہ کرتے ہیں جو لوگ تیرے مخالف ہیں میں اُن لوگوں کے دانت توڑ ڈالوں گا
آنکھیں پھوڑ ڈالوں گا پیٹ پھاڑ ڈالوں گا ٹانگیں توڑ ڈالونگا یہ غلطی ہے جو گریو صاحب کی کتاب موسوم بہ سوانح عمری
ابوالفدا کے ترجمہ کرنے میں ہو گئی ہے ۱۲۔

سے۲ ۔ وجبل بو قبیس ۱۲۔

مہاجرت[۱] آپ کی رسالت کے پندرھویں برس ہوئی ان پناہ گزین مرد وعورتوں اور بچوں کی تعداد اسی ہو گی ان لوگوں سے نجاشی بادشاہ ابی سینا بہت مہربانی سے پیش آیا اور اُس نے قریش کی اُس فوج کو جو اُن کے تعاقب میں گئی تھی اُن کے گرفتار کردینے سے انکار کیا عرب کے مورخین کا قول ہے کہ وُہ خود مسلمان ہو گیا۔

باب دوم آنحضرت اور قرآن شریف کا ذکر

چونکہ آپ کی نبوت کے دوسرے[۲] سال مکّہ میں آپ کے معتقدین بکثرت ہو گئے اور اہل شہر کو اُن سے اندیشہ ہونے لگا اہل شہر نے منادی کردائی کہ آئندہ کوئی آدمی اسلام قبول نہ کرے۔ مگر جب تک آپ کے چچا ابوطالب زندہ رہے تب تک آپ کو اس بات سے کچھ تکلیف نہ پہنچی وُہ آپ کی بہت حفاظت کرتے رہے دو برس بعد اُن کا بھی انتقال ہوا اور اب آپکو اہل مکّہ سے بہت تکلیف پہنچنے لگی ابوطالب کا تمام مال اور اختیارات آنحضرت کے دشمنوں کے سپرد ہوا یہ لوگ آپ سے اور زیادہ دشمنی کرنے لگے اور ہر موقع پر طعن و تشنیع سے پیش آنے لگے۔ یہاں تک کہ جب آپ نماز میں مصروف ہوتے تو یہ لوگ آپ کی پوشاک پر تمام قسم کی غلاظت پھینک دیتے اور طرح طرح سے آپ کی حقارت کرتے۔ اس وقت آپ پر ایک اور صدمہ پڑا۔ ابوطالب کے انتقال کو تھوڑا ہی عرصہ منقضی ہوا تھا کہ حضرت خدیجہ نے آپ کی گود میں انتقال فرمایا۔ آپ کو اپنی بی بی کے سبب سے صدمۂ جانگداز ہوا۔ بیس برس تک حضرت خدیجہ آپ کے مشیر اور مددگار رہی تھیں اُن کی وفات کے سبب آپ کو بہت رنج ہوا اور گھر اُجاڑ معلوم ہونے لگا۔ باوصف اس کے کہ ضعیفی کے باعث حضرت خدیجہ کا حسن بالکل جاتا رہا ہو گا مگر آنحضرت اُن کے دم وفات تک وفادار رہے اور آپ نے دُوسرا نکاح نہیں کیا۔ جب حضرت خدیجہ مکّہ کے قبرستان میں دفن ہوئیں اور یہ گورستان شہر کے شمال مغربی گوشہ میں واقع ہے۔ ہم نے برخت صاحب سیاح کی کتاب میں لکھا دیکھا ہے کہ حضرت خدیجہ کی قبر اب تک قائم ہے اور زائرین اُس پر ہمیشہ جمعہ کی صبح کو جایا کرتے ہیں اس قبر میں تعویذ کے سوا اور کوئی چیز عجیب نہیں ہیں اس تعویذ پر کوفی خط

سنہ[۱]۔ یہ ہجرت اولی سال پنجم میں بعثت سے واقع ہوئی سنہ ۱۵ء میں ۱۲ مترجم۔

سنہ[۲]۔ دسویں سال بعثت سے ابوطالب و خدیجہ نے وفات پائی ۱۲ مترجم۔

سے ایک کتبہ لکھا ہُوا ہے اور یہ کتبہ آیۃ الکرسی ہے۔ آنحضرت دم وفات تک حضرت خدیجہ کے شکر گذار رہے آپ کی اِس شکر گذاری سے ایک دن حضرت عائیشہ نہائیت ناراض ہوئیں یہ آپ کی سب بیبیوں سے نہائیت حسین تھیں اور اُن سے آپ نے حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد نکاح کیا تھا۔ اِس خفگی کے عالم میں حضرت عائیشہ نے آپ سے سوال کیا کہ کیا خدیجہ مسن نہ تھیں۔ اور کیا اللہ تعالےٰ نے آپ کو اُن سے زیادہ حسین اور بہتر زوجہ نہیں عنائیت کی آپ نے جذبہ سے اور باواز بلند جواب دیا خدا جانتا ہے کہ یہ معاملہ اس طرح نہیں ہے۔ اُن سے زیادہ بہتر اور زیادہ مہربان منکوحہ ہونا ناممکن ہے اُنھوں نے اُس حالت میں میری نبوت کا یقین کیا جس زمانہ میں تمام آدمی میرا مضحکہ کرتے تھے اور مجھے حقیر جانتے تھے اور جس زمانہ میں مَیں غریب اور حقیر اور مصیبت زدہ تھا۔ اُس زمانہ میں اُنھوں نے مجھے تسلّی دی اور میری مدد کی۔ چونکہ اب آپ کا کوئی مددگار نہ رہا تھا اور آپ کو قریش ں خاندان کے لوگ جو آپ کے قریب کے رشتہ دار اور ایک زمانہ میں دوست تھے۔ طرح طرح کی تکلیفیں دینے لگے لہٰذا آپ کو ناچار کوئی مامن ڈھونڈنا ضرور پڑا آپ اپنے وفادار خدمتگذار زید کو لیکر طائف کی جانب روانہ ہُوئے۔ یہ قصبہ مکہ سے ساٹھ میل کے فاصلہ پر ہے اور اُس کے مشرق میں واقع ہے یہاں آپ کے دوسرے چچا عباس رہتے تھے۔ جونہیں آپ اِس قصبہ میں داخل ہُوئے آپ نے وہاں کے تین امیروں سے ملاقات کی اور اُن سے بیان کیا کہ میں نبی ہوں تمہیں چاہیئے کہ ایمان لاؤ اور اسلام کے پھیلانے میں میری مدد کرکے یہ سر بلندی حاصل کرو مگر اُنہیں یقین نہ آیا۔ اُنھوں نے وہی اعتراضات کرنے شروع کئے جو قریش کے خاندان کے لوگ کرتے تھے اور آپ کو نصیحت کی کہ آپ کہیں اور جگہہ پناہ گزین ہوں۔ مگر آپ یہاں ایک مہینہ تک قیام پذیر رہے اور وہاں کے عقلا اور سمجھ دار لوگ آپ کی قدرے خاطر داری کرتے رہے مگر آخر دہ غلاموں اور ذلیل قوموں نے حضرت پر بلوہ کیا آپ کو پتھّر مارے اور دو یا تین میل تک ریت میں آپ کا تعاقب کیا اور اُن پہاڑیوں تک آپ کے پیچھے آئے جو شہر کے گرد واقع ہیں یہاں آپ بہت تھک گئے تھے اِس جاے پر بہت سے باغ واقع ہیں اُن میں سے آپنے انگور کی بیل کے سایہ میں دم لیا۔ بعد اُس کے آپ پھر مکہ کی طرف روانہ ہُوئے جب آپ شہر کے قریب پہنچے آپ نے مطاعب[ا] ابن عادی کو پیغام بھیج دیا یہ شخص بڑا ذی وجاہت تھا اور آپ کا معتقد بھی تھا اس شخص سے آپ نے یہ درخواست کی کہ مجھے شہر میں صحیح وسالم کسی طرح پہنچا دے

ا۔ مطعم بن عدی ۱۲۔

وہ اِس بات پر راضی ہو گیا۔ مطعم نے اپنے بیٹوں اور متعلقین کو جمع کیا اور حکم دیا کہ تم کعبہ کے پاس مسلح ہوکر کھڑے ہو جاؤ۔ اس کے بعد آں حضرت معہ زید کے مکہ میں داخل ہوئے مطعم منادی کرتا جاتا تھا کہ کوئی آپ سے بے ادبی نہ کرے آں حضرت کعبہ میں گئے اور حجر اسود کو بوسہ دیا اور مطعم اور اُس کے گروہ کو بطور بدرقہ کے لیکر اپنے گھر تشریف لائے۔ حضرت خدیجہ کی وفات کے دو مہینہ بعد آنحضرت نے بی بی سودہ[1] سے نکاح کیا یہ بیوہ تھیں اور اُسی وقت حضرت عائشہ سے بھی شادی کی حضرت عائشہ آپ کے دوست حضرت ابوبکر کی بیٹی تھیں اور نہائیت حسینہ تھیں۔ اِس نکاح سے آپ کی بڑی غرض یہ تھی کہ میری اور ابوبکر کی دوستی اور بھی مستحکم ہو جائے۔ کہتے ہیں کہ آں حضرت نے بی بی خدیجہ کی وفات کے بعد گیارہ یا بارہ نکاح کئے اور آپ پندرہ یا تیرہ عورتوں سے منسوب ہوتے تھے اس سبب سے بعض مخالف مورخ آپ پر بہت اعتراض کرتے ہیں اور آپ کے اس فعل کو شہوت پرستی کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ معاذ اللہ مگر علاوہ اس بات کے کہ اہل عرب اور مشرقی لوگ آنحضرت کے وقت میں ایک سے زیادہ نکاح کیا کرتے تھے اور اُن کا یہ فعل قبیح نہ خیال کیا جاتا تھا۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ آپ پچیس برس کی عمر سے پچاس برس تک ایک ہی بی بی پر قانع رہے اور جب اُنہوں نے تریسٹھ سال کی عمر میں انتقال فرمایا تو اُس وقت تک اُن کے ہاں کوئی بیٹا نہ پیدا ہوا تھا اب ہم پوچھتے ہیں کہ یہ بات ممکن ہے کہ ایک شخص شہوت پرست ہو اور ایسے ملک کا باشندہ ہو جہاں ایک سے زیادہ نکاح کرنے جائز ہوں اور وہ شخص پچیس برس تک صرف ایک بی بی پر قانع رہے غالب ہے کہ آں حضرت نے جو اپنی آخر عمر کے تیرہ سال کے عرصہ میں بہت سے نکاح کئے وہ صرف فرزند کی اُمید میں کئے ہونگے وہ مقدس[2] مہینہ جس میں زایروں کے قافلے مکہ میں آیا کرتے تھے امن کا زمانہ ہوتا تھا جب تک یہ مہینہ رہتا تھا لوگ باہم جنگ نہ کرتے تھے اور آدمیوں کے غول کے غول اطراف سے اِس قومی عبادت خانہ میں آیا کرتے تھے تاکہ اس سالانہ جلسہ میں شامل ہوں آں حضرت نے اس موقع کو بہت غنیمت سمجھا اور وعظ کہنا شروع کیا یہاں آپکے بہت لوگ معتقد ہو گئے یہ لوگ یثرب کے رہنے والے تھے جب اہل یثرب اپنے وطن کو گئے تو اُنہوں نے اِس نئے مذہب کی نہائیت تعریف کی اور اپنے دوستوں اور اہل شہر کو سمجھایا کہ تم بھی اسی مذہب میں آجاؤ چونکہ اہل مکہ اور مدینہ میں معاملات تجارت میں رقابت تھی اور مکہ کے لوگ اِس مذہب سے نہائیت متنفر تھے۔ لہذا اہل مدینہ نے یہ مذہب اور بھی خوشی سے اختیار کر لیا۔ حضرت نے اپنی رسالت

[1] - سودہ بنت زمعہ ۱۲ مترجم [2] یعنی شہر ذی الحجہ موسم حج ۱۲ مترجم۔

کے بارھویں سال اپنی اورشلیم[1] کی شبدیکا[2] حال بیان کیا اور فرمایا کہ یہاں سے میں البراق[3] پرسوار ہوکر آسمان پر گیا حضرت جبریل بھی میرے ساتھ تھے قرآن کی سترھویں[4] سورت میں بھی اس بات کا ایک مبہم اشارہ ہے آں حضرت نے جو شب معراج کا حال بیان کیا وُہ یہ ہے کہ میں ایک شب کو اپنی بی بی عائیشہ پاس سوتا تھا میں نے سنا کہ کوئی شخص دروازہ کی زنجیر ہلا رہا ہے یہ سُنکر میں اُٹھ کھڑا ہُوا اور میں نے دیکھا کہ حضرت جبرئیل کھڑے ہُوئے ہیں اور اُن کے پاس البراق کھڑا ہے یہ ایک عجب طرح کا جانور تھا اُس کا چہرہ آدمی کا سا تھا کان ہاتھی کے سے ناک اُونٹ کیسی جسم گھوڑے کا سا دُم خچر کیسی اور سُم بیل کیسے وُہ رنگ میں دُودھ کی مانند سفید تھا اور برق کی مانند تیز رو حضرت جبرئیل نے اپنے پروں کا ساتواں جوڑا کھولا اور اُڑنا شروع کیا آنحضرت البراق پر سوار ہُوئے اور اُن کے ہمراہ ہوئے جب آپ اورشلیم میں پُہنچے تو حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ سے ملاقات ہوئی اُن سے آپ نے اے بھائیو خطاب کر کے ملاقات کی اور اُن کے ساتھ نماز پڑھی اس کے بعد آپ اورشلیم سے حضرت جبرئیل کے ساتھ روانہ ہوئے یہاں حضرت نے نور کا ایک زینہ دیکھا جو آپ کے واسطے تیار تھا اُس زینہ پر آپ معہ اُن سب نبیوں کے چڑھ گئے اور البراق کو ایک لوہے کے قلابہ سے باندھ گئے یہ قلابہ ایک ٹیلہ میں لٹکا ہُوا تھا اور البراق کو آپ نے اس نظر سے یہاں باندھا تھا کہ یہ ہمارے واپس آنے تک ہمارا منتظر رہے جب آپ آسمان پر پُہنچے تو حضرت جبریل نے آپ کو ساتوں آسمانوں کا ملاحظہ کروایا ڈینٹی شاعر نے بھی (بلا تشبیہ) ورجل کو اسی طرح آسمانوں کا مشاہدہ کروایا تھا جب آپ پہلے آسمان پر تشریف لے گئے آپ نے فرشتوں کا ایک گروہ دیکھا کہ طرح طرح کی شکلیں رکھتے تھے بعضوں کی شکل آدمیوں کی سی تھی بعض پرندوں سے مشابہ تھی اور بعض چرندوں کی شکل رکھتے تھے علیٰ ہذالقیاس پرندوں میں آپ نے ایک مرغ کو دیکھا کہ وُہ نہایت بلند قامت تھا اور اُسکے پر برف کی مانند سفید تھے تمام فرشتے جو زمین پر رہتے ہیں جمع تھے تاکہ خداتعالیٰ سے وہاں کی مخلوق کی سفارش کریں آخرکار یہ سب نبی وہاں پہنچے جہاں سدرہ ہے اور جنت کے باغ کی حد ہے اس درخت کے پھل ایسے بڑے تھے کہ اُن میں سے ایک پھل عرصہ دراز

ف۱ - یعنی بیت المقدس یا مسجد اقصیٰ "

ف۲ - یہ مراد لیلۃ الاسرے یعنی شب معراج سے ہے "مترجم"

ف۳ - یہ لق مرکب سواری شب معراج "مترجم"

ف۴ - یعنی سورۂ بنی اسرائیل، پارہ پانزدہم از قرآن "مترجم"

تک تمام مخلوقات کی خوراک کو کافی ہوتا۔ یہاں اُنہوں نے ایک حد دیکھی جس پر سے اب تک انسان کا گذر نہ ہُوا تھا اور جو آسمانوں کو اللہ تعالےٰ کے تخت سے جُدا کرتی تھی سدرہ کے پاس ایک اور فرشتہ آپ کا انتظار کر رہا تھا یہ آنحضرت کو لامکان میں لے گیا اور کروڑوں فرشتے دکھائے جو اللہ تعالیٰ کی تعریف میں مصروف تھے اس کے بعد آپ خدائیتعالیٰ کے سامنے حاضر ہوئے اور اجازت ہوئی کہ تو ہمارے تخت سے دو کمانوں کے فاصلہ پر آ۔ آپ نے اُس تخت پر نور سے کلمہ لکھا ہوا دیکھا کہ اُس کا ترجمہ یہ ہے سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اُس کا نبی ہے وُہ کلمات جو خدائیتعالےٰ نے آپ سے کئے معلوم نہیں ہو سکے جو کچھ ہم کو معلوم ہوا وُہ یہ ہے کہ خدائیتعالیٰ نے حکم کیا کہ مُسلمان دن بھر میں پچاس دفعہ نماز پڑھا کریں مگر آں حضرت نے حضرت موسیٰ کی صلاح سے یہ التجا کی کہ اِلٰہ العالمین تو نماز کی تعداد پانچ مقرر کر یہ درخواست منظور ہوگئی۔ بعد ازاں آپ حضرت جبرئیل کو ہمراہ لیکر مکہ کی طرف راجع ہوئے۔ جب اورشلیم میں پہنچے براق پر پھر سوار ہُوئے اور اپنے گھر واپس آئے۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ اس عجیب سفر میں اس قدر کم عرصہ صرف ہُوا تھا کہ جب آنحضرت بستر پر سے حضرت جبرئیل کی آواز سُنکر اُٹھے اتفاقاً آپ کی ٹھوکر سے ایک پانی کی ٹھلیا گھڑونچی پر سے گر پڑی مگر جب آپ واپس آئے تو وہ ٹھلیا زمین پر گرنے نہ پائی تھی آپ نے اُسی راستہ میں تھام لیا اور پھر اُسی جگہ پر رکھ لیا مگر پانی کا ایک قطرہ بھی زمین پر نہ گرا۔ معراج کا بیان ایسا ہے کہ اسی پر ایک راوی بڑے مبالغہ سے بیان کرتا ہے۔ لوگوں نے معراج کے معاملہ میں تعصب مذہبی کے باعث سے اپنے اپنے خیالات کی باگیں ڈھیلی چھوڑ دی ہیں سفر اورشلیم اور صعود آسمانی دونوں اس طرح بیان کئے ہیں جیسے کوئی داستان کہتا ہے اور اُس میں خوب شاعری کی ہے۔ معراج کے مضمون پر آنحضرت کے معتقدین میں بہت اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ معراج صرف ایک خواب[1] تھا بعض کہتے ہیں[2] کہ اورشلیم تک تو آپکا جسم بھی گیا تھا مگر آسمان پر صرف روح ہی گئی بعض کی رائے ہے کہ صعود آسمانی اور سفر اورشلیم دونوں آپ نے معہ جسم فرمائے یہ نہیں کہ صرف روح ہی گئی ہو آخری قول پر اکثر کو اتفاق ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت نے بھی اسکی درستی[3]

---

۱ ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ معراج بیشک خواب تھا کیونکہ جس رات معراج ہوئی اُس رات آنحضرت تمام رات میرے پاس لیٹے رہے ۱۲ مؤلف۔

۲ ۔ اہل سنت اور الجنابی کا قول ہے کہ معراج سے انکار کرنا گویا قرآن شریف کا انکار کرنا ہے ۱۲ مؤلف۔

۳ ۔ اکثر عیسائی جو معراج کے بیان پر اعتراض کرتے ہیں اگر ہم اُن کے اعتراضات کو بالکل تسلیم کر لیں تو اتنا کہہ سکتے ہیں کہ معراج کا بیان ذرا مشکل سے قابل تسلیم ہے کیونکہ یہی اعتراضات حضرت یعقوب کے خوابوں پر بھی عاید ہو سکتے ہیں۔ پیدائش کا ۲۸ باب آیت ۱۱ و ۱۲ ایزکیل کا پہلا باب آیت ۳ - ۲۹ - ۳ ازکیل ۲ باب آیت ۱۱-۱۶ دانیال ساتواں باب تمام اعمال کا چوتھا باب ۳ و ۴ و ۹ - الہام تمام ۱۲ مؤلف۔

ہونے کا انکار نہیں کیا۔ جس سال کہ معراج ہوئی اور جسے مسلمان سُنکر مقبول کہتے ہیں اُس سال یثرب
کے بارہ آدمی مکہ میں آئے اور عقبہ میں یہ قسم کھائی کہ ہم آنحضرت کی فرمانبرداری سے انحراف نہ کریں گے
عقبہ ایک پہاڑی کا نام ہے جو مکہ کے شمال میں واقع ہے اس قسم کو یمین النساء یعنی عورتوں کی قسم کہتے ہیں
اس کو عورتوں کی قسم اِس لئے نہیں کہتے ہیں کہ اس میں کوئی عورت شامل تھی بلکہ اس لئے کہتے ہیں کہ بعد ازاں
یہ قسم عورتوں سے لی جاتی تھی اور اس قسم میں شرائط یہ تھیں کہ ہم چوری اور زنا سے احتراز کرینگے اور
اپنے بچوں کے قتل سے باز آئیں گے۔ بت پرست عورتوں کا قاعدہ تھا کہ جب وہ کثیر العیال ہو جاتی
تھیں تو اپنے بچوں کو اس نظر سے قتل کر ڈالتی تھیں کہ ہم اُن کی کفالت کی متحمل نہ ہو سکیں گی اور لوگوں پر
بہتان نہ لگا سکیں گی اور نبی کے اُن تمام احکام کی فرمانبرداری کریں گے جو عقل کے خلاف ہوں۔ جبکہ مکہ
میں آنحضرت کی معراج کی بابت بہت تکرار ہو رہی تھی یثرب کے لوگ آپ کے نہائیت مداح تھے۔
اور غول کے غول آپ کے پاس آئے اُن میں سے آپ نے بارہ آدمیوں کو تھوڑے عرصہ تک اپنے
پاس رکھا اور اُنہیں یہ نیا مذہب تلقین کیا بعد اس کے اُنہیں یثرب کو واپس بھیجدیا کہ وہاں جا کر اسلام
پھیلاویں اُنھوں نے اس مذہب کو نہائیت حمیت و مشقت سے پھیلایا اور تھوڑے عرصہ میں اکثر اہل
یثرب کو مسلمان کر لیا جب آپ کو یہ حال معلوم ہوا آپ نے وہاں جانے کا قصد کیا اس زمانہ میں ابو سفیان
جو آنحضرت کا سخت دشمن تھا ابو طالب کی جگہ مکہ کا حاکم بن گیا اور اکثر اہل قریش نے بھی یہ ارادہ کر لیا
کہ آں حضرت کو قتل کروا ڈالیں کیونکہ وہ دیکھتے تھے کہ آں حضرت کی وجاہت و اقتدار روز بروز ترقی پر
ہے آپ نے اُن دشمنوں سے بچنے کے واسطے وہاں جانے کا قصد کیا تھا۔ جب یہ راز آنحضرت پر
افشا ہوا کہ قریش مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں آپ اور آپ کے دوست ابو بکر رات کے وقت نکل کر
بھاگے اور حضرت علی سے کہہ گئے کہ تم میرے بستر پر میرا سبز چغہ اوڑھ کر لیٹ جانا قاتلوں نے پہلے
آپ کے گھر کا محاصرہ کیا اور بعد ازاں دروازہ توڑ کر گھر میں گھس آئے مگر بجائے آنحضرت کے حضرت علی
کو پایا جو صبر و شکر سے اُس موت کے منتظر تھے جو آپ کے ہادی کے واسطے تجویز ہوئی تھی آپ کی
اس وفاداری کو دیکھ کر اُن خونیوں کو بھی رحم آیا اور وہ حضرت کو صحیح و سالم چھوڑ گئے کسی طرح کی آپ کو تکلیف
نہیں دی۔ اس عرصہ میں آنحضرت اور آپ کے دوست مکہ سے تھوڑی دور جبل ثور کی ایک گھاٹی میں جا چھپے
اس غار میں آپ اور ابو بکر تین روز رہے اور ابو بکر کا بیٹا اور بیٹی آپ کے واسطے کھانا پانی لاتے رہے اور
خبر بھی دیتے رہے جب آپ یہاں مخفی تھے حضرت ابو بکر آپ کو اس مصیبت کی حالت میں دیکھ کر بہت
دل شکستہ ہو گئے اور کہنے لگے دیکھئے ہم یہاں سے کیونکر نجات پائینگے ہم صرف دو ہی آدمی ہیں آنحضرت

نے فرمایا یہ بات غلط ہے تیسرا ابھی ہمارے ساتھ ہے وہ خدائیتعالےٰ ہے وُہ ہمیں محفوظ رکھے گا۔ جب قاتل آپ کی تلاش کرتے کرتے غار پر پُہنچے تو دیکھتے کیا ہیں کہ اُس کے مُنہ پر ایک کبوتر کا گھونسلا ہے اور اُس پر مکڑی نے جالا بنایا ہے۔ یہ دونوں باتیں معجزہ سے وقوع میں آئی تھیں۔ اس سے اُنہوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ یہ غار خالی ہے اور اور طرف ڈھونڈھنے چلے گئے جب آنحضرت اور اُن کے دوست نے یہ حال دیکھا وُہ غار سے نکل آئے اور ایک ایسی سڑک کے راہ سے یثرب میں آئے جو جاری نہ تھی یہ دوسری ہجرت[۱] سولھویں جولائی ۶۲۲ء عیسوی میں اور حضرت کی رسالت کے تیرہ برس بعد واقع ہوئی اس زمانہ میں فارس میں خسرو پرویز حکمراں تھا اور آں حضرت ترپن برس کے تھے اہل یثرب نے آنحضرت کی بڑی تعظیم اور تکریم کی اور آپ کی تشریف آوری کی یادگار میں یثرب سے اپنے شہر کا نام مدینۃ النبی رکھا (یعنے شہر نبوی) مدینہ میں آنحضرت بڑے ہادی اور شہنشاہ بنگئے اور ایک کھجور کی لکڑی یا ایک بدشکل سے منبر پر بیٹھ کر آپ نے اپنی قوم کی بت پرستی کی اس قدر مذمت فرمائی اور سامعین میں اس قدر حرارت اسلامی اور فرمانبرداری پیدا کی کہ جتنے قاصد مکہ سے آئے تھے اُن کو ناچار یہ اقرار کرنا پڑا کہ یہاں آں حضرت کی مکہ سے زیادہ تعظیم ہوتی ہے اور لوگ آپکی خسروان فارس اور قیصران روم سے زیادہ فرمانبرداری کرتے ہیں اس زمانہ تک یہ نیا مذہب صرف زبانی مسئلوں پر مبنی تھا مگر اب اس کا استحکام بُنیاد ضرور ہوا اور آں حضرت کو عبادات کے طور اور رسوم ایجاد کرنی پڑیں لہذا حضرت نے نمازیں اور اُن کے وقت مقرر فرمائے اور ایک طرف بھی معین[۲] فرمائی کہ اس جانب نماز پڑھی جائے۔ اُس وقت آپ نے ایک مسجد تعمیر فرمائی اور یہ بہت سادہ وضع تھی۔ آنحضرت نے اس مسجد کی تعمیر میں اپنے ہاتھ سے بھی کام کیا تھا۔ اسی زمانہ میں آپ نے یہ رسم جاری

ف۱ - یہ ہمارے ذکر کے موافق پہلی ہجرت نہیں ہے مگر البتہ بڑی مشہور ہجرت ہے سب سے اوّل کی تاریخ حضرت عمر خلیفہ ثانی نے مقرر کی اور حسب شرع یہ سنہ سولھویں جولائی ۶۲۲ء سے شروع ہوتے ہیں۔ اگرچہ آنحضرت مکہ سے یکم ربیع الاول کو روانہ ہوئے اور بارھویں شہر مذکور مطابق ۲۲ دسمبر کو پہنچے مگر ہجری سنہ دو مہینے پیشتر سے محسوب ہوتے ہیں یعنی محرم کی پہلی تاریخ سے گنے جاتے ہیں چونکہ یہ مہینہ عربی سال کی ابتدا کا ہے حضرت عمر نے اس میں کچھ تبدل کرنا مناسب نہ جانا اور اس واقعہ کو اونسٹھ دن پہنے سے شمار کر لیا تاکہ اکیاون دن سنوں کو اُس سال کے شروع سے شمار کریں جس سال میں آنحضرت نے ہجرت فرمائی اسی سبب سے ان سنوں کو ہجری کہتے ہیں ۱۲ منہ مؤلف :۔

ف۲ - مشرقی قومیں اس سمت کو قبلہ کہتے ہیں۔ یہودی لوگ اورشلیم کے معبد کی طرف نماز گذارتے تھے۔ محمدی لوگ مکہ کی یا کعبہ کی طرف عبادت کرتے ہیں۔ صابئین یعنی نجوم پرست مری ڈین کی طرف نماز پڑھتے ہیں اور مجوسی آفتاب طالع ہونے کی طرف منہ مؤلف ۱۲۔

کی کہ موذن اہل اسلام کو نماز کے واسطے اطلاع دیا کرے یہ موذن سب مناروں میں سے کسی منار پر چڑھ کر کھڑا ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ اللہ بڑا ہے اور اُس کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اُس کے نبی ہیں آؤ نماز پڑھو خدا تعالیٰ بڑا ہے اور واحد ہے[1] آپ میں چار صفتیں مجتمع تھیں آپ بادشاہ اور سپہ سالار اور قاضی اور واعظ تھے۔ سب کو اس امر پر اتفاق تھا کہ آپ پر خدا کی طرف سے وحی نازل ہوتی ہے اور جیسی آپ کے معتقدین کو آپ سے ارادت اور محبت تھی ایسی کبھی کسی اور نبی کی اُمتوں کو اُس سے نہیں ہوئی۔ لوگ آپ کی اس قدر عظمت کرتے تھے کہ اگر کوئی چیز آپ کے بدن مبارک سے مس ہو جائے تو اُس کو متبرک خیال کرتے۔ اگرچہ آپ کو شہنشاہ ہونے سے بھی زیادہ اقتدار اور اختیار تھا مگر آپ نہایت سیدھی سادھی وضع سے بسر کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت عائیشہ کا قول ہے کہ آپ اپنے حجرہ میں اپنے ہاتھ سے جھاڑو دے لیا کرتے تھے اپنی آگ آپ روشن کرتے تھے اور اپنے کپڑوں کو اپنے ہاتھ سے پیوند کر لیا کرتے تھے۔ آپ کھجوریں اور جَو کی روٹی دُودھ اور شہد کے ساتھ کھایا کرتے تھے اور یہ چیزیں آپ کو اپنے معتقدین سے بہم پہنچتی تھیں[2]۔ اگرچہ آپ معاملات دینی میں اس قدر مشغول اور ساعی تھے مگر معاملات دنیوی کی طرف بھی اس سے کم توجہ نہ فرماتے تھے آپ کو خبر آئی کہ شام سے ایک بڑا مالدار قافلہ چلا آتا ہے اور اُس میں ایک ہزار اُونٹ ہیں اور ابوسفیان اُس کا حاکم ہے۔ اہل مکہ نے نو سے پچاس بڑے تجربہ کار سپاہی اُن کی محافظت کے واسطے بھیجے ہیں اور اگرچہ آپ اس وقت صرف تین سو تیرہ سپاہی اور دو گھوڑے بہم پہنچا سکے مگر پھر بھی آپ نے ارادہ کیا کہ اس قافلہ پر حملہ آور ہوں۔ بحر قلزم کے قریب چاہ بدر کے برابر آپ نے اپنی فوج کا خیام کیا ابھی آپ نے اپنی سپاہ کی صف بندی وغیرہ سے فرصت نہ پائی تھی کہ اہل مکہ کی لینڈوری نظر پڑی مگر چونکہ زمین ناہموار تھی اُن کی باقی فوج نظر نہ آئی اور نہ معلوم ہوا کہ وہ ہم سے تعداد میں بمراتب زیادہ ہیں۔ آپ کو خوب یقین تھا کہ اسلام کی کامیابی اور ناکامی صرف اس لڑائی کے نتیجہ پر منحصر ہے آپ نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھائے اور یہ دُعا کی۔ اے خدا میں ملتجی ہوں کہ تو اپنا فتح اور مدد کا اقرار فراموش نہ کیجو۔ اے خدا اگر یہ چھوٹا سا گروہ شکست پائیگا تو بُت پرستی پھیل جائیگی اور تیری صادق عبادت پردہ زمین سے بالکل اُٹھ جائے گی۔ اس عرصہ میں لڑائی شروع ہو گئی

---

[1] - آنحضرت نے یہ رسم اس خیال سے ایجاد کی کہ جس طرح عیسائی نمازیوں کو نقارہ یا کرنا یا گھنٹوں کے ذریعہ سے بلاتے ہیں یہ بات واب عبادت سے بہت خلاف ہے ۱۲ مؤلف ۱۲ [2] بخاری کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو تمام زمین کے خزائن پیش کئے لیکن آپ نے قبول نہ کئے ۱۲ مؤلف ۱۲ د۔

آنحضرت کی آنکھیں سرخ ہوگئیں آپ نے باواز بلند فرمایا کہ جنت کے دروازہ وا ہیں جو لوگ شہید ہونگے وُہ سیدھے وہاں داخل ہونگے۔ پھر باواز بلند فرمایا کہ فرشتے ہماری طرف ہیں مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وُہ ہماری طرف چلے آتے ہیں دیکھو جبریل اپنے گھوڑے پر ہمقوم کو آواز دے رہے ہیں کہ آگے بڑھ اور اللہ کی تلوار قتل کر رہی ہے۔ بعد ازآں آپ نے جُھک کر ایک مُٹھی خاک اُٹھائی اور اہل مکہ کی طرف پھینک کر یہ فرمایا کہ خدا کرے ان کا روسیاہ ہو اہل مکہ مدینہ والوں سے مقابلہ نہ کر سکے اور آنحضرت فتح پاکر مدینہ واپس آئے آپ نے یہاں آکر تمام مال غنیمت اہل اسلام میں برابر برابر تقسیم کر دیا۔ جنگ بدر کا قرآن شریف میں اکثر جگہ مذکور ہے اور آپ کو جو آئندہ اسقدر فتحیں حاصل ہوئیں اُن سب کے واسطے گویا یہ محاربہ ایک فال نیک تھا دوسرے برس ۶۲۴ء میں ابوسفیان اور اہل قریش نے تین ہزار آدمی جمع کئے اور ابوسفیان اُن کا حاکم تھا یہ فوج مدینہ سے چھ میل کے فاصلہ پر آکر ٹھہری آنحضرت نوسو پچاس آدمی اپنے ہمراہ لیکر تشریف لیگئے اور جبل احد[1] پر لڑائی ہوئی۔ قریش لوگ صف جنگ کو ہلال کی صورت بنا کر آگے بڑھے میمنہ کے سواروں کا حاکم خالد بن ولید تھا یہ شخص سپاہ عرب میں سب سے زیادہ تندرو اور دلیر تھا اور آنحضرت نے بھی اپنی فوج کا انتظام بڑے ہنر سے کیا تھا آپ کے سوار پہلے پہل کامیاب ہوئے اور سپاہ مخالف کے قلب میں جا گھسے مگر اُن کی لوٹ کے شوق نے اُنہیں پریشان کر دیا اور خالد نے فوراً اُن کے پہلو اور پشت پر آن کر حملہ کیا۔ آنحضرت کے چہرہ مبارک پر برچھی کا زخم آیا اور دو دانت پتھر کے صدمہ سے شہید ہوئے۔ خالد باواز بلند پکارا جھوٹا نبی قتل ہوا آپ کے معتقدین اکثر خائف ہو کر بھاگنے لگے اور یہ تحقیق نہ کیا کہ یہ خبر صحیح ہے یا غلط مگر آپ کے وہ چند معتقدین جنہیں آپ سے کمال عقیدت تھی آپ کے گرد جمع ہو گئے اور آپ کو ایک محفوظ جگہ لے گئے۔ اُس شجاعت کے عوض میں جو حضرت علی نے اس سخت مصیبت کے وقت میں ظاہر کی تھی آپ نے اپنی چاہتی بیٹی فاطمہ کا اُن سے نکاح کر دیا۔ حضرت فاطمہ اُمی حسین اور صاحب عصمت تھیں کہ اہل عرب اُن کو ان چار پاک دامن عورتوں میں شمار کرتے ہیں یعنی زوجۂ فرعون آسیہ نام حضرت مریم علیہا السلام۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ۔ حضرت فاطمۃ الزہرا۔ اس شادی کے ایک برس بعد آنحضرت نے رمضان میں روزے رکھنے کا حکم دیا۔ اس زمانہ میں اکثر عرب کی قوموں نے

---

[1] احد عربی میں ایک کو کہتے ہیں اس پہاڑ کو احد اس واسطے کہتے ہیں کہ یہ ایک سطح میں اکیلا ہے اور کوئی پہاڑ اُس جگہ واقع نہیں ۱۲ منہ مؤلف

یہ بہانہ کیا کہ ہم مُسلمان ہوگئے ہیں اور آنحضرت سے درخواست کی آپ اپنے دو صحابی ہمارے پاس بھیجئے تاکہ وُہ ہمیں آپ کا مذہب تلقین کریں مگر جب وہ لوگ وہاں پہنچے اُنہوں نے اُنہیں فوراً دغا اور بے رحمی سے قتل کرڈالا یہودیوں نے بھی اس نئے مذہب سے ہر طرح کی پرخاش شروع کی لوگ جابجا آپ کے قتل کا مشورہ کرنے لگے مگر چونکہ آپ بہت بیدار مغز اور حلیم الطبع تھے لہذا اُن لوگوں کی کو تدبیر بن نہ پڑی۔ آپ اس زمانہ میں اَیسے ذی وجاہت تھے کہ آپ کے حکم سے شراب خوری بالکل موقوف ہوگئی اور تمام صلحائے اہل اسلام عرق انگور سے نفرت کرنے لگے یہ تہذیب اخلاق حفاظت اسلام کے لئے ضرور تھی کیونکہ اسلام اس زمانہ میں دشمنوں سے گھرا ہوُا تھا۔ قریش لوگ اب یہودیوں سے مِلگئے اور مختلف عربی قومیں اپنے اپنے جنگلوں سے یہاں آئیں اور باہم عہد و پیمان کرکے مدینہ پر چڑھائی کی اسلام کا یہاں سوائے ان تین چیزوں کے کوئی مددگار نہ تھا اوّل ایک آدمی جو رائے صائب رکھتا تھا دوسری حرارت اسلامی تیسری ثابت قدمی اور رسوخ اعتقاد۔ محاصرین کی تمام کوششیں عبث ہوگئیں ہر ایک حملہ میں آنحضرت فتحیاب ہوئے۔ آخرکار مخالفین محاصرہ سے باز آئے اور آنحضرت نے اُن کا تعاقب کیا اور قوم قراط[1] کو اوّل ہی لڑائی میں پس پا کردیا۔ اِس مقام[2] پر آنحضرت کے اُس الزام کا لکھنا اور ابطال ضرور ہے جو مخالفین تعصب مذہب کے باعث آپ پر لگاتے ہیں وُہ الزام یہ ہے کہ حضرت نے اپنے پسر متبنےٰ کی زوجہ مطلقہ کے ساتھ ناجائز نکاح کیا حقیقت حال یہ ہے کہ اسلام کے رواج سے پہلے اہل عرب کی رسم یہ تھی کہ اگر کوئی آدمی اتفاقاً اپنی جورو کو ماں کہہ اُٹھتا تو وہ اُس وقت سے پھر اُس کے ساتھ مقاربت نہ کرتا۔ یا اگر کوئی آدمی اتفاقاً کسی لڑکے کو بیٹا کہہ بیٹھتا تو وُہ لڑکا اُسکے صلبی لڑکے کے حکم میں ہوجاتا مگر چونکہ ان دونوں رسموں کو قرآن شریف نے منسوخ کردیا تھا لہذا اگر کوئی آدمی اپنی جورو کو ماں کہہ اُٹھتا یا اپنے پسر خواندہ کی زوجہ مطلقہ سے نکاح کرلیتا تو کچھ مضائقہ نہ تھا۔ آں حضرت مسمات زینب سے زمانۂ دوشیزگی میں بہت محبّت رکھتے تھے اور زید پر بھی اَیسے ہی مہربان تھے لہذا آپ نے تجویز فرمایا کہ اِن دونوں کی شادی ہوجائے چونکہ شادی کے بعد اُن میں موافقت نہ ہوئی زید نے طلاق دینے کا ارادہ کیا حضرت نے بہت سمجھایا مگر اُس نے نہ مانا آپ نے اُس وقت دیکھا کہ یہ الزام مجھ پر ہوگا کہ میں نے اس سے شادی کردی اور آپ کو

[1] - ذی قرد ایک گانو اور رات کی بستی کے فاصلہ پر مدینہ سے خیبر کی راہ میں واقع ہے ۱۲ مترجم۔

[2] - دفع الزام نکاح زینب ۱۲ مترجم۔

زینب کی گریہ وزاری اور مُصیبت پر بھی رحم آیا جوکہ اور کچھ عوض آپ کے قبضہ میں نہ تھا آپ نے زید کی طلاق کے بعد خود شادی کر لی۔ ہر چند آپ نے اس خیال سے کہ مُبادا وہ لوگ جو رسم مذکورہ بالا پر اب تک چلے آتے ہیں الزام لگائیں اس امر میں بہت پس وپیش کیا مگر آخر کار رحم اور خیال عوض نے غلبہ کر کے لوگوں کے اعتراض سے غافل کر دیا اور آپ نے زینب سے نکاح کر لیا۔

جب[1] آپ ایک لڑائی فتح پاکر واپس آئے تو لوگوں نے حضرت عائیشہ پر جو آپ کی نہائیت عزیز زوجہ تھیں زنا کا الزام لگایا اور کہا کہ آپ ساتھ[2] اماتی افسر کی طرف نظر رکھتی ہیں مگر جوکہ حضرت عائیشہ نے صاف صاف حال بیدھڑک بیان کر دیا اور زاری کی آپ کو اُن کی بیگناہی کا یقین ہو گیا اور آپ نے ہر ایک ملزم کو اسّی اسّی کوڑے لگوائے۔ جوکہ آں حضرت[3] نے اُن یہودیوں پر جو مدینہ کی جوار میں رہتے تھے حملے اور سختی کی اُن لوگوں نے اہل مکہ سے مدد طلب کی اہل مکہ نے اُن کے پاس ایک بڑی بہادر فوج بھیجی اور اُنہوں نے مدینہ پر چڑھائی کی آں حضرت کو شکست جنگ کوہ احد نے تجربہ کار کر دیا تھا آپ نے ایک فارس کے مسلمان[4] کی نصیحت سے شہر کے گرد خندق کھودنے کا حکم دیا اور دشمن کو قرب وجوار کے گاؤں لوٹنے دیئے اس لوٹ کے بعد اُنہوں نے شہر کا محاصرہ کیا مگر ہر حملہ میں شکست پائی اور آپس میں بھی نااتفاقی پیدا ہو گئی۔ لہذا مخالفین نے محاصرہ چھوڑ دیا اور گھر کی راہ لی۔ یہ لڑائی ۶۲۵ و ۶۲۶ء مطابق سنہ ۴ھ میں واقع ہوئی۔ اس لڑائی کو خندقی لڑائی کہتے ہیں بعد اس[5] کے آنحضرت نے حملہ آوری کی اور ناکون اور القواب[5] کے قلعوں کو فتح کیا اس کے بعد قلعہ خیبر پر سخت لڑائی واقع ہوئی اور اُس کو فتح کیا۔ جب[6] آپ اُس قلعہ میں داخل ہوئے تو آپ کو معلوم نہ تھا کہ مجھ پر یہ مُصیبت آئے گی وہ مصیبت یہ ہے یہاں ایک جوان یہودی عورت نے جس کا باپ اور بھائی اور خاوند اور رشتہ دار لڑائیوں میں مارے گئے تھے بخیال انتقام یہ ارادہ کیا کہ آنحضرت کو جو میری قوم اور خاندان کے دشمن ہیں قتل کر ڈالوں لہذا اُس نے ایک بکری کا بچہ پکایا اور اُس میں زہر ہلاہل ملا دیا اور خوشامد کر کے آنحضرت کے سامنے شام کے وقت لا کر رکھ دیا آپ نے ابھی ایک ہی

ف ۱۔ یعنی غزوہ بنی المصطلق ۱۲ مترجم ف ۲ صوان بن معطل سردار و پاسدار ساقہ لشکر اسلام ۱۲ مترجم۔

ف ۳۔ یہ ذکر غزوہ خندق کا ہے کہ جس کو غزوہ احزاب کہتے ہیں ۱۲ مترجم ف ۴ اس شخص کا مسلمان فارسی نام تھا جو مشاہیر صحابہ میں سے ہے ۱۲ مترجم ف ۵ ناعم وقموص دو قلعے قلاع ہفتگانہ خیبر سے گنے جاتے ہیں کہ جن کو آپ نے سنہ ۷ھ میں مع دیگر قلاع فتح کیا تھا ۱۲ ذکر فتح خیبر ۱۲۔

ف ۶۔ ذکر شاہ مسمومہ کا کھانا زینب بنت حارث یہودیہ کی فریب دہی سے ۱۲ مترجم۔

نوالہ نوش فرمایا تھا کہ باآواز بلند کہا ٹھہر تو سہی تونے اس میں زہر ملایا ہے آپ کی قوم میں بصرہ[۱] نامی
ایک سردار تھا اُس نے آنحضرت نے زیادہ لقمے کھائے تھے یہ اُسی وقت نیلا ہوگیا اور اُسکے
دست و پا بے حس و حرکت ہوگئے اور مرگیا آنحضرت کو بھی اور اُن تمام لوگوں کو جنہوں نے یہ بکری کا
بچہ کھایا تھا سخت تکلیف شروع ہوئی آپ نے اپنی اور اِن لوگوں کے گدی پر پچھنے لگوائے
آنحضرت نے اُس یہودی عورت کو بُلوایا اور پوچھا کہ تونے یہ کیا حرکت کی اُس نے دلیری سے
کہا اے محمد تونے میرے باپ اور بھائی اور خاوند کو قتل کیا اس واسطے میں نے اپنے دل میں کہا
اگر آپ نبی برحق ہیں تو آپ کو معلوم ہو جاوے گا کہ اس بکری کے بچہ میں زہر ملا ہوا ہے۔ اور اگر
آپ خالی دعویٰ کرتے ہیں تو آپ کے ہاتھ سے نجات حاصل ہوگی اور یہودیوں کی پھر ترقی ہوگی
آپ نے اُس کو اُسی وقت مروا ڈالا۔ بعد ازاں بہت دن تک بیمار رہے اور چونکہ آپ کو کبھی اس
زہر سے شفائے کلی حاصل نہیں ہوئی اس بات کا کچھ تعجب نہیں ہے کہ آپ نے یہودیوں پر
اس کے عوض میں ایسی سخت گیری کی کہ بہت سے یہودیوں کی بستیاں مارے ڈر کے بغیر عہد و
پیمان تابعدار ہوگئیں اور اس سبب سے آں حضرت کے اقتدار اور اختیار میں اور بھی ترقی ہوئی۔
تمام اطراف اور جوانب سے لوگوں نے درخواست کی کہ ہم مسلمان ہوتے ہیں اور یہ قرآن شریف
کے پڑھنے کا اثر تھا ہر مسلمان صالح کی یہ آرزو تھی کہ اُس کعبہ کی زیارت کریں جس کی طرف ہم نماز
پڑھتے وقت مُنہ کرکے بعظمت و بزرگی یاد الٰہی میں مصروف ہوتے ہیں اس آرزو کو آنحضرت نے
اور بھی اشتعال دی آپ کے دل میں مدت سے یہ آرزو تھی کہ میں مکہ کو فتح کروں اور وہاں کے
اہل شہر کو مسلمان کروں اور اُس شہر میں بادشاہ بنکر جاؤں جہاں کے لوگ مجھ پر طعن و تشنیع کرتے
تھے اور میری ایذا رسانی کے درپے تھے اس واسطے آپ نے تمام اہل شہر کو جمع کیا اور آپ اُن کے
سردار بنکر زیارت کعبہ کو روانہ ہوئے اگرچہ آپ سے ہر ہر قدم پر لوگ لڑے تاہم آپ اور آپ کے
معتقدین مظفر اور منصور ہوکر شہر کے پاس پہنچے۔ علاوہ اس کے شہر میں بہت سے لوگ اسلام
کے طرفدار تھے اور آپ کے نام کی دہشت اور اخبار معجزات نے قریش کو ترغیب دلائی کہ وہ مہلت کی
درخواست کریں۔ مسلمانوں[۲] اور قریش میں یہ شرطیں قرار پائیں۔ اوّل تین برس تک باہم جنگ نہ
کرینگے۔ دوم اقوام عرب مختار ہیں کہ چاہے آنحضرت کی طرف ہوں اور چاہے اہل مکہ کی۔ سوم آں حضرت
اور آپ کے معتقدین کو چاہئیے کہ اس سال کے اندر اندر چلے جائیں۔ چہارم محمدیوں کو اختیار ہے کہ

---

[۱] - بشیر بن برار اُس کا نام تھا ۱۲ مترجم [۲] ذکر صلحنامہ حدیبیہ ۱۲

وُہ اِس سال میں مقامات متبرک موسوم بہ الیدہ[1] کی زیارت کریں۔ پنجم مسلمان جب مکہ میں آئیں صرف میان کی ہوئی تلواریں لائیں اور کسی قسم کے ہتھیار نہ لاویں۔ ششم وہ وہاں تین روز ٹھیریں اور کسی باشندۂ شہر کو بجبر اپنی ہمراہ نہ لے جاویں۔ اہل مکہ پر آں حضرت کو اب تک کسی طرح کا غلبہ نہ ہوا تھا اس عہد نامہ کو آپ کی فتحمندی کی پہلی بنیاد کافی سمجھنا چاہئے۔ اگرچہ آنحضرت کو احکام قرآن کے موافق ادائے رسوم حج کے بعد مکہ سے حسب معاہدہ واپس جانا پڑتا تھا تو بھی یہاں اسلام کی بُنیاد مستحکم ہو گئی تھی اور اُس وقت سے تین سو ساٹھ بت[2] بالکل ہیچ ہو گئے تھے۔ جس وقت کہ آنحضرت نے کعبہ میں حجر اسود کے پاس کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کا نام بآواز بلند لیا۔

تیسرا باب

ہجرت کے نویں سال میں مکہ اور مدینہ میں سب طرف سے قاصد آئے تاکہ آنحضرت کو اپنے اپنے بادشاہوں کی طرف سے اُن کی فرمانبرداری کا پیغام دیں[3] آنحضرت نے بادشاہ ابسینیا[4] کے پاس ایک قاصد بھیجا تھا اُس نے آں حضرت کے پاس ایک نامہ بھیجا مضمون نامہ یہ ہے وُہ اللہ تعالےٰ تعریف کے لائق ہے جو پاک صادق طاقت ور اور بخشندہ ہے مَیں اقرار کرتا ہوں کہ خدا واحد ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے نبی ہیں۔ رسول خدا نے مجکو لکھا کہ تو اپنی بیٹی ام حبابہ[5] کو ہمارے نکاح میں دے مَیں بدل راضی ہوں اور اُس کے جہیز میں چالیس ہزار طلائی سکہ دیتا ہوں۔ اِس زمانہ میں آنحضرت نے ایک مُہر کھدوائی اُس پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا اسے آپ اُن فرمانوں پر ثبت فرماتے تھے جو بادشاہوں کو بغرض قبول اسلام لکھے جاتے تھے آپ نے اِس مضمون کا پہلا نامہ بدہم[6] حاکم یمن کو بھیجا اور یہ لکھا کہ تو ہی خسرو فارس کے پاس بھیجدے۔ خسرو نے اس نامہ کو پارہ پارہ کر ڈالا اور بدہام کو حکم کیا کہ یا تو تو آنحضرت سے دعویٰ نبوت چھوڑا دے یا اُن کا سر کاٹ کر بھیجدے۔ جب

ف[1]۔ بیت اللہ ۱۲ ف[2]۔ اہل عرب کے سال میں تین سو ساٹھ دن ہوتے ہیں اور ہر ایک دن کا جُداگانہ ایک بت تھا ان بتوں کی شکلیں آدمی اور عقاب اور شیر اور ہرن کی تھیں ان سب میں مشہور اور معزز ہبل کی تصویر تھی۔ اس تصویر کو شام کے کاریگروں نے بنایا تھا یہ بت عقیق کا تراشا ہوا تھا اور اُس کے ہاتھ میں ساتھ تیر بغیر پیکان کے تھے ان تیروں سے یہ مراد تھی کہ یہ پتھر خبیث دیوتاؤں کی علامت اور آلہ ہیں ۱۲ مترجم ف[3]۔ ارسال فرامین بملوک جہان ۱۲ مترجم ف[4]۔ یعنی نجاشی ملک حبشیان ف[5]۔ ام حبیبہ بنت ابی سفیان اموی مہاجرہ حبشہ ۱۲ مترجم ف[6]۔ باذان حاکم یمن از قبیل خسرو پرویز بادشاہ ایران ۱۲ مترجم

آنحضرت کو اس بے ادبی کی خبر ہوئی آپ نے یہ کلمات بآواز بلند فرمائے اسی طرح اللہ تعالیٰ خسرو کی سلطنت پارہ پارہ کردے گا اور اُس کی دعاؤں کو نامقبول فرمائے گا۔ تھوڑے عرصہ بعد خسرو کو اُس کے بیٹے سر[1] سبز نامی نے قتل کرڈالا۔ بد[2] ہم معہ اپنی رعیت کے مُسلمان ہوگیا اور آنحضرت نے اُسے یمن میں بحال رکھا۔ مورخین عرب کا قول ہے کہ ہروڈیس[3] بادشاہ رُوم کو آں حضرت نے نامہ بھیجا اُس نے اُس نامہ کی نہایت تعظیم کی اور اپنے تکیہ کے نیچے رکھ لیا اور اُس کے جواب میں اپنا قاصد آں حضرت کے پاس معہ چند تحائف بیش بہا بھیجا (ہوتسا[4]، (اور المندا[5]) دو اور بادشاہ خودبخود آں حضرت کے پاس حاضر ہوئے اور قدمبوسی کی اور مُسلمان ہو گئے۔ آں حضرت کی اس کامیابی کی یہ دلیل ہے کہ آں حضرت میں صرف نیکو خصالی اور زور شمشیر ہی مجتمع نہ ہوا تھا بلکہ آپ کی کلام میں بھی بہت اثر تھا آپ کی ہر ایک بات الہام شدہ معلوم ہوتی تھی اور اہل عرب کے دل پر بڑا اثر پیدا کرتی تھی اور چونکہ زبان زد خاص و عام ہوتی تھی لہذا دور دور پہنچ جاتی تھی۔ وہ کتاب[6] جو آنحضرت نے اُن لوگوں اور اہل مشرق پر ظاہر کی وُہ بھی بڑے بڑے عُمدہ اقراروں سے پُر ہے اس میں فرمانبرداری کم درکار ہے اور صلہ بڑا ہے اور اس کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خدائیتعالیٰ بڑا حاکم ہے اور ہر چیز کا خالق ہے جب آں حضرت[7] مکہ اور مدینہ میں اپنی حکومت کر رہے تھے اُسی زمانہ میں آپ نے یہ بھی ارادہ کیا کہ اس انقلاب مذہبی کو قرب وجوار کے بادشاہوں میں بھی پھیلائیں آپ نے بوسی کے حاکم[8] کے پاس جو دمشق کے قریب واقع ہے ایک قاصد[9] بھیجا مگر اس قاصد کو ایک عرب کے عیسائی امیر نے جس کا شرجیل[10] نام تھا قتل کرواڈالا (شرہیل ہرکیٹ[11] نی اس، بادشاہ یونان کا باجگذار تھا۔ اگرچہ اس قتل سے قلیل نقصان ہوا مگر بڑی بے ادبی خیال کی گئی آں حضرت نے فوراً تین ہزار آدمی طیار کئے اور نصیحت کی کہ خدا کی راہ میں نہایت دلیری ظاہر کرنا اور اُن کے سامنے آسمانی اور [illegible] جنت کے آرام بڑی فصاحت اور بلاغت سے بیان فرمائے اور اُن لوگوں کے مدارج بیان کئے جو فی سبیل اللہ غازی

۱ - شیرویہ بن خسرو ۱۲ ۲ - یعنی باذان ۱۲ ۳ - ہرقل جس کو ہرکیون بھی کہتے ہیں نام قیصر روم تھا اور ہروڈیس حاکم یہودیہ شام کو لکھتے ہیں ۱۲ مترجم ۴ - ہودہ بن علی حنفی حاکم یمامہ ۱۲

۵ - و منذر بن ساوی ملک بحرین ۱۲ مترجم ۶ قرآن مجید ۱۲ مترجم

۷ - ذکر غزوہ موتہ ۱۲ ۸ - بصرے ۱۲ ۹ - اِس قاصد کا نام حارث بن عمیر تھا ۱۲

۱۰ - شرجیل غسانی ۱۲

۱۱ - ہرکیولیز یا ہرقلس بادشاہ روم ویونان ۱۲ مترجم

یا شہید ہوں اور آپ نے اُنہیں حکم دیا کہ تم مال عوام الناس نہ لوٹنا بلکہ ریاست مفتوح کے مال کو غنیمت کرنا اور جس وقت تم میری بے ادبی کے عوض لینے میں مصروف ہو تو خانہ نشین لوگوں کو ایذا رسانی نہ کرنا عورتوں کو اور بچّوں کو اور بڈھوں کو بچانا اور اُن لوگوں کے گھروں کو نہ ڈھانا جو تم سے بمقابلہ نہ پیش آئیں اور کسی کے وسائل معاش کی بربادی نہ کرنا اُن کے میوہ دار درختوں کا لحاظ رکھنا اور کھجور کے درختوں کا پاس کرنا یہ اہل شام کو سایہ اور سبزی[1] کے سبب سے بہت کار آمد ہیں۔ چونکہ اہل یونان تعداد میں بہت زیادہ تھے کیونکہ معہ اہل عرب[2] اُن پاس ایک لاکھ آدمی تھے۔ مُسلمانوں کو پہلے حملہ میں شکست ہوئی اور متواتر تین سردار شہید ہُوئے پہلے سردار کا نام زید تھا دوسرے کا نام جعفر تیسرے کا نام عبد اللہ تھا اِن تینوں کو آں حضرت نے یہ حکم دیا تھا کہ پہلے زید سردار بنے اور بعد اُس کی شہادت کے جعفر اور بعد جعفر کے عبد اللہ۔ زید بڑی جرأت سے لڑے اور سب سے آگے بڑھ کے شہید ہُوئے۔ جعفر کی شہادت مردانہ وار اور مشہور ہے جب اُن کا سیدھا ہاتھ کٹ گیا اور اُنھوں نے علم کو بائیں ہاتھ میں لے لیا اور جب یہ ہاتھ بھی قطع ہو گیا تو آپ نے علم کو دونوں ٹنڈوں میں پکڑ لیا اور پچاس زخم کھا کر شہید ہُوئے۔ بعد اس کے عبد اللہ سردار ہُوئے آپ نے باواز بلند فرمایا کہ پیش قدمی کرو فتح یا جنت ہمارے ہی واسطے ہے ایک یونانی کے نیزہ نے اِس امر کا فیصلہ کر دیا یعنی آپ شہید ہو گئے مگر خالد[3] نومسلم نے اُس علم کو اپنے ہاتھ میں لیلیا۔ آپکے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹیں اور آپ کی جرأت کے سبب سے تمام عیسائیوں کی فوجیں مغلوب ہو گئیں۔ آخر کار اہل اسلام فتحیاب ہُوئے اور آں حضرت نے خالد کو جن کے ہُنر اور دلیری میں یہ فتح حاصل ہُوئی تھی لقب سیف اللہ عنائیت فرمایا قوم قریش[4] نے عہد شکنی کی اور عہد نامہ مذکورۃ الصدر سے منحرف ہُوئے اُنہوں نے آں حضرت کے دشمنوں کو مدد دی لہذا اُن کا مطیع اور منقاد کرنا بہت ضرور ہُوا آپ نے تیاری جنگ کی اور دس ہزار آدمی لیکر مدینہ سے کُوچ کیا مگر ایک شخص کی شرارت سے اِس لڑائی کی فتح میں کچھ کچھ فتور واقع ہُوئے۔ حاطب[5] نے سارہ نامی لونڈی کے ہاتھ اہل مکہ کو ایک خط بھیجا اور اُس خط میں آں حضرت کے حملہ اور نیت کی خبر لکھی حضرت علی کو اِس معاملہ کے عین وقت پر اطلاع ہوئی اور اپنے مرکب پر سوار ہُوئے اور اُس لونڈی کو جا پکڑا اُس نے دلیرانہ انکار کیا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہے اور تلاشی کے وقت بھی خط نہ نکلا حضرت علی اِس فریب دہی سے خفا ہُوئے اور تلوار

ف۱ - قرآن شریف میں لکھا ہے کہ کھجور کے درخت کی تعظیم کرو۔ کیونکہ یہ اُس مٹی کے بقیہ سے بنا ہے جس سے حضرت آدم کا پُتلا بنا تھا ۱۲ مؤلف ف۲ - عرب متنصرہ یعنی اعراب نصرانی شدہ ۱۲ ف۳ - یعنی خالد بن ولید ۱۲ ف۴ - ذکر غزوہ فتح مکہ ۱۲ ف۵ - حاطب بن ابی بلتعہ ۱۲

کھینچی جب آپ اُس کے سر پر تلوار لے گئے وُہ خوف سے کانپنے لگی اور اُس نے اپنا جوڑا کھولا اُس میں سے ایک خط نکلا جس میں یہ الفاظ تھے۔ حلب بن بطن کی طرف سے اہل مکہ کو معلوم ہو کہ رسول خدا تم پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں تم بھی مسلح اور مستعد ہو۔ آں حضرت نے اس حملہ میں ایسی جلدی کی کہ قریش کو آپ کی آمد کی خبر بھی نہ ہُوئی اور آپ مکہ کے قریب پہنچ گئے اہل شہر نے بیعذر دروازہ کھول دیئے اس وقت آنحضرت قرمزی پوشاک پہنے ہُوئے القوی[1] اُونٹ پر سوار بصد مسرت وانبساط داخل شہر ہُوئے۔ ابوسفیان آپ کے سامنے گرفتار ہو کر آیا اور اسلام کے وعدہ پر جان بخشی پائی۔ بعد ازاں آنحضرت کعبہ کے بتوں کو اپنے ہاتھ سے گرانے چلے اور سات دفعہ گرد پھر کر کلمہ کو باواز بلند مشتہر کیا۔ خدا واحد ہے اور محمد اُس کا رسول ہے بعد ازاں آب چاہ زمزم پر تشریف لے گئے اور پانی نوش فرمایا یہ وُہی کنواں ہے جو فرشتہ نے جنگل میں حضرت ہاجرہ[2] کو دکھایا تھا اس کے بعد آپ نے مجمع میں قرآن شریف کی اڑتالیسویں سورت[3] پڑھی۔ جب آنحضرت نے مؤذن کو اوّل اذان دیتے سُنا اور جبکہ بتوں کے ٹوٹے ہُوئے ٹکڑے یہاں سے اُٹھ گئے تمام آدمیوں نے آپ کو گھیر لیا آپ نے پُوچھا تم مجھ سے کیا چاہتے ہو۔ ہزار ہا آدمیوں نے بہت عجز و انکسار سے عرض کیا کہ آپ ہماری اس طرح پرورش فرماتے ہیں جیسے باپ اپنے بیٹے کی آپ نے فرمایا جاؤ جاؤ اللہ تمہیں برکت دے۔ اس عرصہ[4] میں۔ ہوازن اور قریش کی قوموں[5] نے ایلق[6] کو اپنا سردار بنایا اور اپنے بتوں کے ٹوٹنے سے ناراض ہو کر مسلح ہُوئے اور مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر حنین[7] کی گھاٹی میں جا پڑے بارہ ہزار آدمی اُن کے مقابلہ کے واسطے گئے۔ اور اُن میں دو ہزار نو مسلم اہل مکہ بھی شامل تھے اِن لوگوں نے خیال کیا دشمن ہم سے تعداد میں بہت

ف۱۔ قصوی نام سواری نبوی کا ۱۲ مترجم ف۲۔ نام مادر حضرت اسمٰعیل بن ابراہیم ۱۲ مترجم:۔

ف۳۔ اے محمد یقینی ہم نے تجھے ایک فتح ظاہر دی ہے اور یہ بات اِس سے ظاہر ہے کہ خدا بچپن اور بڑھاپے کے گناہ معاف فرماتا ہے اور اپنی نعمت تجھی پر ختم کرتا ہے اور تجھے سیدھی راہ پر ہدایت کرتا ہے خدا تعالےٰ تیری بڑی مدد کرتا ہے وہ وُہی ہے جو مسلمانوں کے دلوں میں آرام ڈالتا ہے تاکہ اُن کے ایمان میں ترقی ہو کیونکہ خدا تعالیٰ کے پاس آسمان اور زمین کی فوجیں کی اور وُہ علیم اور دانا ہے ۱۲ مؤلف یہ ترجمہ ہے چند آیات ابتدا سورہ فتح کا جو کہ اڑتالیسویں سورہ قرآن مجید کی ہے ۱۲ مترجم:۔

ف۴۔ ذکر غزوہ حنین ۱۲ ف۵۔ ہوازن و ثقیف نام دو قبیلہ بزرگ عرب کا ہے پہلی قوم کا سردار مالک بن عوف۔ اور دوسری کا کنانہ بن عبد یالیل یا قارب بن اسود تھا ۱۲ مترجم ف۶۔ ثقیف ۱۲۔

ف۷۔ حنین نام دشت قریب مکہ ۱۲ مترجم۔

کم ہیں ہماری بہت جلدی فتح ہوگی۔ مگر مخالفین نے ہزارہا برچھیاں لیکر حملہ کیا مسلمان اُن کے دفعۃً حملہ کرنے سے گھبرا اُٹھے اور بھاگنے پر مستعد ہوئے اُس وقت صرف خدا کے نام لینے یا فرشتوں کی مدد سے کام نہ چلتا تھا کوئی اور چیز بھی درکار تھی یعنی ایک چالاک اور عقلمند سردار کی ضرورت تھی۔ اس واسطے آنحضرت نے اپنے تئیں اُس مقام پر پہنچایا جہاں سخت مقابلہ ہو رہا تھا اور آپ نے شجاعت فطری سے فوج کو شکست سے باز رکھا آخرکار دشمن کو شکست ہوئی۔ جب آنحضرت نے اُن لوگوں کا بہت دُور تک تعاقب کیا قوم ہوازن ناچار فرمانبردار ہوگئی اور ایلق[۱] سب سے پہلے ایمان لایا چھ ہزار قیدی چوبیس ہزار گھوڑے چار ہزار اشرفیاں اور اسی قدر روپے آنحضرت کے ہاتھ آئے۔ یہ غنیمت تقسیم ہونے ہی کو تھی کہ ان قوموں کے قاصد پہنچے اُنھوں نے بہت گریہ وزاری کی اور آنحضرت سے عرض کی کہ اتنی قوموں کی بربادی نہ کیجئے۔ یہ بات سُنکر آنحضرت نے اپنی سپاہ کو جمع کیا اور اُن سے یہ چند کلمات فرمائے اے مسلمانوں تمہارے بھائی تمہارے پاس آئے ہیں اور توبہ کرتے ہیں۔ وہ مجھ سے درخواست کرتے ہیں کہ میں اُن کے ماں اور باپ اور بچوّں کو آزاد کردوں اور اُن کا مال اُنہیں واپس دوں میں اُن کی درخواست نامنظور نہیں کرسکتا اگر تم اس بات پر راضی ہوجاؤ گے تو میں بہت خوش ہونگا لیکن اگر کوئی یہ خیال کرے کہ ہمارا اس معاملہ میں نقصان ہے اُسے چاہیئے کہ بول اُٹھے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ دوسری لڑائی میں اُس کا عوض اُتار دونگا اور اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے زیادہ غنیمت دیگا۔ آنحضرت کے ختم کلام کے بعد کسی نے بھی کچھ شکایت نہ کی تمام غنیمت واپس دی گئی سب قیدی آزاد کئے گئے اور لوٹ اور ظلم کی جگہ انصاف اور حق پرستی قایم ہوگئی۔ اس زمانہ میں عرب کے بادشاہ اسلام قبول کرنے کو بکثرت آئے اور اُن میں مسیلمہ[۲] بادشاہ یمن یمامہ بھی آیا یہ شخص صرف مکّار اور بلند نظر تھا جب یہ اپنے ملک کو واپس گیا اور آنحضرت کی فتحوں کا ذکر سُنا اُس کے منہ میں پانی بھر آیا اور پھر کافر ہوگیا اس نے نہ جانا کہ آنحضرت کا سا اقتدار حاصل کرنے کے واسطے رائے صائب اور نیک نیتی بھی ضرور ہے اور آنحضرت کو اِس مضمون کا خط لکھا مسیلمہ خدا کے نبی کی طرف سے محمّد رسُول اللہ کو معلوم ہو کہ آدھی دُنیا آپ کی اور آدھی میری۔ آنحضرت نے یہ جواب لکھا محمّد رسول اللہ کی طرف سے مسیلمہ کذّاب کو معلوم ہو کہ زمین خدائے ملک ہے اس کی میراث اللہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ ہجرت کے دسویں[۳] سال میں

---

۵۱ - ایلق کہ جس کا اُوپر ذکر آیا ہے کسی سردار قوم کا نام کسی کتاب سیر میں نہیں پایا بلکہ ابن عوف سردار ہوازن مسلمان ہوا تھا ۱۲ مترجم ۵۲ - ذکر مسیلمہ کذّاب حاکم یمامہ ۱۲ مترجم ۵۳ - قبایل ہمدان وغیرہ - ذکر اسلام ملک یمن ۱۲ مترجم؛

حضرت علیؓ یمن کو بھیجے گئے کہ وہاں اشاعت اسلام کریں کہتے ہیں کہ ہمدانؓ کی تمام قوم ایک دن میں ایمان لے آئی اور تمام ضلع اُنہیں دیکھ کر مسلمان ہو گیا۔ صرف نجرانؓ کے باشندہ ایمان نہ لائے یہ لوگ عیسائی تھے اُنہوں نے جزیہ دینا قبول کیا۔ آنحضرت نے دُوسرے سال انتقال فرمایا اس طرح سے آنحضرت کے زمانہ حیات میں تمام عرب میں اسلام کی بُنیاد قائم ہُوئی اور بُت پرستی بالکل معدوم ہو گئی۔ اس کامیابی کو صرف ہم آپ کی رائے صائب ہی کی طرف منسوب نہیں کر سکتے یہ بات بھی خیال کر سکتے ہیں کہ فتح نصیب تھی اور آخر کار ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ آپ کے مذہب کی تہذیب گو وہ حال کے عیسائیوں کو کیسی ہی معلوم ہو جب ہم اُسی زمانہ کے اہل عرب کی راہ و رسم سے مقابلہ کریں۔ سراسر تہذیب معلوم ہوتی ہے سوائے اس کے اس بات کا بھی خیال کرنا چاہئے کہ آپ نے یہ قانون جاری کیا کہ کوئی شخص قاضی کی تحقیقات اور منظوری کے بغیر عوض نہ لے سکے آپ نے قانون جاری کرنے میں بڑی جرأت کی اور یہ بات تعریف کے قابل ہے اس قانون سے آپ کی غرض یہ تھی کہ اُس کینہ سوزی کا انسداد کروں جو خانہ جنگیوں کے سبب ایک عرصہ دراز سے پیدا ہو گئی ہے جیسے تمام عرب مسلمان ہوئے ویسے ہی وُہ صاف باطن بھی تھے چونکہ اب اُن میں حرارت اسلامی پیدا ہو گئی لہذا اُن کی اور تمام قومیں ایک ہی طرف متوجہ ہو گئیں۔ ہر مُسلمان کی ہمیشہ دل سے یہ خواہش تھی کہ یا تو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور بزرگی بیان کرتے ہُوئے شہید ہوں یا فتح کریں۔ حکومت اور غنیمت اور شان و شوکت اور حشمت کی اُمیدوں نے اُن کی حرارت اسلامی کو ترقی دی تھی۔ جب تمامؓ ملک عرب سے بُت پرستی معدوم ہو گئی اور سب نے آنحضرت کا یہ کلمہ کہ خدا واحد ہے اور محمد اُس کے نبی ہیں پڑھا تب آنحضرت نے شام کے فتح کرنے کی فکر کی اور یہ چاہا کہ اس ملک کو اہل یونان سے چھین لیں اور اس میں اسلام قائم کریں ۶۳۹ء میں آپ نے اس ارادہ کو ظاہر کیا اور اپنے ارادہ کے پورا کرنے میں تساہل کر کے وقت ضائع نہ کیا۔ آپ نے اس مہم کو اُس وقت شروع کیا جب پھل پک گئے اور فصلیں تیار ہو گئیں اور گرمی کے دن آ گئے اب لوگ آنحضرت کے حکم کی نہایت فرمانبرداری کرنے لگے کیونکہ آپ کا حکم خدا کی طرف کا حکم خیال کیا جاتا تھا۔ اس زمانہ میں آپ دس ہزار سوار اور بیس ہزار پیدل مسلح و مرتب کر کے مدینہ سے روانہ ہُوئے مگر سفر میں ایسی مصیبتیں پیش آئیں جو بد فالیوں سے بڑھ کر تھیں۔ آخر کار یہ فوج بہت

سہ ۱۔ یعنی ہمدان ۱۲ سہ ۲۔ یعنی نجران ۱۲ مترجم سہ ۳۔ بیان بعض عادات و ذکر وفات نبوی ۱۲

سہ ۴۔ ذکر غزوہ تبوک جو ۹ ہجری میں واقع ہُوا ۱۲

تکلیفیں اور مصیبتیں اُٹھا کر شام میں پہنچی، مگر یہاں کے لوگوں نے کچھ سخت مقابلہ نہیں کیا چند خفیف محاربوں کے بعد تمام بادشاہان شام مطیع الاسلام ہو گئے۔ ملک شام اس زمانہ میں چھوٹی چھوٹی ریاستوں پر منقسم تھا۔ آپ کی مہمات کی شہرتوں نے اُن کو دل شکستہ کر دیا اور یہ تمام لوگ آپ کی فوج میں آئے اور آنحضرت کی قدمبوسی سے مشرف ہُوئے۔ آنحضرت نے جزیہ اور نعل بہا لیا اور ہمیشہ مغلوب قوموں کے مذہب کا لحاظ رکھا اُن کو مذہب اسلام بجبر تلقین نہیں کیا صرف وعظ اور نصیحت ہی فرمائی اور اس طرح سے آپ نے ان آیتوں پر جو قرآن شریف میں لکھی ہیں عمل کیا وہ آیات یہ ہیں۔ دل کے اندھوں سے کہو کہ تم ایمان لاؤ صاحب بصیرت ہو جاؤ گے۔ اگر وہ منحرف[۵۱] ہیں تو تم کو حکم ہے کہ وعظ کرو تم خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو بزرگی دینی خوب جانتا ہے۔ آنحضرت کی اس سبب سے اور بھی فتح ہوئی کہ آپ نے عیسائیوں پر بہت رحم کیا اور اُن سے بہت قلیل جزیہ لیا جب آپ مدینہ واپس آئے تو تمام اہل شام آپ کے رحم اور صفات حمیدیہ کے ثناخوان تھے اسی[۵۲] زمانہ میں ایک ایسا حادثہ پیش آیا جس سے ہر ایک متعصب اور غیر متعصب کو صاف ظاہر ہو جائیگا کہ آنحضرت فریبی اور دغاباز نہ تھے یہ صرف متخاصمین کے بہتان ہیں آپ کا ایک ہی صاحبزادہ تھا اور اُن کا نام ابراہیم تھا یہ لڑکا ماریہ قبطیہ نامی حرم سے پیدا ہوا تھا۔ جب آپ اسٹھ برس کے ہُوئے تو اس صاحبزادہ نے سترہ مہینہ کی عمر میں انتقال کیا البتہ آنحضرت کو بہت رنج ہوا اور بقائے نسل و نام کی اُمید جاتی رہی جس وقت اس صاحبزادے کا انتقال ہوا اُسی لمحہ کسوف آفتاب ہوا۔ عوام الناس نے یہ خیال کیا کہ آسمانوں نے بھی آپ کے صاحبزادہ کا غم کیا مگر آپ نے اُن کی اس بداعتقادی کو رفع کیا اور اُن تمام جہلا کو اپنے پاس بلایا اور اُن کی خوشامد پر متوجہ ہو کر فرمایا اے ہموطنوں آفتاب اور ستارے اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اُن کو کسی آدمی کی پیدائش یا موت وغیرہ سے گہن نہیں لگتا۔ اس وقت سے آنحضرت اُن لوگوں کی تعلیم اور تلقین میں مصروف ہُوئے جو مدینہ میں قرآن شریف کی زیارت کرنے آتے تھے اور اُس سلطنت کے قواعد اور قوانین ایجاد ہونے لگے جو زمین کے نہایت عمدہ حصہ پر قائم ہونے کو تھے[۵۳] چونکہ آنحضرت یہ چاہتے تھے کہ میرے اُمتی رسوم مذہب کی بہت عظمت و بزرگی کریں آپ نے مشتہر کیا کہ میں مکہ کی زیارت کو جاتا ہوں۔ اور آپ نے یہ حج نہایت شوکت و تکلف سے کیا

---

۵۱ - دسویں اور پینتالیسویں اور اسٹھویں یعنی سورۂ بقر و سورۂ جاثیہ و سورۂ قلم سورتیں دیکھو ۱۲ مترجم :-

۵۲ - ذکر فوت ابراہیم بن الرسول اس صاحبزادہ کی وفات سے آنحضرت کو نہایت رنج ہُوا وہ لوگ جو آپ سے حسد کرتے تھے آپ کو بنظر کسر شان ابتر یعنی نسل بریدہ کہنے لگے۔ لغت میں ابتر اسے کہتے ہیں جسکی دم کٹی ہوئی ہو معہ ۱۲ مولف ۵۳ - ذکر حجۃ الوداع ۱۲ مترجم۔

گویا آپ کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ میرا آخری حج ہے رسوم حج کا اس جگہ مختصر بیان لکھا جاتا ہے۔ یہ قواعد
ہیں جن کی زایران مکہ ابتک پیروی کرتے ہیں۔ پہلے آپ نے مقرری غسل اور وضو کیا پھر آپ اصلاح
ہو اکر خانہ کعبہ کی طرف گئے حجر اسود کو بوسہ دیا اور کعبہ کے سات طواف کئے پھر آپ شہر سے باہر آئے
اور آہستہ آہستہ سنجیدگی سے جبل صفا کی طرف روانہ ہوئے جب آپ یہاں پہنچے تو کعبہ کی طرف
مُنہ کر کے کھڑے ہوئے اور یہ دُعا باآواز بلند پڑھی خدا بڑا ہے اور اُس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے
اُس کا کوئی شریک نہیں ہے طاقت و شوکت ضرور اُس میں ہے اُس کا نام تعریف کے
لائق ہے اور اُس کے سوا کوئی اور خدا نہیں ہے۔ کوہ صفا سے پھر آپ مروہ میں اور مقدس مقاموں
میں آئے اور یہی دعا پڑھی بعد ازاں آپ نے تریسٹھ اُونٹ قربانی کئے اور اسی قدر بردہ آزاد کئے
کیونکہ آپ کی عمر تریسٹھ برس کی تھی۔ اب آنحضرت مدینہ کو واپس گئے اور زمانہ وفات قریب آیا ہزار ہا
ارادہ دل کے دل ہی میں رہے اور پورے نہ ہونے پائے مدینہ کے پہنچنے کے تھوڑے عرصہ بعد
بلغمی بخار آنے لگا آپ کو یقین ہو گیا کہ اگر یہ بخار مہلک نہیں ہے تو خوفناک بیشک ہے۔ جن لوگوں
سے آپ کو نہایت محبت تھی آپ نے اُن سے فرمایا کہ تم میرے گرد ہمیشہ بیٹھے رہا کرو آپ نے
اپنی وفات یعنی مرقد کے واسطے حضرت عائشہ کا حجرہ پسند فرمایا۔ آپ کو جان کنی بہت دیر تک رہی
اور بہت تکلیف رہی غشی کے عالم میں اکثر باآواز بلند فرمایا کرتے تھے کہ یہ اُسی یہودی عورت کا زہر
ہے جو مجھے قتل کر رہا ہے میرے دل کی ہر ایک رگ ٹوٹی جاتی ہے مگر باوجود اس تکلیف کے بھی
آپ کے ہوش و حواس قائم تھے اور رائے دے سکتے تھے یہاں تک کہ نگام میں آپ نے شام
کی دوسری مہم کا تمام انتظام فرمایا۔ اسلام کے جھنڈے کو دُعا دی اور اُسے حضرت عمر کے حوالہ کیا۔
انکی سرگرمی اور وفاداری پر کامل اعتماد تھا اس فوج کا سردار بنایا اپنی وفات کے تین دن پہلے تک آپ
ہر وقت کی نماز پڑھایا کئے مگر جب آپ ایسے نقیہ ہو گئے کہ مسجد میں اپنے خادموں کے کندھوں پر
ہاتھ رکھکر آتے اور تب بھی پیر نہ ٹکتا تھا آپ نے اپنے وفادار دوست ابو بکر کو حکم کیا کہ تم نماز پڑھاؤ
اس نماز ختم ہونے کے بعد کہ جس کے بعد پھر آپ باہر نہ آسکے آپ نے حاضرین کو تعلیم و تلقین فرمائی
اور نہایت عجز و انکسار و صاف باطنی سے یہ فرمایا کہ اے میرے بھائیو اور اے آدمیو اگر میں نے تم میں سے

کسی کو ناحق ایذارسانی کی ہو یا مارا ہو تو میری پیٹھ حاضر ہے تم اُس کا عوض لیلو اگر میں نے کسی مسلمان
کی غیبت کی ہو تو اُسے چاہئے کہ اس مجمع میں میری خطا کو ظاہر کرے اگر میں نے کسی کا ایک حبہ
بھی لیا ہو تو وُہ مجھ سے نفع اور زر اصل دونوں لیلے حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا کہ اے
حضرت میرے آپ پر تین درہم لینے ہیں آنحضرت نے اُس کا قرض اُسی وقت ادا کیا اور یہ فرمایا کہ میں
اس دُنیا کی شرمندگی کو عاقبت کی شرمندگی اُٹھانے کے سامنے کچھ حقیقت نہیں سمجھتا حضرت
فاطمہ آپ کے بستر پاس بیٹھنے کو اکثر آتی تھیں آپ نے فرمایا کہ اے بیٹی تم کیوں روتی ہو کیا تم اس بات
سے راضی نہیں ہو کہ زمین و آسمان دونوں پر تم سب عورتوں کی سردار ہو بعد اس کے آپ نے اپنے
سب غلاموں کو آزاد کر دیا آپ کے اور رشتہ دار نہائیت گریہ زاری کرنے لگے اور اُنہوں نے آپکے
پلنگ کو گھیر لیا اور رونے لگے آپ نے فرمایا کہ اب میں تمہیں بتائے دیتا ہوں جو تم میری وفات کے
بعد کرنا۔ پہلے تم میری لاش کو غسل دینا پھر اُسے کفنانا اور بعد ازاں[1] ایک صندوق میں بند کرنا اور قبر کے
کنارے پر رکھنا اور قبر اسی جگہ کھودنا جہاں میں اس وقت لیٹا ہوں جب تم اِن سب باتوں سے فارغ
ہو تو حجرہ سے باہر ہو جانا تھوڑے ہی توقف کے بعد آپ نے فرمایا کہ پہلے میرا وفادار دوست جبرئیل
میری نماز پڑھے گا اور اُن کے ساتھ اسرافیل و میکائیل بھی ہونگے جب یہ فرشتے نماز پڑھکر
چلے جائینگے اُن کے بعد عزرائیل اور اُن کے ہمراہی نماز پڑھیں گے جب وُہ سب رخصت ہو جائیں
تو تم لوگ گروہ کے گروہ آنا اور میری نماز پڑھنا اور میرے واسطے دعائے مغفرت کرنا۔ میرے اہل بیت
کو چاہئے کہ وہ میری عزاداری کریں تا کہ اور مسلمانوں میں بھی یہ رسم جاری ہو جائے میں دل سے چاہتا
ہوں کہ میرے اہل بیت گریہ وزاری اور واویلا نہ کریں تا کہ مجھے تکلیف نہ ہو۔ اس کے بعد آنحضرت
چند لحظہ بیہوش رہے بعد ازاں پھر آپ کو ہوش آیا اور فرمایا کہ میں اس وقت ایک کتاب[2] لکھوا تا
ہوں جو تمہیں آئندہ کو غلطی سے بچائیگی۔ حضرت عمر نے آپ کو قرآن کھول کر دکھلایا اور بآواز بلند
عرض کی کہ وُہ کتاب لکھی جا چکی۔ اس کے بعد تمام آدمی حجرہ سے باہر چلے گئے اور صرف حضرت عائیشہ
رہ گئیں وفات کے دن آپ نے اپنے دونوں ہاتھ پانی میں بھگوئے اور بآواز بلند فرمایا اے خدا
میرے دل کو تقویت دے کہ میں موت کے خوف سے گھبرا نہ جاؤں۔ پھر آپ بیہوش ہو گئے۔
حضرت عائیشہ کا قول ہے کہ آپ کا نزع کے وقت میں آپ کے برابر بیٹھی تھی اور آپکا سر مبارک

---

[1] - امر تجویز صندوق خلاف سنت ہے شاید مولف کی اس سے غرض نعش یعنی چارپائی ہوگی ۔ مترجم ۔

[2] - یہ مراد واقعہ قرطاس سے ہے جو کہ کتب سیر میں مفصل طور پر لکھا ہے ۔ مترجم ۔

میری گود میں تھا آپ نے یکایک آنکھیں کھول دیں اور حجرہ کی چھت کو دیکھنے لگے اور لڑکھڑاتی زبان سے یہ الفاظ فرمائے مگر وُہ سمجھ میں آتے تھے وُہ یہ ہیں اے خدا میرے گناہ معاف کر آہ میرے دوست جبرئیل میں تیرے ساتھ آسمان پر چلتا ہوں پھر آپ نے اُس بستر پر انتقال فرمایا جو حجرہ میں بچھا ہُوا تھا۔ آنحضرت نے تیرھویں[1] ربیع الاول کو انتقال فرمایا ہجرت کی گیارھویں سنہ کی پہلی تاریخ تھی اور یہ تاریخ آٹھویں جون ۶۳۲ء کے مطابق ہے۔ آپ کا سن شریف تریسٹھ سال کا تھا صرف تیئیس[2] سال سے آپ نے نبوت اختیار کی تھی آپ مدینہ میں دفن ہوئے ہیں مکہ میں نہیں ہُوئے۔ لوگ[3] جو بیہودہ گوئی کرتے ہیں کہ آپ کا تابوت زمین سے معلق ہے کیونکہ وُہ صندوق آہنی ہے۔ اور آپ کے روضہ کی چھت سنگ مقناطیس کی بنی ہُوئی ہے۔ یہ باتیں بالکل بیہودہ[4] اور بے اصل محض ہیں بلکہ آپ حقیقت میں زمین میں دفن ہُوئے ہیں اور حضرت ابوبکر اور عمر آپ کے دوست دست چپ کی طرف مدفون ہُوئے ہیں۔ آنحضرت کی وفات سے لوگوں کو بڑا خوف ہُوا لوگ ہر جگہ پُوچھنے لگے کہ کیا یہ مذہب آپ کی وفات کے بعد بھی قائم رہیگا حضرت عمرؓ نے فرمایا آپ کی وفات ناممکن ہے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسےٰ علیہما السلام کی طرح آپ کی روح مبارک صرف ایک لمحہ کے واسطے غیر حاضر ہوئی ہے وہ ابھی تم سب کے سامنے واپس آتی ہے۔ لوگ صرف اس بات کے منتظر تھے کہ حضرت ابوبکر بھی اس بات کی تصدیق کریں جو حضرت عمر تلوار کے زور سے یقین کرایا چاہتے ہیں حضرت ابوبکر نے پوچھا اے عمر یہ تم خدا کا حال بیان کرتے ہو یا حضرت کا خدا فانی نہیں ہے مگر آنحضرت ہمیں میں کے ایک آدمی تھے جس طرح ہم سب انتقال کرینگے اُسی طرح وہ بھی وفات پا گئے حضرت ابوبکر کو تاہم اس بلوے کے فرو کرنے میں کچھ دقّت پیش آئی مگر آخر کار آپ نے قرآن شریف کی وہ آئتیں پڑھیں جس میں آنحضرت فرماتے ہیں کہ میں فانی ہوں آپ کے بعد حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی جانشین ہوئے اور خلفا کہلائے۔ ہم کو اس جگہہ یہ بیان بھی کرنا چاہئیے کہ جیسے فتوحات آنحضرت کو حاصل ہُوئیں اور آپ ہر جگہ مظفر اور منصور رہے اُسی طرح آپ کے خلفاء بھی کامیاب ہوتے اور ہُوں

ف۱ - والاصح ۲ - ربیع الاول ۱۱ھ ہجری مترجم ۱۲ ف۲ - یعنی بعد چہل سال کامل کی قبل از وفات ۲۳ سال ہوئے ۱۲ مترجم -

ف۳ - یہ قول کسی جاہل کاذب کا ایسا بے اصول و لغو ہے کہ دُنیا میں کسی دوست و دشمن نے کسی جگہ نہیں لکھا اور نہیں کہا ہے -

ف۴ - اس میں شک نہیں کہ یہ حال پی تے اعظم سے لیا گیا ہے جس کا بیان ہے حقائق الموجودات (باب ۴۸ صفحہ ۲۴) کہ ڈہی تورک ہڑ یونانی معمار جس نے اقبل کے اُس مندر کو دوبارہ بنایا جس کو اروشٹر میپڑ ولنے غارت کر دیا تھا اُس شخص نے اسکندریہ میں آرسینل کے مندر کی چھت سنگ مقناطیس سے پاٹنی شروع کی تاکہ اُس ملکہ کی تصویر لوگوں کو معلوم ہو ۱۲ -

ایک بڑی وسیع سلطنت قائم کی اس سلطنت میں ایشیا اور افریقہ اور یورپ کے حصے شامل تھے حضرت عمر اور خالد اور سرداروں کی فتح پر فتح نصیب ہوئی ملک فارس اور فلسطین اور شام اور مصر تمام اُنکے فرمانبردار ہو گئے بارہ برس کے عرصہ میں اُنھوں نے چھتیس ہزار شہر اور قصبہ اور قلعہ فتح کئے اور چار ہزار مندر اور گرجا غارت کئے اور چودہ سو مسجدیں آنحضرت کے مذہب کے موافق تعمیر کیں ان لوگوں نے اس وقت تک قناعت نہ کی کہ جب تک اہل حبش اور افریقہ کو اسکندریہ سے لیکر ٹینجی[۲] یرز تک فتح نہ کر لیا اور اکثر ملک ہسپانیہ[۳] کے بھی اپنی عملداری میں شامل کر لئے عرب کے مورخ عبداللہ کے صاحبزادے کی حسن ذاتی اور فطری صفات کی بہت تعریف کرتے ہیں اُن کا بیان ہے کہ آپ امرا سے خلق سے پیش آتے تھے اور غربا کی نہایت خاطرداری کرتے تھے گستاخ اور بیہودہ لوگوں سے احتراز کرتے تھے۔ آپ میں حکومت اور فصاحت دونوں صفتیں تھیں اگرچہ آپ اُمّی محض تھے لیکن بڑے تجربہ کار تھے اور آپ دشمنوں کے اعتراض و باریکیاں خوب سمجھتے تھے اور طرفہ یہ ہے کہ ذلیل سے ذلیل معتقد کی سمجھ کے موافق بھی بات کرتے تھے آپ کی فصاحت اور بلاغت میں ایک سادگی تھی اور آپ کے چہرہ میں حسن اور دبدبہ دونوں پائے جاتے تھے اسی وجہ سے لوگ آپ سے محبت رکھتے تھے اور آپ کی عظمت کرتے تھے اور آپ میں اس طرح کی عقل تھی کہ خواندہ اور ناخواندہ دونوں کو سمجھا لیتے تھے آپ کو اپنے رشتہ داروں اور دوستوں سے بھی بہت محبّت تھی۔ اور جبکہ آپ اپنے خانگی امور میں مصروف ہوتے تھے جب بھی آپ کوئی ایسی حرکت نہ کرتے تھے جو نبی کے شان کے خلاف ہو باوجود اس شان و شوکت کے آپ اس قدر سادہ وضع تھے کہ آپ نہایت ذلیل کاموں کے کرنے کو کچھ کسر شان نہ سمجھتے تھے ان باتوں کا تعجب اس جگہ ضرورت سے خالی نہیں ہے باوصف اس کے کہ آپ تمام عرب کے مالک تھے آپ اپنی جوتیاں خود گانٹھا کرتے تھے اور اپنے کپڑوں کو پیوند کر لیتے تھے بھیڑوں کا دودھ اپنے ہاتھ سے دوہتے تھے آپ خود آگ روشن کرتے تھے اور آپ ہی راکھ بھی پھینک آتے تھے آپ کی روزمرہ کی خوراک کھجوریں اور پانی تھا اور تکلف کی خوراک شہد اور دودھ تھا جب آپ سفر کرتے تو تمام ہمراہیوں کو اپنی خوراک میں سے بانٹ کر

سہ ۱ ۔ جب زید جنگ موتہ میں شہید ہوئے تو آپ کو آپ کے ایک معتقد نے آپ کے حجرہ میں زید کے بیٹے کے ساتھ روتے پایا یہ شخص متحیر ہو کر کہنے لگا کہ میں کیا دیکھتا ہوں کیا اس طرح کی رحم دلی اور گریہ و زاری ایک نبی کے دل میں بھی ہو سکتی ہے آپنے جواب دیا کہ تو اس شخص کو دیکھتا ہے جو اپنے ایک صادق دوست کی موت کا غم کر رہا ہے ۱۲ سہ ۲ ۔ طنجہ ایک شہر ہے اقصے مغربستان میں ساحل بحر غربی پر ۱۲ سہ ۳ ۔ ملک ہسپانیہ کو عرب ملک اندلس کہتے ہیں ۱۲ م سہ ۴ ۔ یہاں مراد نبی برحق سے ہے ۱۲ مترجم۔

کھاتے تھے آپ کی نصیحت کی درستی آپ کی وفات کے وقت ان باتوں سے خوب ظاہر ہوگئی جو آپ نے اپنی وفات کے [ف۱] وقت کی تھیں۔ ٹامس کارلائل صاحب نے جو آپ کا ذکر لکھا ہے وُہ ایسا عجیب ہے اور اُس میں اسقدر انصاف پایا جاتا ہے کہ ہم اُسے اِس جگہ بغیر لکھے نہیں رہ سکتے اُسکا قول ہے کہ اس صحرانشین شخص میں صرف سیر چشمی اور صاف باطنی اور بلند نظری ہی نہ تھی بلکہ اور بات بھی تھی آپ نہایت سنجیدہ تھے اور اُن میں سے تھے جن کا شعار متانت ہے اور جن کو خدا تعالی نے اپنے ہاتھ سے صاف باطن خلق کیا ہے اور لوگوں کا قاعدہ ہے کہ وہ قواعد قدیم اور روایات پر عمل کرتے ہیں مگر آپ صرف حق پر عملدرآمد کرتے تھے مخلوقات کا راز آپ پر خوب افشا تھا اور آپ اُس کے خوفوں اور شان وشوکت سے خوب واقف تھے روایات قدیمہ اصل حقیقت سے اس بات کو آپ سے مخفی نہ کر سکتی تھیں۔ اس طرح کی صاف باطنی فی الحقیقت خدا ہی کی طرف سے محمول ہو سکتی ہے ایسے آدمی کی آواز براہ راست خدا ہی کی آواز ہے آدمی کو اُس کی تعمیل کے بغیر بن نہیں آتی اور تمام چیزیں اُس کے مقابل میں بے اصل محض ہیں۔ قدیم سے آنحضرت کے دل میں ہر سفر میں اور ہر جگہ ہزارہا خیالات رہتے تھے۔ آپ سوال کیا کرتے تھے کہ میں کیا ہوں اور یہ لاانتہا چیز جسے لوگ دُنیا کہتے ہیں اور جس میں رہتا ہوں کیا ہے زندگی کیا ہے اور موت کیا ہے مجھے کس بات کا یقین کرنا چاہئے اور کیا کرنا چاہئے۔ جبل حرا اور جبل سینا کے خوفناک ٹیلے اور صحرا کی تنہائی اور ریت نے اس سوال کا جواب نہ دیا اور آسمان نے بھی جو مع اپنے ثوابت وسیّار کے گردش کرتا ہے اس کا ہرگز جواب نہ دیا صرف آنحضرت کی روح اور اللہ تعالی کے الہام کو جو اُس میں تھا جواب دینا پڑا آنحضرت نے پہلے اپنی نبوت اپنے خاندان کے دلوں میں بٹھائی باوصفیکہ آپ ایک سادہ وضع غریب تھے مگر آپ نے اپنے ملک میں تمام مجنون اور برہنہ اور بھوکی قوموں کو مجتمع کیا اور اُنہیں اپنا فرمانبردار بنایا اور تمام عالم کے سامنے نئی صفتیں اور خصلتیں پھیلائیں تیس برس سے کم عرصہ میں اس مذہب نے شہنشاہ قسطنطیہ و بادشاہان شام ومصر وسیپوتی میا [ف۲] کو مغلوب کیا اور فتحوں کو اٹلانٹک [ف۳] سے بحیرہ [ف۴] خضر اور اوکسس [ف۵] تک پھیلایا۔ اگرچہ جیسے اب تک بارہ سو برس کا عرصہ

ف۱ - کارلائل صاحب کی کتاب جلد ۶ صفحہ ۲۲۵ - ۱۲ ف۲ - سوپوتیمیا کو عرب ملک جزیرہ کہتے ہیں کہ جو مابین دجلہ و فرات واقع ہے اور تحت حکم شاہنشاہان فارس تھا ۱۲ مترجم ف۳ - ایٹلانگ کو عرب بحر اوقیانوس یا محیط غربی کہتے ہیں ۱۲ مترجم۔

ف۴ - بحیرہ خزر بہت ناموں سے مشہور ہے کہ جسکو بحر گیلان و حرجان والسکون بھی کہتے ہیں اور انگریزی میں کسپین ۱۲۔

ف۵ - اوکسیس کو عرب فارس دریائے جیحون و آموے کہتے ہیں ۔

منقضی ہوا ہے مگر یہ مذہب سوا ہسپانیہ[۱] کے اور سب جگہ اسی طرح رائج ہے - برخلاف اسکے اسلام
ایک شمالی ایشیا اور وسطی افریقہ اور ان ملکوں میں جو بحیرۂ خضر[۲] کے گرد ہیں شائع ہوتا جاتا ہے
آنحضرتؐ ایسے شخص ہوئے کہ جن کی حرارت اسلام اور متانت رائے نے ایک ایسا مذہب نکالا
جس نے مذہب زردشت کے مجمع تمام دنیا میں بکھیر دی ہندوستان پر حملہ کیا اور قدیم مذہب برہمنی
کو مغلوب کیا اسکے بعد دریائے گنگ کے پار بدھ مذہب کو جو برہمنی مذہب سے بھی زیادہ رائج تھا
بالکل غارت کر دیا اور مذہب عیسائی سے بھی اس کے قدیم ملک چھین لئے اور رفتہ رفتہ اسے اسکے
مشرقی ملکوں اور رومی افریقہ مصر سے لیکر آبنائے جبرال ٹر[۳] تک نکال دیا یورپ کی مغربی حد پر حملہ کیا
ہسپانیہ کا بھی بہت ساحصہ دبا لیا اور سوائر[۴] کی حدوں تک بڑھ گیا اور اس سبب سے قدیم سلطنت
روم[۵] نہایت خائف ہوئی اور آخرکار وہ قسطنطنیہ[۶] کے نئے روم میں قائم ہوئے +

ترجمہ اشعار عربی از قصیدہ بردہ[۷] مصنفہ شرف الدین بوصیری در تعریف جناب رسول خدا صلعم

آنحضرت انسان اور جنات دونوں کے بادشاہ ہیں ۱۲ اسی طرح وہ اہل عرب کے اور عجم کے بادشاہ

ف ۱ - اس لئے نویں صدی ہجری میں ملک اسپین بالکل اہل اسلام کے قبضہ سے نکل گیا اور فرنگ کے تصرف میں بالتمام آگیا ۱۲ مترجم ف ۲ - بحیرۂ خزر ۱۲ ف ۳ - جبرال ٹر جبل الترياق کو کہتے ہیں جو کہ شروع ملک اسپین کنارہ زقاق پر واقع ہے ۱۲ مترجم ف ۴ - یہ لفظ سوائر سمجھ میں نہیں آیا کہ کس جگہ کا نام ہے ۱۲ ف ۵ - قدیم سلطنت روم سے ابطالیا مراد ہے جس کا پایہ تخت رومیۃ الکبرےٰ ہے ۱۲ مترجم ف ۶ - قسطنطنیہ میں اب تک آنحضرت کا جبہ (بردہ) اور سیاہ علم عقاب موجود ہے - یہ دونوں چیزیں سینٹ صوفیا کے گرجا میں دکھایا جاکر مسجد بن گیا بجائے تبرکات حضرت عیسیٰ اور اس صلیب کے کیلوں کے جس پر حضرت عیسیٰ کو کھینچا تھا جن تبرکات کو قسطنطین اعظم کے اور شام سے لائے تھے رکھی ہیں اسی گرجا میں ایک ستون پر حضرت عمر کے ہاتھ کا نشان موجود ہے - بیت المقدس آپ اپنی لڑائی کے گھوڑے پر سوار ہوکر مقتول عیسائیوں کی لاشوں کو روندتے ہوئے اس گرجا میں چلے آئے اور ایک ستون پر اپنے ہاتھ سے ایک ضرب لگائی اور یہ ظاہر کیا اس واسطے تھی کہ یہ بجز غضب آلہی کے جوش کا نشان ہے یہ اس گنہگار قوم پر نازل ہوا جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنا صدق تلقین فرمایا مگر وہ لوگ اپنی شرارت اور حماقت اور شہوت کے سبب سے اس مذہب کو بھول گئے ۱۲ مؤلف ف ۷ - اس قصیدہ کو بردہ اس واسطے کہتے ہیں کہ جب شرف الدین اس قصیدہ کو آنحضرت کی نعت میں تمام کر چکا تو اس نے آنحضرت کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے اسے ایک بردہ یعنی چادر عنایت فرمائی اس زمانہ میں اسے مرض جذام تھا جو نہیں اس نے اس چادر کو اوڑھا فوراً اس کا مرض جاتا رہا جب وہ بیدار ہوا تو واقع میں وہ بالکل صحیح و سالم تھا قصیدہ بردہ کے چند اشعار کہ جس کے اعداد اوپر ترجمہ اشعار کے لکھے ہیں مؤلف کتاب نے ترجمہ انگریزی میں کرکے داخل اپنی کتاب کے کیا ہے مگر اس مطالب میں اور عام صاحب قصیدہ سے اکثر بہت تفاوت معلوم ہوا

ہیں ۳۵ وہ ہمارے نبی ہیں انہوں نے ہمیں حکم کیا ہے کہ یہ کام کرو اور یہ کام نہ کرو۔ تمام انسانوں
میں آنحضرت سب سے زیادہ صادق الکلام ہیں خواہ آپ اقرار کریں خواہ انکار آپ خدا کے
دوست ہیں ۳۶ آپ ہی کی شفاعت پر ہماری ہر ایک اُمید موقوف ہے۔ صرف آپ کے ہی
سبب سے ہم بڑے بڑے خوفوں سے نجات پائینگے ۳۷ آپ ہی نے انسان کو اللہ تعالیٰ
واحد اور صادق کی پرستش سکھائی۔ جو کوئی آپ کا دامن مضبوط پکڑیگا گویا اس نے ایک
لنگر پکڑ لیا ہے کہ ڈوبنے گا ۳۸ تمام اور نبیوں پر آنحضرت کو بسبب حسن ظاہری اور نیک صفات کی سبقت
ہے۔ علم اور نیکی میں کوئی آنحضرت کا نظیر نہیں ہے ۳۹ اس خدا کے نبی کے دریائے علم سے ہر ایک
ذی روح ایک گھونٹ مانگتا ہے اور اس کی نیکیوں کے ابر سے ایک قطرہ ۴۰ آنحضرت کے مقابل
میں ہر ایک کا درجہ مقرر ہے جیسے نقطہ کو لفظ سے نسبت ہو۔ وہی اُن کے علم اور نیکی کو ان کے علم
اور نیکی سے نسبت ہے ۴۱ وہ آپ ہی ہیں جو کامل اور ذی قدر ہیں۔ اور جن میں ظاہری اور باطنی
دونوں طرح کے اوصاف مجتمع ہیں ۴۲ خالق ارواح نے آپ کو اپنا دوست بنانے کے لئے پسند
کیا کوئی دنیوی مخلوق میں سے اس قدر بلند نظری نہیں کر سکتا کہ وہ آپ کی بیمثل اور لاانتہا نیکیوں کی
نظیر ہونے کا ارادہ کرے۔ صرف آپ ہی کی ذات ہمہ تن عمدگی ہے ۴۳ اگر عیسائی اپنے نبی کی شان و
شوکت اپنی طرف بیہودگی اور شیخی سے منسوب کریں تو کریں مگر تو سوا ذات خدا کے بے محابا اُس نبی کی
تعریف کر ۴۴ آپ کی نہائیت دلیری کی تعریف کر آپ کی اعلیٰ درجہ کی لیاقت کا مدح خواں ہو ۴۵ نبی
کی عمدگی لاانتہا ہے۔ میرے پاس اس قدر الفاظ نہیں کہ میں آپ کی ثناخوانی کروں ۴۶ اگر کوئی یہ
چاہے کہ آپ کے اوصاف باطنی کو سمجھ جاؤں تو یہ قصد بیہودہ ہے ۴۷ اُس کی مثل ایسی ہے کہ جب آدمی
آفتاب کو دُور سے کھڑا ہو کر دیکھتا ہے تو اُس کا اصلی عرض و طول نہیں معلوم ہو سکتا اور جب قریب
سے دیکھنے کا قصد کرتا ہے تو نظر خیرگی کرتی ہے ۴۸ کیونکر ممکن ہے کہ انسان جو سراسر مدہوشی اور خیالات
بیہودہ میں مصروف ہے خدا کے نبی کی ماہیت اس دُنیا میں جان سکے ۴۹ جو کچھ ہم جانتے ہیں وہ یہ ہے
کہ آپ آدمی ہیں اور خدا کی تمام مخلوقات میں افضل ہیں ۵۰ آپ کا وہ چہرہ مبارک صفت و ثنا کے قابل
ہے جس کے حسن کو نیکیوں نے اور بھی ترقی دی ہے۔ آپ کا حسن دلفریب مگر آپ کی اصلی اوصاف یہ
تھی کہ آپ کے خط و خال سے ہر دلعزیز ہونا اور صاف باطنی ظاہر تھی ۵۱ فی الحقیقت آپ کی ذات
میں بہار کیسی پھولوں کا حسن و نزاکت اور چاند کیسی شوکت تھی ۵۲ آپ کی فیاضی سمندر کی طرح وسیع
تھی اور آپ کی آزادی زمانہ کی طرح دیرپا اور طویل ۵۳ آپ کے چہرہ میں ایسا دبدبہ ہے کہ آپ کے حضور

میں اگرچہ آپ تنہا ہوں آدمی کا ایسا حال ہوتا ہے جیسے آدمی ایک بڑی فوج کے مقابل ہو یا فتح کرنے والے گروہ میں ہو ۹۵ وہ خاک جو آپ کے اُستخوان کو ڈھکتی ہے وہ عطر اور عنبر سے بھی زیادہ خوشبودار ہے وُہ لوگ بڑے خوش نصیب ہیں جو اُس خوشبو کو سونگھتے ہیں اور اُس سرزمین کو اپنے بوسوں سے تر کرتے ہیں ۹۶ اب میں اس مقام پر آنحضرت کی احادیث کا ذکر کرتا ہوں۔ جیسے کہ تنہا جنگل میں کوئی آدمی رحم سے کسی اُونچے مقام پر شب تاریک میں آگ اس مراد سے روشن کرے کہ مسافر لوگ اس کو دیکھ کر یہاں آویں اور آرام پاویں اس طرح سے آپ کی احادیث درخشاں ہیں اور گنہگار مخلوق کی تاریکی کو منور کرتے ہیں ۹۷ یہ صرف خدا کا رحم ہے کہ اُس نے ان احادیث کو آنحضرت سے لکھوایا اور بڑے موقعہ پر ظاہر ہوئیں۔ مگر چونکہ یہ احادیث خدائے لایزال کی طرف سے ہیں لہٰذا وُہ بھی بے زوال ۹۸ ہم اُنکے واسطے کوئی زمانہ مقرر نہیں کر سکتے کہ کب وُہ ظاہر ہوئیں۔ ہمیں اُنہیں سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اُس آخر خوفناک دن میں جو روز جزا ہے کیا معاملہ پیش آئیگا۔ اُنہیں سے ہمیں یہ بات معلوم ہوئی کہ زمانہ عاد اور ارت میں کیا واردات ہوئی ۹۹ تو اے شخص جسے یہ خوشی حاصل ہے خوش ہو کیونکہ تو نے وُہ لنگر پکڑ لیا ہے جو خدا تعالیٰ ہے خبردار اُسے چھوڑنا نہیں اگر تو ۱۰۰ یہ چاہتا ہے کہ مَیں اس کتاب میں کوئی ایسی چیز پڑھوں کہ جس کے ذریعہ سے مجھے دوزخ کی آنچ سے نجات ہو۔ تو بے شبہ اِس آسمانی کتاب کی فرحت بخش معانی تجھے دوزخ کی آنچ کی گرمی سے نجات دینگی ۱۰۱ جیسا کہ پُلصراط سیدھا ہے ویسے ہی وہ ترازو سیدھی ہے۔ جہاں تمام مخلوقات کے اعمال تولیں گے ۱۰۲ یہ آنحضرت کی خاص حدیثیں ہیں جو آدمی میں حق و انصاف کا چشمہ ہیں۔ اگر حاسد لوگ باوصف علم و عقل کے اپنے حسد سے دیوانہ ہنکر ان کی قدر نہ کریں تو کچھ عجب نہیں ہے ۱۰۳ کیا اے نبی تو نہیں دیکھتا کہ وہ نگہ جو بڑھاپے کے سبب سے ضعف بصارت ہو جاتی ہے اُسے آفتاب کی روشن دُھندلی معلوم ہوتی ہے۔ اور بیمار آدمی کے منہ کو آبِ شیریں اور صاف کی قدر نہیں ہوتی ۱۰۴ اے شخص تو جو تمام مخلوقات کا خلاصہ ہے۔ تیرے سوائیں کس پاس اُس خوفناک دن میں پناہ کو جا سکتا ہوں ۱۰۵ اے خدا کے نبی اگر تو میری اُس خوفناک دن میں مدد نہ کریگا۔ جس دن خدا تعالیٰ خود منتقم حقیقی ظاہر ہوگا تو تیری شان و شوکت میں کچھ داغ نہ لگیگا ۱۰۶ فی الحقیقت یہ دُنیا اور عقبیٰ دونوں خدائے تعالیٰ کی مہربانی کی عجیب صفتیں ہیں اور ہر ایک حکم جو خدائے تعالیٰ نے اپنی بے زبان قلم سے اپنی لوح محفوظ پر لکھا وہ تیرے بے نظیر علم کا حصہ ہوگا ✚

۱؎ یہ قیامت سے مراد ہے ۱۲

حصّہ دوم در ذکر قرآن شریف

قرآن ایک عربی لفظ ہے اور لفظ قرأ (اس مرد نے پڑھا) اس سے مشتق ہے اس کے اصل معنی پڑھنا یا پڑھنے کے قابل چیز کے ہیں۔ قرآن شریف کے اور بھی نام ہیں اور وہ یہ ہیں۔ الکتاب (کتاب خاص) و کتاب اللہ (یعنی خدا کی کتاب) و کتاب عتیق (کتاب بیش بہا) و کلام شریف (لفظ مقدس) و مصحف (مجموعہ قوانین اعظم) و الفرقان (وہ چیز جس نے حق و باطل میں فرق کیا) و تنزیل (وہ چیز جو آسمان سے اُتری) قرآن شریف کو مسلمان صرف خدا ہی کی طرف سے نہیں جانتے بلکہ بے زوال اور غیر مخلوق بھی جانتے ہیں بعضوں کی رائے ہے کہ وہ خدا کی ذات میں شامل ہے اور یہی باعث تھا کہ خدائے تعالیٰ نے آنحضرت کا یہ معجزہ کیا کہ قرآن شریف کی عبارت بے نظیر اور ممتنع الجواب ہے اس بات کا قرآن میں بھی ذکر ہے۔ قرآن کی پہلی نقل لوح محفوظ سے کی گئی ہے یہ لوح نہایت وسیع ہے اور خدائے تعالیٰ کے تخت کے قریب ہے اور اس پر خدائے تعالیٰ کے گذشتہ اور حال اور آئندہ کے سب حکم لکھے ہیں مسلمانوں کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ سب چیزوں سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اس لوح کو بنایا اور بعد اس کے اپنا حکم خلق کیا وہ کہتے ہیں کہ یہ لوح بے جوڑ ہے اور ایک جوہر کی بنی ہوئی ہے اور قلم صرف ایک موتی کی بنی ہوئی ہے جس کے شگاف سے وہ نور گرتا ہے جو خدائے تعالیٰ کو یا فرشتوں کو جو اس کے حکم کے موافق آدمیوں کے اعمال لکھتے ہیں سیاہی کا کام دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ سے قرآن کی کاغذ سے نقل لی اور یہ نقل ایک جلد میں تھی خدائے تعالیٰ نے اس نقل کو حضرت جبریل کے ہاتھ رمضان کے مہینے میں شب قدر کو اوّل آسمان پر بھیجا یہاں سے حضرت جبریل نے آنحضرت کو پارہ پارہ کر کے کچھ حصّہ مکہ میں اور کچھ مدینہ میں مختلف اوقات میں جس کا جب موقع ہوا تیئیس برس کے عرصہ میں

سلہ - معلوم ہوتا ہے الکزینڈر پاگی نی صاحب متوطن برگزن کا پہلا قرآن وینس میں چھپا بعض کی رائے ہے کہ ۱۵۹۹ء میں اور بعض کہتے ہیں کہ ۱۵۱۵ء میں یا ۱۵۳۰ء میں چھپا پوپ یعنی پادری کلاں کے حکم سے یہ قرآن شریف جلدیں صاحب کا انگریزی ترجمہ اور اس کا عمدہ دیباچہ مشہور ہے۔ فرانسیسی زبان میں بھی قرآن شریف کے ترجمے ہوئے ہیں۔ ایک وٹ صاحب نے دوسرا سومری صاحب نے کیا ہے۔ یہ ودوری کو بھی ایک سیٹن صاحب کے ترجمہ کے چھپنے کا حکم نہ تھا جب تک کہ وہ اُسے ساتھ بطلان قرآن شریف دبیذ دربن ۱۶۹۸ء میں جمع ہوا ہے نہ چھپوائے پیر. گے نی نی صاحب کے قرآن شریف کی ایک جلد بھی کسی کتبخانہ میں موجود نہیں ہے۔ سلہ - عتیق اس لغت کے بہت معنی ہیں مثل قدیم و آزاد و نبیل و برگزیدہ وغیرہ مترجم

پہنچایا۔ اور آپ کو یہ بھی تسلی دی کہ میں اصل قرآن کو مجلد اور جواہرات جنت سے آراستہ کیا ہُوا ہر سال
ایک دفعہ ضرور دکھایا کرونگا۔ حضرت کی عمر کے آخری سال میں حضرت جبریل نے اس قرآن شریف
کی آپ کو دو دفعہ زیارت کرائی۔ کہتے ہیں کہ وُہ بہت کم سورتیں ہیں جو آسمان سے کامل نازل ہوئیں اکثر
سورتیں ٹکڑے ٹکڑے ہوکر اُتری ہیں اور اُن کو آنحضرت کے منشی نے وقتاً فوقتاً فلاں سورت میں
لکھ لیا۔ یہانتک کہ حضرت جبریل کی ہدائیت سے وُہ پوری ہوگئیں۔ اس بات پر سب کو اتفاق ہے
کہ چھیانویں سورت کی یہ پانچ آیتیں سب سے پہلے نازل ہوئیں وُہ آیتیں یہ ہیں[۱]۔ تو اپنے خالق کا
نام لیکر پڑھ جس نے آدمی کو خون کے چند لختوں سے بنایا تو پڑھ کیونکہ خدائیتعالیٰ نہائیت فیض رساں
ہے جس نے تجھے قلم کا استعمال سکھایا (تاکہ تو الہام کو لکھے) اور انسان کو وُہ بات سکھائے جو اُسے
نہ آتی تھی۔ جبکہ یہ نئی الہام شدہ آیتیں آنحضرت نے اپنے منشی کو لکھوادیں تو وہ آیتیں آپنے اپنے
معتقدین میں پھیلائیں ان میں سے چند آدمیوں نے اچھے یقین کرلیں مگر اکثر نے حفظ کرلیں۔ جب
یہ اصل آیتیں واپس آئیں تو ان سب کو ملاکر ایک صندوق میں رکھدیا اس کا کچھ خیال نہ رہا کہ کونسی پہلے
اُتری ہے اور کونسی پیچھے اسی سبب سے اکثر آیتوں کی وقت نزول تحقیق معلوم نہیں۔ قرآن شریف
ایک سو چودہ غیر مساوی حصوں میں منقسم ہے اور ان حصوں کو سورتیں کہتے ہیں۔ عرب لوگ واحد کو سورت
اور جمع کو سور کہتے ہیں[۲]۔ قلمی نسخوں میں اسے سورتوں پر اعداد شماری میں لکھتے ہیں ہر ایک سورت کا
علیحدہ نام مقرر ہے کبھی تو یہ نام اُس شخص کے نام پر ہوتا ہے جس کا ذکر سورت میں ہو اور کبھی اُس
مضمون پر ہوتا ہے جس مضمون کا سورت میں ذکر ہو۔ مگر اکثر نام سورت کے اوّل لفظ سے لیا جاتا ہے
بعضی سورتوں کے دو یا زیادہ نام بسبب نقلوں کی فرق کے ہو گئے ہیں کہتے ہیں کہ بعضی ان سورتوں
میں سے مکہ میں نازل ہوئیں اور بعضی مدینہ میں مگر یہ اختلاف نزول کچھ سورت کے نام میں داخل نہیں
ہے ہر ایک[۳] سورت اور چھوٹے چھوٹے غیر مساوی حصوں میں منقسم ہے جنہیں ورس[۴] یا عربی زبان
میں آئیت (نشانی یا تعجب) کہتے ہیں۔ نویں سورت[۵] کے سوا ہر ایک سورت کے نام کے بعد یہ سنجیدہ

---

[۱] ۔ یعنی سورت علق کی ابتدائی پانچ آیات کا ترجمہ یہ ہے۔

[۲] ۔ بیان سورتہائے قرآنی ۱۲ مترجم۔

[۳] ۔ بیان آیات قرآنی ۱۲ مترجم:۔

[۴] ۔ ورس عبرانی لغت ہے جو کہ توریت و انجیل مترجم میں مستعمل ہے یعنی آیت عربی ۱۲ مترجم:۔

[۵] ۔ نویں سورت برات سے مراد ہے کہ جس کو سورہ توبہ بھی کہتے ہیں ۱۲ مترجم:۔

فقرہ جسے مسلمان بسم اللہ کہتے ہیں لکھا ہوتا ہے۔ قرآن شریف کو اہل اسلام معجزہ اعظم مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایسا ہی عجب ہے جیسا مردے کو زندہ کرنا ان کا قول ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے معجزہ عارضی اور چند روزہ تھے مگر آنحضرت کا معجزہ پائدار اور بے زوال ہے اور اسی سبب سے زمانہ سابق کے تمام معجزوں پر سبقت رکھتا ہے۔ قرآن بہ لحاظ علم ادب کے اہل مشرق کے ایک بڑی شاعرانہ تصنیف معلوم ہوتی ہے اُس کا اکثر حصہ قدماے عرب کے مذاق کے موافق مقفےٰ اور مسجع عبارت میں لکھا ہے سب کو اس بات کا اقرار ہے کہ قرآن قوم قریش کے نہائیت فصیح زبان میں لکھا گیا ہے یہ خاندان تمام اہل عرب میں سب سے زیادہ اعلیٰ رتبہ اور ذی علم تھا اگرچہ قرآن شریف زمانہ قریش میں لکھا گیا ہے مگر اس میں کہیں کہیں اور زبانوں کی بھی آمیزش ہے یہ بات متفق علیہ ہے کہ قرآن شریف عربی زبان کا نمونہ ہے یعنی جو شخص قصد کرتا ہے کہ میں عمدہ عربی لکھوں تو وہ قرآن کی روش پر چلتا ہے اور وہ تمام صنائع بدائع اور استعارات سے پڑھے باوصف اس کے کہ قرآن بعض جائے سے غیر مفہوم ہے اور آورد معلوم ہوتا ہے مگر اکثر جگہ نہائیت زبردستی عبارت اور بلند خیالی عیاں ہے اور یہ مقولہ بہت ٹھیک ہے کہ قرآن شریف ایسی کتاب ہے کہ جس کی اشکال عبارت سے پڑھنے والا پہلے گھبرا جاتا ہے بعد ازاں اُس کے محاسن دیکھ کر رجوع کرتا ہے اور آخر فریفتہ ہو جاتا ہے۔ آنحضرت کے زمانہ حیات تک قرآن شریف اوراق منتشرہ پر لکھا ہوا تھا

ف ۱ ۔ واضح ہو کہ تمام سورتیں پڑھنے والوں کے واسطے نہیں بنی ہیں بلکہ سننے والوں کے واسطے ہیں اور ایک پڑھنے والا آدمی کھڑا ہو کر سُنا دیتا تھا بعض آیتیں جو نا تمام چھوڑ دی گئی ہیں اُن سے صاف ظاہر ہے کہ جو مطلب حرفوں میں نہیں ادا ہوا وہ سُنانے والے نے اشاروں سے ادا کیا ہوگا۔ قرآن شریف مترجم پادری جے ریم رودویل ایم اے ۔ بدقسمت ٹی پو صاحب بادشاہ میسور کے کتب خانہ میں ایک نہائیت عمدہ جلد قرآن شریف کی نکلی اور یہ جلد اب کمبرج کے کتب خانہ سرکاری میں موجود ہے اُس میں تمام قرآن شریف کا یہ حال لکھتے ہیں قرآن شریف میں (۶۶۶۶) آیتیں ہیں اُس میں سے ایک ہزار میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور ایک ہزار میں ممانعت ایک ہزار میں وعدہ ہے اور ایک ہزار میں وعید ایک ہزار میں نہائیت عمدہ عمدہ قصے ہیں اور واضح ہو کہ ایک ہزار میں ایسی مثلیں ہیں جو استعارات سے پُر ہیں اور جن سے عمدہ عمدہ بحثیں نکلی ہیں پانسو میں اور شرعی اور غیر شرعی کی بحث ہے ایک سو میں صبح و شام کی دُعاؤں کا ذکر ہے ۔ مؤلف ۔

ف ۲ ۔ تمام علما کے نزدیک حضرت عیسےٰ علیہ السلام سوائے اس عربی شارع کے سب نبیوں سے زیادہ معزز ہیں یہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ خدا کی روح ہیں اور تمام قوموں کے مسیحی اور یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ بہت عرصہ کے بعد دُنیا میں پھر واپس آئینگے اور تمام آدمیوں کو خدا تعالیٰ کی وحدانیت تلقین کرینگے ڈوی اوپ سن کی جلد اول صفحہ ۵۳ صفحہ ۵۱ کا حاشیہ دیکھو ۔

حضرت ابوبکرؓ نے جو اُن کے خلیفہ ہوئے پہلے اس کو ایک جلد میں جمع کیا۔ حضرت ابوبکر نے قرآن شریف کی آیات کو صرف کھجور کے پتوں اور جانوروں کی کھالوں اور بکروں کے شانوں کی ہڈیوں ہی پر سے نہیں نقل کیا بلکہ حافظوں کی زبانی بھی لکھا اور جب یہ قرآن شریف انجام کو پہنچا تو اُس کو حضرت حفصہ بنت عمر زوجہ آنحضرت کے پاس اس نیت سے تفویض کیا کہ اور لوگ اُس سے اپنے قرآنوں کی تصحیح کیا کریں چونکہ اور تمام جلدوں میں جو اُن اضلاع میں منتشر تھیں بہت اختلاف تھا لہذا حضرت عثمان نے جو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے بعد خلیفہ ہوئے ہجرت کے بیسویں سنہ[1] میں بہت سی نقلیں حضرت حفصہ والے قرآن کی کرالیں اور وہ قرآن جو اُس کے مطابق نہ تھے اُن سب کو معدوم کر دیا۔ قرآن شریف کی ماہیت کو کماحقہٗ سمجھنے کے لئے اس بات کو خیال رکھنا چاہئے کہ جب آنحضرت کا خروج ہوا اُس زمانہ میں طلاقت لسانی اور عمدگی عبارت کا لوگوں کو بڑا خیال تھا اور شاعری اور فصاحت کی نہایت قدر تھی۔ ایک مسلمان کا قول ہے کہ قرآن کا معجزہ اُس کی عمدگی عبارت اور موزونی فقرات پر منحصر ہے یہانتک کہ اگر کوئی عجمی بھی کسی شخص کو قرآن پڑھتے ہوئے سنے تو اُسے فی الفور معلوم ہو جائے گا کہ اُسے تمام عربی عبارتوں پر فوق ہے اگر اس میں کی کسی آیت کو کسی اور نہایت فصیح عبارت میں داخل کریں تو وہ ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے لعل چمکتا ہے اور اس کی روشنی مثل اُس درخشندہ جوہر کے معلوم ہوتی ہے جس کی تابندگی سے آنکھوں کو خیرگی ہو اور اُس کی عبارت ایسی لاجواب ہے کہ تمام علماء کو اُس کے زمانہ رواج سے اب تک اُس پر نہایت حیرت ہے چونکہ قرآن شریف ایک معجزہ قائم خیال کیا جاتا ہے آنحضرت ہمیشہ اُس کی طرف اشارہ فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ میری نبوت کا ثبوت اعظم ہے اور عموماً فصحائے عرب کے سامنے جو اُس زمانہ میں اس ملک میں بکثرت تھے اور جن کی تمام عمر صرف اس بات میں صرف ہوئی تھی کہ ہم ایک دوسرے پر عبارت نویسی میں سبقت لیجائیں یہ دعویٰ کرتے تھے کہ تم ایک ایسی سورت تو لکھو جو اسکے مقابل ہو۔ روایت[2] ہے کہ لبیدؓ ابو رابیہ متوطن یمن جو سبعہ معلقات کی (چند قصیدے تھے جو کعبہ میں لٹکائے گئے تھے) مصنفین میں کے ایک مصنف[3] تھے ہنوز بت پرست تھے کہ آنحضرت

ف۱ - جمع قرآن عثمانی سنہ ہجری میں ہوا ہے دسنہ ۲ھ میں اِس لئے کہ وہ عہد حضرت عمر کا تھا۔ مولف۔

ف۲ - جو یہ لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرت نے قرآن شریف ایک عیسائی راہب اور عبداللہ سلام ایک فارسی یہودی کی مدد سے لکھا ہے یہ قول اپنی خود تکذیب کرتا ہے کیونکہ یہ بات قابل اعتبار نہیں ہے کہ عربی زبان کی خوبی دو غیر ملک کے آدمیوں سے حاصل کی جائے جن میں سے ایک ملک شام کا رہنے والا تھا اور دوسرا فارس کا۔ مولف۔ ف۳ - ابو ربیعہ لبید بن اسود باہلی شاعر۔ مترجم

نے عموماً اپنی شرع جاری فرمائی سبعہ معلقہ میں سے ایک قصیدہ کا مطلع[51] یہ ہے تمام تعریفیں جو خدا سے علاقہ نہیں رکھتیں بیہودہ ہیں اور تمام منافع جو اُس کی طرف سے نہیں آتے نفعوں کا سایہ ہیں چندروز تک کوئی ایسا شاعر نہ ملا جو اُس کے مقابل میں قصیدہ لکھتا مگر آخرکار قرآن شریف کی سورت موسوم براءت[52] دروازہ کعبہ کو چپکادی گئی اور لبید پہلی ہی چند آیتیں پڑھ کر ایسا شرمندہ[53] ہوگیا کہ اُس نے اقرار کرلیا کہ یہ آیتیں بغیر خدا کے الہام کے نہیں ہوسکتیں اور اُسی وقت اسلام قبول کرلیا۔ قرآن شریف کی وُہ آیتیں جن کے سبب سے یہ شخص اسلام لایا یہ ہیں۔ بیشک یہ کتاب حق ہے۔ یہ اُن متقیوں کے لئے ہدایت ہے جو غائب کا یقین کرتے ہیں اور نماز وقت مقررہ پر پڑھتے ہیں اور خیرات اُس مال میں سے دیتے ہیں جو ہم نے اُنہیں عنایت فرمایا ہے۔ اور اُس الہام کا یقین کرتے ہیں جو ہم نے تجھ پر (اے محمدؐ) اور تجھ سے پہلے نبیوں پر کیا۔ اور جن کو عقبیٰ کا یقین کامل ہے یقینی یہ لوگ خدا کی راہ پر چلتے ہیں اور فلاح پائینگے۔ اور جب کافروں کا ذکر کرو تو وُہ لوگ اُس آدمی کے مانند ہیں جس نے آگ روشن کی اور جب اُس روشنی سے اُس کے گرد کی چیزیں روشن ہوگئیں تو اُس نے اپنی آنکھیں بند کرلیں۔ خدا تعالیٰ اُن کی روشنی چھین لیتا ہے اور اُنہیں اندھیرے میں چھوڑ دیتا ہے۔ اب وُہ نہ دیکھ سکیں گے وُہ بہرے اور گونگے اور اندھے ہیں اس واسطے وُہ توبہ نہ کرینگے۔ یا وہ ایک آسمان کے بادل کے مانند ہیں جسمیں تاریکی اور گرج اور چمک ہو اور وُہ موت کے ڈر سے اپنے کانوں میں اُنگلیاں دے لیتے ہیں تاکہ وُہ گرج نہ سُنیں۔ اللہ تعالیٰ کافروں پر محیط ہے۔ بجلی اُنہیں اندھا بنانے کے سوا ہر طرح کا صدمہ دیتی ہے اور جب تک وہ اُنہیں روشنی دیتی ہے اُس روشنی میں چلتے ہیں مگر جب اندھیرا آجاتا ہے تو وُہ مفلوج کی طرح کھڑے کھڑے رہ جاتے ہیں۔ وُہ تعجب[54] جو اہل عرب کو قرآن کے پڑھنے سے ہوتا ہے وہ اُس کی عبارت سحر آویز اور ان صنائع اور بدائع اس کی ان آیتوں مقفی اور مسجع اور موزون

---

۵۱ - اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَاخَلَا اللّٰہَ بَاطِلٌ ۔ وَکُلُّ نَعِیْمٍ لَامُحَالَۃَ زَائِلٌ ۵۲ - براءت سے مُصنّف کی سورۂ بقر یا سورۂ علق مراد ہے سہواً براءت لکھا گیا ہے اور ترجمہ آیات آغاز سورہ بقر کا ہے ۱۲ مترجم ۵۳ - آخرکار لبید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت کام آئے اور اُنہوں نے کفار کی تمام اُن ہجوؤں کا جو آنحضرت اور قرآن شریف اور آپ کے مذہب کی طرف راجع تھیں جواب لکھا اُنہوں نے خصوصاً امرأ القیس جو اس قوم کا سردار تھا اور سبع معلقات میں سے ایک قصیدہ کا مُصنّف بھی تھا اُس کا جواب لکھا ۱۲ مؤلف ۔

۵۴ - دوسری سورت ۱۲ مؤلف یعنی سورہ بقرہ ۱۲ مترجم ۔

کا سبب ہے جس سے آنحضرت نے اپنی نثر کو آراستہ کیا ہے قرآن شریف کا اختلاف عبارت
بہت عجیب ہے کیونکہ بعض اوقات آنحضرت مروجہ چھوڑ دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا تخت پر بیٹھا ہونا اور
اہل دنیا پر قواعد مقرر کرنے نہایت شان و شوکت والی آیتوں میں بیان فرماتے ہیں آپ کی آیتیں
اُس مقام پر بہت موزون اور موثر ہو جاتی ہیں جبکہ آپ جنت کی بے زوال خوشیاں بیان کرتے
ہیں اور جب آپ دوزخ کا حال بیان کرتے ہیں تو آپ کی آیتیں نہایت خوفناک اور جانگزا معلوم
ہوتی ہیں۔ قرآن شریف کی اہل اسلام نہائت تعظیم کرتے ہیں جو اُن میں بہت با احتیاط ہیں وُہ
بغیر وضو کئے نہیں چھوتے[^1] اور اس خیال سے کہ مبادا کوئی غفلت سے اُسے چھولے قرآن شریف
پر یا اُس کی جلد پر یہ آیت لکھ دیتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کوئی اسے نہ چھوئے مگر وہ لوگ جو با وضو
ہیں۔ وُہ اسے بہت عظمت سے پڑھتے ہیں اور کبھی اپنے کمر بند سے نیچے نہیں لے جاتے اور
جب اُسے کھولتے ہیں تو پہلے بوسہ دے لیتے ہیں اور لڑائیوں میں بھی اُسے اپنے ساتھ رکھتے
ہیں اپنے جھنڈوں پہ اُس کی آیتیں لکھتے ہیں اور اُسے سونے اور جواہر سے آراستہ کرتے ہیں
اور قصداً اُسے کبھی کسی کافر کے قبضہ میں نہیں دیتے۔ قرآن شریف اُن کی تعلیم کی بنیاد ہے تمام لڑکے
مکتبوں میں اُسے پڑھتے ہیں اُسے تمام حفظ کرتے ہیں ہر جگہ تمام اُن کی رسمیں اور قانون قرآن شریف
ہی پر موقوف ہیں اُن کے قاضی اُس کی قسم لیتے ہیں تمام مسلمانوں پر فرض ہے کہ اُسے پڑھیں
اور اُس سے اپنی زندگانی کا نور اور برکت حاصل کریں اُن کے ہاں مسجد میں جہاں کہ تمام
قرآن شریف روز پڑھا جاتا ہے اور تیس قاری سلسلہ وار اُسے ختم کر دیتے ہیں بارہ سو برس تک
اس کتاب کی آواز لاکھوں آدمیوں کے دلوں اور کانوں میں گونجتی رہی ہے۔ ایسے بھی متقی مسلمان
ہوئے ہیں جنہوں نے اپنی زندگی میں ستر ہزار مرتبہ قرآن کو تمام و کمال پڑھا ہے۔ قرآن شریف میں
اکثر جائے حکم ہے کہ ایک خدا کی پرستش کرو اُس کی مرضی پر شاکر رہو اور اُس کے حکم کی تعمیل بخوبی کرو
بندہ دو نرمی کرو۔ ہر بات میں اعتدال رکھو اور خدا کی راہ میں جان دو اور اسلام کے رواج دینے کے
سوا وُہ فرض جس کا قرآن شریف میں انسان پر حکم ہے وہ نمازیں ہیں جو خانہ کعبہ کی طرف پانچ
وقتوں میں پڑھی جاتی ہیں۔ رمضان شریف میں روزے رکھنے کا بھی حکم ہے اور ادائے زکوٰۃ بھی
فرض ہے اس میں آدمی کو اپنے مال کا چالیسواں حصہ غربا کو دینا پڑتا ہے اور یہاں تک کہ اگر دشمن

[^1]: ۵ - یہودی بھی اپنی کتاب کی اُسی قدر عظمت کرتے ہیں اور وضو بغیر اُسے کبھی نہیں چھوتے ۱۲ مولف ۱۲ یعنی تورت کہ جسے عہد عتیق اور قدیم بھی کہتے ہیں ۱۲ مترجم
۵۲ - اس رسم کو بادشاہان روم نے رواج دیا ہے مولف

یا جریدہ بھی بجو کا ہو تو اُس کو بھی اُس مال میں سے دینا چاہئیے۔ ان تینوں فرضوں میں سے آنحضرت نماز کو اِس قدر ضرور سمجھتے تھے کہ وہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ نماز ستون اسلام اور کلید جنت ہے اور یہ بھی ارشاد کرتے تھے کہ وہ مذہب کچھ نہیں جس میں نماز نہ ہو غسل اور طہارت نماز کا پہلا رکن ہے سیل صاحب نے اپنی کتاب موسوم بہ پری لمنری ڈزریشن کے صفحہ ۱۳۸ میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت نے اس خیال سے طہارت اور نماز کو جنت کی کنجی اور نصف ایمان کہا کہ اُن کو یہ منظور تھا کہ میرے اُمتی نماز اور صفائی کے بہت پابند ہیں۔ اس حکم کے بخوبی سمجھانے کی حضرت الغزالی[۵۱] نے طہارت کے چار درجے مقرر کئے ہیں اوّل یہ ہے کہ پہلے اپنے جسم کو تمام آلودگی و غلاظت اور نجاست ظاہری سے پاک کرے دوم اعضائے جسم کو بُرے کاموں اور اور شرارت سے بچائے۔ سوم دل کی بُری خواہشوں اور بدیوں سے حفاظت میں رکھے۔ چہارم اپنے خیالات کو اُن قصّوں سے بچاوے جو اُنہیں خدا کی طرف رجوع ہونے سے باز رکھتی ہیں اور آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ جسم ایک خول[۵۲] ہے اور دل اُسکا گودہ ہے۔ اسی دلیل سے آپ اُن لوگوں کی بہت شکایت کرتے ہیں جو سوء اعتقادی سے صرف طہارت ظاہری سے پاک رہتے ہیں اور اُن لوگوں کو بُرا سمجھتے ہیں جو اُن کی مانند ان رسوم کے پابند نہیں حالانکہ اُن کے دلوں میں غرور اور مکر اور جہالت بھرا ہوا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ بعض عیسائی جو مسلمانوں پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ مسلمانوں کا یہ مسئلہ ہے کہ صفائی ظاہری اُنکو گناہوں سے بچاتی ہے یہ صرف اُن کا بہتان اور الزام بیجا ہے۔ قرآن شریف میں صرف احکام مذہبی اور تہذیب اخلاق ہی کا ذکر نہیں ہے بلکہ گبن صاحب کا قول ہے کہ اوقیانوس سے گنگا تک قرآن شریف مجموعہ قوانین مانا جاتا ہے یہ نہیں کہ اُس میں صرف فقہی مسئلہ ہوں بلکہ قوانین دیوانی اور فوجداری اور مضامین بھی درج ہیں اور وہ قاعدے جو آدمیوں کے اعمال اور مال کی نسبت مقرر کئے گئے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی بے زوال رضا سے بنائے گئے ہیں یا بہ تبدیل الفاظ ہم اس مطلب کو اِس طرح بیان کر سکتے ہیں کہ قرآن شریف مسلمانوں کا مجموعہ قوانین عامہ اس میں قوانین

[۵۱] - الغزالی سے امام حجۃ الاسلام امام محمد غزالی مراد ہیں کہ جن کی کتابیں احیاء العلوم و کیمیائے سعادت وغیرہا بہت مشہور ہیں ۱۲ مترجم
[۵۲] - اگر خول کی تفسیر مغز درست سے کیجاتی تو بہتر تھا مترجم - ایں حاشیہ متعلقہ صفحہ ۵۵ - [۵۳] - اس طرف کو قبلہ کہتے ہیں اور لوگوں سے قبلہ نما ایک آلہ نکالا ہے کہ جس وقت کسی اور چیز سے قبلہ کی سمت نہیں معلوم ہوتی تو اس کے ذریعہ سے معلوم کر لیتے ہیں صفحہ ۱۳۱ کا دیکھو۔ [۵۴] - مسلمان بہ لوگوں کے نزدیک روزے کے تین درجے ہیں اوّل یہ کہ شکم اور اعضائے جسم کو اُنکی خواہشوں سے روکنا ... اور آنکھوں اور زبان اور ہاتھوں اور پیروں اور اور اعضاء کو گناہ سے باز رکھنا سوم دل کو انکار سے بچانا اور اپنے خیالات کو صرف خدا کی طرف رجوع رکھنا ... [۵۵] - ان تین دل عبادتوں کے درجے اس طرح مقرر کئے گئے ہیں مسلمان کہتے ہیں کہ نماز انسان کو جنت کے ... پہنچا دیتی ہے ... اس دروازہ تک پہنچا دیتا ہے اور زکوٰۃ اسے جنت میں داخل کر دیتی ہے ۱۲ سوء مولف +

مذہبی اور سلوک باہمی اور فوجداری اور دیوانی اور تجارتی اور فوجی اور ملکی اور سزا دہی سب موجود ہیں اور
مذہبی رسموں سے لیکر معاملات دنیوی تک ہر ایک چیز کا مفصل بیان ہے اور قرآن نجات روح ہے
اور صحت جسمانی اور حقوق عامہ اور حقوق شخصی اور نفع رسانی خلائق اور نیکی اور بدی اور سزائے دینی و
دنیوی سب چیز پر حاوی ہے۔ لہذا قرآن شریف اصل میں انجیل سے بالکل مختلف ہے جس میں
کہ کون صاحب کی رائے کے موافق مسائل مذہبی نہیں ہیں بلکہ عمدہ عمدہ حکایات اور تذکرہ اور ایسی
باتیں کہ جس سے خدا کی یاد اور تہذیب نفسی ہو موجود ہیں مگر ان حکایات میں کچھ ربط ظاہری نہیں
معلوم ہوتا قرآن شریف اور کتب آسمانی کی مانند صرف امور مذہبی اور عبادتی پر حاوی نہیں ہے بلکہ
اُس میں نظم و نسق ملکی کا بھی بیان ہے اسی بنیاد پر سلطنتیں قائم ہیں اسی میں سے ہر ایک قانون
ملکی اخذ کیا جاتا ہے اور اسی کے موافق ہر ایک تکرار مالی و ملکی فیصل ہوتی ہے۔ آنحضرت نے اسواسطے
کوئی ایسا قانون نہ نکالا کہ جس کے ذریعہ سے علماء اُمت کو عوام پر بہت اقتدار حاصل ہو آپ کو
خوف تھا کہ مبادا یہ لوگ بھی عیسائی پادریوں کی طرح اپنے ہم مذہبوں اور اُن کی سلطنتوں کو خراب
نہ کریں اور یہ نہ چاہا کہ ہر ایک کے پاس قرآن مجید کی جلد رہے تاکہ وہ آپ اپنا ہادی بنے اس امر
میں آپ نے بڑی عقلمندی کی اور بالکل حضرت عیسٰی علیہ السلام کی جن کو خدا کی طرف سے الہام
ہوتا تھا پیروی کی کیونکہ حضرت عیسٰے علیہ السلام نے جو مذہب بنا گیا تھا اُس میں صرف خدا تعالٰی
کی پرستش اور نہ پادریوں اور نہ ظاہری رسموں کا حکم تھا اور عبادت روحانی اور خدا تعالٰی کیسے
کام کرنے کی ہدایت تھی۔ رینان صاحب کا قول ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام میں بالکل پادری
پن نہ تھا اور آپ سے زیادہ کوئی اُن رسموں کا دشمن نہ تھا جو مذہب کی تائید کے بہانہ اُسکی ہئیت
اصلی بالکل خراب کر دیتے ہیں اس نئے فرقہ میں یعنی عیسائی لوگوں میں اُن کے قانون کے موافق
پادریوں کے اعزاز و اکرام کی بالکل اصل نہ تھی اُن کو حکم تھا کہ وہ ایک دوسرے کو بھائی کہیں۔
حضرت عیسٰی علیہ السلام نے ان کو منع کیا ہے کہ وہ اپنے ہم مذہبوں کو آقا اور باپ کہنے سے باز
آئیں کیونکہ آقا حضرت عیسٰی علیہ السلام ہیں اور صرف خدا باپ ہے۔ لہذا اسلام میں پادری بالکل

سلہ۵ - جواب مضمون دربارہ ربط علم و مذہب دیکھو ۱۲ مولف ۱۲ سلہ۵ - آٹھویں ہنری کے عہد حکومت تک انگلستان میں یہ
قانون جاری تھا پادریوں کے سوا کوئی اور انجیل کو نہیں پڑھ سکتا تھا اور پادری لوگ تمام عمر عالم تجرد میں بسر کرتے تھے اور صلاح کرتے
تھے اور اُن کو یہ اقتدار تھا کہ شاہان یورپ اُن کے ہاتھ سے اپنے سر پر تاج رکھواتے اور گناہ خدا کے آپ معاف کر دیتے ۱۲ مترجم سلہ۵ یہودی
لوگ اپنے پادریوں کو ربی یعنی آقا یا خدا شناس کہتے ہیں ۱۲ مولف اور عیسائی فادر یعنی باپ۔

نہیں ہیں جو لوگ کہ قانون شرع سے واقف ہیں وہی علمار امت کے ہیں اور وہ قانون شرع قرآن شریف ہے مسلمانوں کے مذہب میں یہ بات نہیں ہے کہ وہ اپنے علماء مذہب کو اپنے مال کا دسواں حصّہ ضرور دیں اور وہ اس مال سے اپنی زندگی بسر کریں اُن کی خدمتیں پادریوں کی سی نہیں ہیں بلکہ حاکموں اور منصفوں کے سے ہیں نہ ان کی گذران للہ کی آمد پر منحصر ہے نہ وہ یکی پر اور نہ وظائف ریاست پر وہ اپنا گذارہ مقدمات متنازع فیہ کی آمد سے جو ڈھائی روپیہ سینکڑہ مقرر ہے اور ان زمینوں[۵۱] کے محاصل سے جو مسجدوں کے واسطے وقف ہیں کرتے ہیں حقیقت میں مُفتیان شرع انگلستان کے پادریوں سے حکومت میں کم نہیں ہیں مگر یہ فرق ہے کہ اُن میں آپس میں اختلاف لفظی نہیں آنحضرت کے مسائل میں ابہام بالکل نہ تھا۔ قرآن سے خوب ظاہر ہے کہ آنحضرت بڑے موحد تھے آپ نے بتوں اور آدمیوں[۵۲] اور سیارات اور ثوابت کی پرستش کی بالکل ممانعت فرمائی اور یہ اس وجہ سے کہ ہر حادث کو فناہ اور ہر طالع کو غروب لازم ہے۔ اور جس چیز میں کہ خراب ہونے کا مادہ ہے اُس کو زوال ضرور ہے۔ آنحضرت خدائے یکتا کی پرستش کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اُس کی نہ کوئی شکل مقرر ہے اور نہ جگہ اور نہ اُس کی اولاد ہے اور برعکس ہمارے[۵۲] دل کے پوشیدہ بھید سے واقف ہے قدیم ہے حادث نہیں ہے اور اُس کو ذاتی کمال عقلی حاصل ہے۔ ان مضامین کو آنحضرت نے اپنی زبان سے مدسری[۵۳] اور ستاون لورانھاون دین صورتوں میں بیان فرمایا ہے مسلمان ان آئتوں پر کامل اعتقاد رکھتے ہیں اور مفسرین قرآن نے ان کی اس طرح تعریف کی ہے جیسے ریاضی کے حدود وغیرہ بیان کئے جاتے ہیں ایک موحّد حکیم بھی مسلمانوں کے عام عقیدہ کے موافق نبی ہو سکتا ہے تمام مخلوقات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا کوئی خالق ضرور ہے اور اُس کا قانون ہر ایک آدمی کے دل میں موجود ہے ہر ایک زمانہ کے نبیوں کا اصلی یا ظاہری ارادہ یہ ہوتا آیا ہے کہ ہم آدمیوں کو یہ سکھائیں کہ خدا تعالے اُن کا خالق ہے اور اُن کے دل میں اُس کا قانون موجود ہے چونکہ آنحضرت بہت صاف باطن تھے لہذا آپ نے اپنے متقدمین نبیوں کی تعظیم کا بھی حکم کیا جیسا اپنے واسطے کیا تھا اور یہ فرمایا کہ

---

۵۱ - یعنی مال اوقات سے ۱۲ مترجم ۵۲ - مسلمانوں کا یہ قول ہرگز نہیں ہے کہ خدائے تعالیٰ نے انسان کو اپنی صورت پر خلق کیا ہے اُن کا عقیدہ ہے کہ یہ بات نہایت بے ادبی اور گستاخی کی ہے کہ آدمی خدائے تعالےٰ کے واسطے کوئی صورت تجویز کرے ۱۲ مولف ۱۲ یہ رد اُس قول باطل کا ہے جو کہ فرقہ ضالہ مجسمہ اور مشبہ کہتا ہے ۱۲۔

۵۳ - یعنی سورہ بقرہ و سورہ حدید و سورہ مجادلہ ۱۲ مترجم ۱۲۔

وحی حضرت آدم سے شروع ہوئی اور قرآن شریف کے رواج تک ختم ہوئی آنحضرت نے مسلمانوں کو تلقین فرمایا ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی نہایت عظمت[۵۱] کریں ساتویں اور دسویں سورتیں دیکھو۔ اور رومن کیتھلک مذہب کے عیسائیوں نے قرآن شریف سے ایک عمدہ خیال لیا ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السّلام کی والدہ[۵۲] دوشیزہ تھیں جیسا ہم نے پہلے بیان کیا قرآن شریف کا سب سے بڑا مضمون خدائے تعالیٰ کی وحدانیت اور آنحضرت کی رسالت ہے وہ اپنے تئیں نبی اور خدا کا رسول سمجھتے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ چونکہ عیسائیوں نے غلطی سے مسائل وحدانیّت اور رسالت کو خراب کر دیا اُس میں مسئلہ تثلیث[۵۳] داخل کر دیا خدائے تعالیٰ نے یہ چاہا کہ وہ اپنے سچے مسئلوں کو بغیر گواہی کے چھوڑے لہذا اُس نے اپنے نبی کو بھیجا کہ وہ اُنہیں دوبارہ قائم کر دے یہی دلیل ہے کہ مسلمان لوگ قرآن شریف کے رُو سے اپنے کو برخلاف خوش عقیدہ عیسائیوں کے موحّد کہتے ہیں اور عیسائیوں کو مشرک کہتے ہیں کیونکہ آنحضرت کے قول کے موافق عیسائی لوگ خدائے تعالیٰ کے سوا اور کو بھی پرستش میں شامل کر لیتے ہیں چنانچہ آنحضرت فرماتے ہیں (سورہ[۵۴] سوم) اے اہل الکتاب

---

۵۱ - یہ حکایت مندرجہ ذیل اس ہمارے قول کی بڑی معاون ہے جو بھی محمد کے عہد حکومت میں جس کے وزیر اعظم نے ڈی اینا شہر کا ۱۶۸۲ء میں محاصرہ کیا مگر اُس کو جون سوبئیس کے بادشاہ پولینڈ نے شکست دی ایک عیسائی پادری نے اسلام قبول کیا اور اپنی حرارت اسلامی کرنے کے واسطے جس طرح وہ آنحضرت کی کسرشان کرنے کا عادی تھا اُسی طرح اُس نے حضرت عیسےٰ علیہ السّلام کو فریبی اور مکّار کہا مسلمان اُس کی اس حرکت سے نہایت متحیّر ہوئے اور اُسے گرفتار کر کے دیوان کے پاس لیگئے اور اُس نے اس کو اسی وقت قتل کیا مخوا

۵۲ - سیل صاحب کے قرآن کی تیسری سورت یعنی سورہ آل عمران صفحہ اُنتالیسواں کا حاشیہ دیکھو۔ سینٹ ایم بروز اور سینٹ اوگس ٹائین پادریوں نے اس بحث میں بہت بے ادبی کے کلمات لکھے ہیں وہ ایسی بے ادبی کی کلام ہیں کہ میں اُن کا ایمائی بیان کرنا خلاف تہذیب سمجھتا ہوں "مولف"

۵۳ - پٹوین اور گبن اور پورسن صاحب اور اور مورخین نے یہ بات بڑی محنت سے ثابت کی ہے کہ تین لوگوں کی انجیل (جون صفحہ اوّل درس ۷) جو مسئلہ تثلیث کی بنا ہے بالکل مصنوعی ہے۔ اور کان مٹ صاحب خود اس بات کا مقر ہے کہ اس درس کو میں نے کسی قدیم انجیل کے نسخہ میں نہیں پایا حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے صرف خدائے تعالیٰ کی وحدانیت تلقین کی تھی مگر پال اور جون حواریوں نے جو افلاطون کے پیرو تھے مذہب عیسائی کی وحدانیت اور سادگی کو بالکل خراب کر دیا اور اُس میں افلاطون کی غیر مفہوم مسئلہ کو جو تثلیث کا مسئلہ تھا گھڑ دیا بنیاد مسئلہ یہ ہے کہ افلاطون نے اللہ تعالیٰ کی دو صفتوں کو دو جسم فرض کیا ہے "اگر لوک صاحب کی رائے درست ہے کہ مسلمان حضرت عیسےٰ کی رسالت کے قائل ہیں اور اُن کے معجزوں کو دل سے یقین کریں تو وہ عیسائی ہیں" سر ولیم جونیر صاحب کتاب موسوم بہ ایشیاٹک رویو جلد اوّل صفحہ ۲۰۵ دیکھو "مولف"۔

۵۴ - یعنی سورہ آل عمران۔

یعنی اے یہودیو اور عیسائیو تم اپنی پرستش میں حد سے زیادہ تجاوز نہ کرو جب تم خدائیتعالیٰ کا ذکر کرو
تو ایسی بات نہ کہو جو حق تعالیٰ کے خلاف ہو عیسیٰ مسیح ابن حضرت مریم علیہما السلام صرف خدائیتعالیٰ کے
نبی ہیں تم صرف خدائیتعالیٰ اور اُس کے نبیوں کا یقین کرو اور مسئلہ تثلیث کا ذکر نہ کرو تم اپنی تقریر کو
حد سے بڑھنے دو خدائیتعالےٰ واحد ہے تمام تعریف اُسی کو سزاوار ہے اور اُس کا کوئی بیٹا نہیں ہے
قرآن شریف کی دوسری غرض یہ تھی کہ وہ اُن تین مذہبوں کو جو اُس زمانہ میں رائج تھے ایک مذہب
بنائے اور اُن کو خدائیتعالیٰ کی پرستش اور علم سکھائے اُس میں چند قوانین اور رسمیں ہیں کہ جن میں
سے بعض قدیم اور بعض جدید ہیں اور اُن رسموں اور قانون سے غرض یہ ہے کہ دنیوی اور دینی انعام
کے امید اور سزا کے خوف سے سب اور مذہب کے آدمیوں کو آنحضرت کا فرمانبردار بناوے اور
اُن کو یہ یقین کراوے کہ آنحضرت نبی اور خدائیتعالیٰ کے رسول ہیں جو نصائح اور اقراروں اور اگلے زمانہ
کی سزاؤں کے ذکر کرنے کے بعد بیان ہے کہ آنحضرت خدائیتعالےٰ کے مذہب کو زمین پر پھیلانے
کے واسطے بھیجے گئے ہیں اور اس واسطے دنیا میں آئے ہیں کہ دینی اور دنیوی امور میں امت کے
سردار خیال کئے جائیں۔ لہذا قرآن شریف کا بڑا مسئلہ خدائیتعالیٰ کی وحدانیت ہے۔ آنحضرت فرماتے
ہیں کہ میری رسالت کی اصل غرض یہ ہے کہ خدائیتعالیٰ کی وحدانیت کو پھر قائم کروں اور یہ بھی ارشاد
فرماتے تھے کہ صحیح مذہب ایک سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور اگرچہ بعض قوانین اور رسمیں خدائیتعالیٰ
کی ہدائت کے موافق تبدیل ہو جاتے ہیں مگر اُس کی اصل کبھی نہیں بدلتی کیونکہ وہ بے زوال اور
حق ہے اور جب کبھی مذہب حق کے اصول میں فرق آگیا خدائیتعالیٰ نے اُس کے درس کیواسطے
نبی بھیجے تاکہ وہ آدمیوں کو یہ مذہب تلقین کریں ان سب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت
عیسیٰ علیہ السلام میرے ظہور تک سب میں زیادہ بزرگ رہے۔ آنحضرت نے کبھی یہ نہیں مشہور کیا
کہ میں ایک نئے مذہب کا موجد ہوں بلکہ برخلاف اس کے یہ فرمایا (سورتیں ۲ و ۳ و ۱۶ و ۲۶ وغیرہ)
کہ میرا مذہب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مذہب ہے جو مجھے حضرت جبرئیل نے بتایا (سورت ۳۳)
قرآن شریف کی اصل غرض یہ ہے کہ کتب آسمانی کی تصحیح کرے جن میں آنحضرت فرماتے تھے کہ
یہودیوں اور عیسائیوں نے تحریف کر دی ہے خصوصاً اُس مقام پر جہاں میری رسالت کا بیان ہے
(سورتیں ۲ و ۳ و ۶ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۶ و ۳۷) روایت[۲] ہے کہ قرآن کو جبرئیل آنحضرت کے پاس لائے اور یہ

ف۱۔ خواندہ کو چاہئے کہ ہر سورت کو ان اعداد کے حساب سے قرآن مجید میں دیکھ لے تا آخر کتاب ۱۲ مترجم۔
ف۲۔ یہ روایت مسلمانوں میں کہیں مشہور و معتبر نہیں ۱۲۔

قرآن اُس دنبہ کی کھال پر لکھا ہوا تھا جس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسحٰق کی جگہ قربانی کیا تھا اور یہ قرآن شریف مُطلا اور مرصع تھا مگر ایک[۱] اور ترجمہ کے موافق جسے اکثر عیسائی مانتے ہیں آنحضرت نے قرآن شریف کو ایک فارس کے یہودی آقا درہ ابن نوال اور ایک عیسائی پادری کی مدد سے جو عبدالقیسی کے نسطورین[۲] عبادت خانہ کا پادری تھا بصرہ میں جو ملک شام میں واقع ہے تصنیف کیا یہ رائے بہت قدیم ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت خود اس بات کا ابطال کرتے ہیں (سورتیں ۱۰ و ۱۱ و ۱۶ و ۲۵) قرآن شریف میں صاف طور پر خدائیتعالیٰ کی ہستی کا بیان ہے (سورتیں ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۲۴ و ۳۷ و ۳۹ و ۴۰ و ۴۲ و ۵۹) اُس لکھا ہے کہ خدائیتعالیٰ قدیم اور غیر مخلوق ہے اور اولاد نہیں رکھتا اور وہ ثانی نہیں رکھتا (سورت ۱۱۲) اور وُہ تمام چیزوں کا خالق ہے (سورتیں ۱۶ و ۱۷) رحمٰن اور رحیم ہے (سورتیں ۳ و ۵ و ۶ و ۱۰ و ۴۰) اور اُن لوگوں کی حفاظت کرتا ہے جو ناشکری نہیں کرتے (سورتیں ۲ و ۹ و ۶۴) اور گنہگاروں کی خطا معاف کر دیتا ہے بشرطیکہ وُہ توبہ کریں (سورتیں ۵ و ۲ و ۱۱۰) خدائیتعالیٰ قیامت کے دن حاکم اعلیٰ ہوگا (سورتیں ۲ و ۴ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۲۲) وہ ہر آدمی کو اُس کے اعمال کے موافق جزا دیگا (سورتیں ۲ و ۳ و ۴ و ۱۰ و ۲۸) یعنی نیکیوں اور اُن لوگوں کو جو جہاد میں شہادت حاصل کریں (سورت ۲۲) اور جنت کی بے زوال خوشی کا بیان ہے جس کے عمدہ ذکر کو ہم کہہ سکتے ہیں کہ وُہ نہایت بلند خیال شاعروں کے نازک خیالات کے موافق ہے (سورتیں ۴ و ۷ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۸ و ۳۲ و ۳۵) اور خصوصاً گنہگاروں کی بے زوال سزا کا ذکر جو انہیں دوزخ میں دیجاویگی اور جو اندازہ قیاس سے باہر ہے (سورتیں ۲۷ و ۳۸ و ۴۵ و ۵۲ و ۵۵ و ۶۶ و ۶۷ و ۶۸)[۳] قرآن مجید میں خدائیتعالیٰ کی ہستی کے ساتھ اُس کی رزاقی (سورتیں ۵ و ۱۶ و ۲۳ و ۲۹ و ۳۲) اور کاتبِ تقدیر ہونا (سورتیں ۱۳ و ۱۴) بھی لکھا ہے۔ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتے پیدا کئے ہیں (سورتیں ۲ و ۷ و ۹) مگر اس میں ممانعت ہے کہ فرشتوں اور نبیوں کی پرستش نہ کرنی چاہئے۔ (سورت ۳) ہر آدمی پر دو فرشتے معین ہیں اور وُہ اُس کے اعمال کو دیکھتے ہیں (سورت ۳۵) شیاطین

---

۱ - یہ روایت بالکل متعصبین اور منکرین اسلام کی بنائی ہوئی ہے ۱۲ مترجم:-

۲ - نسطوریہ ایک فرقہ ہے مذاہب ثلاثہ نصاریٰ سے اور باقی دو کا نام یعقوبیہ اور ملکانیہ ہے ۱۲ مترجم۔

۳ - دوزخ میں گنہگاروں کو یہ سزا ملیگی کہ انہیں سوائے آب گرم اور بدبودار کے کوئی چیز پینے کو ملیگی اس کو پینے کو گرم ہوائیں چلیں گی عرب کے لوگ اس سے بہت خوف کرتے ہیں انہیں ہمیشہ جلتی ہوئی آگ میں رہنا پڑیگا اور وُہ چادر کی مانند ایک ایسے دھوئیں سے لپٹے ہوئے ہونگے جو سیاہ و گرم و شور یدہ ہوگا ۱۲:-

انسان کے دشمن ہیں (سورتیں ۳۵ و ۳۶ و ۳۸) مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ نیک اور بد جن کی ہستی اور
مختلف درجہ کے فرشتوں اور شیاطینوں کا یقین کریں (سورتیں ۲۶ و ۵۵) اور سب سے زیادہ
بات یہ ہے کہ آنحضرت کی رسالت کا یقین کریں مگر یہ نہ سمجھیں کہ آپ بشر نہیں ہیں (سورتیں ۱۷ و ۲۹)
عیسائی جس قدر بے انصافی قرآن شریف کی تہذیب کے اعتراض کرنے میں کرتے ہیں اُسی قدر
بے انصافی سے اُس کے مسئلوں پر اعتراض کرتے ہیں۔ قرآن شریف میں شراب خواری اور
ہر ایک قسم کی بدعملی (سورتیں ۴ و ۱۴) اور سود خواری (سورت ۲) طمع اور غرور (سورتیں ۴ و ۱۷ و ۱۸)
غیبت اور بہتان (سورت ۴۹) حرص (سورتیں ۴ و ۳۳) مکر (سورتیں ۴ و ۶۳) دنیوی مال و منال
کی خواہش (سورتیں ۱۰۰ و ۱۰۲) کرنے کی ممانعت ہے برخلاف اس کے اُس میں حکم ہے کہ خیرات دو
(سورتیں ۲ و ۳ و ۳۰ و ۵۰ و ۵۷ و ۹۰) اور اپنے ماں باپ کی عظمت کرو (سورتیں ۴ و ۱۷ و ۲۹ و ۴۱) خدا
کا شکر (سورت ۵) وعدہ وفا کرو (سورتیں ۵ و ۱۶) صاف باطنی اختیار کرو (سورتیں ۹ و ۱۷ و ۲۳ و ۸۳)
انصاف کرو (سورتیں ۵ و ۶) اور یتیموں کی حق رسانی کرو (سورتیں ۱۳ و ۹۰) اور بغیر لحاظ مراتب آدمیوں
کے (سورت ۸) اُن کے ساتھ خلق و حیا سے پیش آؤ (سورتیں ۲۴ و ۲۵) قیدیوں کو روپیہ لیکر آزاد کرو
(سورتیں ۴۷ و ۹۰) صبر کرو (سورتیں ۲ و ۳ و ۷ و ۴۳) خدا کی فرمانبرداری کرو (سورت ۳) خلقت کی خیرخواہی
کرو (سورت ۲۸) گنہگاروں کی خطا معاف کرو (سورتیں ۳ و ۱۶ و ۴۲ و ۳۴) بدی کے عوض نیکی کرو (سورت
۲۳) اور نیک راہ اس واسطے اختیار کرو کہ خدا تم سے راضی ہو نہ اس واسطے کہ دنیا میں تعریف ہو۔
(سورت ۲۲) جیسا ہم بیان کر چکے ہیں قرآن شریف صرف ایک مجموعہ قوانین مذہبی ہی نہیں ہے
بلکہ اُس میں مسلمانوں کی ملکی اور مالی قوانین بھی ہیں۔ اور یہی حال یہودیوں کی منٹاٹک[1] یعنی توریت
کی پانچ پہلے حصوں کا ہے قرآن شریف میں چار سے زیادہ نکاح کرنے کی ممانعت ہے (سورت ۴)
اور جو رسوم نکاح میں چاہیئے اُن کا حکم ہے (سورتیں ۲ و ۶) اور معاملات زناشوی کی تعلیم ہے۔
(سورت ۴) دودھ پلانے کے واسطے مدت مقررہ کی گئی ہیں (سورت ۲) اور بیوہ پن کے واسطے بھی
مدت ہے (سورت ۲) اور جہیز اور مہر کا بھی ذکر ہے (سورتیں ۲ و ۴) اور یہ بھی لکھا ہے کہ طلاق کس
طرح ہونا چاہیئے (سورتیں ۲ و ۴ و ۶۵) آنحضرت نے وراثتوں اور یتیموں اور وصیتوں کی حفاظت
حال سے بھی غفلت نہیں کی اُن کا سُور مذکورة الصدر میں ذکر ہے قرآن شریف میں جھوٹے گواہوں
کی سزا دہی کا حکم بھی ہے (سورتیں ۵ و ۹) اور فریبی قاضیوں کی (سورت ۵) اُس میں مکر (سورت ۴) چوری

۱ ۔ اسفار خمسہ توریت ۱۲ مترجم

(سورت ۵)، قتل انسان[1] (سورتیں ۲ و ۴ و ۶ و ۲۵)، قتل اطفال (سورتیں ۶ و ۱۷)، حرام کاری شہوت رانی
سے (سورت ۴)، بے حیائی اور زنا کرنے کے واسطے سزا مقرر ہے (سورتیں ۴ و ۱۹ و ۲۴ و ۲۵) یہاں
فقط یہ ہی نہیں معلوم ہوتا کہ آنحضرت نبی ہی تھے بلکہ وہ مقنن اور شارع بھی تھے آپ نے اپنے اُن
قوانین کو جب تک رواج نہیں دیا جب تک کہ ہجرت نہ کرلی اور آپ کا مذہب اچھی طرح پھیل نہیں
گیا بلکہ بعض قوانین تو جب جاری کئے کہ جب آپ نے مکہ فتح کر لیا۔ مسلمان قرآن شریف کی ایسی
عظمت کرتے ہیں کہ عیسائیوں نے اپنی انجیل کی کبھی ایسی تکریم ہوتے ہوئے نہیں دیکھی مسلمان
خیال کرتے ہیں کہ قرآن شریف مجموعہ قوانین مذہبی اور مالی اور ملکی ہے اُن کا یقین امور مندرجہ ذیل
پر[2] منقسم ہے اور ان باتوں کا قرآن میں ذکر ہے مذہب اسلام دو حصوں پر منقسم ہے ایک کو ایمان
اور دوسرے کو دین کہتے ہیں۔ ایمان خدا اور اُس کے فرشتوں اور اُس کے وحی اور اُسکے
نبی اور قیامت کے دن اور خدا کے حکموں کے یقین کا نام ہے۔ دین[3] میں نماز اور وضو اور زکواۃ
اور روزہ اور حج[4] شامل تھے تاکہ اسلام اور مذہب عیسائی میں اچھی طرح فرق معلوم ہو اس بات کا
خیال رکھنا چاہئے کہ اہل اسلام ایسے مسئلوں کی پیروی کرتے ہیں جن کے موافق دین اور معاملات[5]
باہمی میں فرق ہے برخلاف اس کے عیسائی لوگ ایسے مذہب کے پیرو ہیں جس میں کچھ احادیث
وغیرہ پر عمل کرنا نہیں پڑتا بلکہ اُن کے معاملات دینی اور دنیوی اور مالی اور ملکی اور سب باہمی ایک
طرح کے ہوتے ہیں اہل اسلام کے واسطے حب الوطن اور روایات قدیمہ اور شرع اور قانون
ملکی اور حقوق باہمی یہ سب ایک لفظ اسلام میں شامل ہیں منجملہ محاسن اور خوبیوں قرآن شریف
کے جس پر اہل اسلام کو ناز کرنا بجا ہے دو باتیں نہایت عمدہ ہیں اوّل قرآن شریف کی
وہ خوش بیانی جس میں خدائے تعالیٰ کا ذکر ہے اور جس کے سُننے سے آدمی کے دل پر ایک طرح کا
اثر پیدا ہوتا ہے اور خوف آتا ہے اور جس عبارت میں خدائے تعالیٰ کی نسبت اُن جذبوں کا مغلوب
ہونا نہیں منسوب کیا گیا ہے جو انسان کے واسطے مختص ہیں دوسرے تمام قرآن شریف ان خیالات
اور الفاظ اور قصص سے مبرّا ہے جو خلاف تہذیب خیال کی جا سکتی ہیں مگر افسوس یہ عیب یہودیوں کی

۱۔ قرآن شریف کی رحمدلی کی یہ ایک بڑی علامت ہے کہ اس میں توریت کی مانند کسی کے قتل کا حکم نہیں سوا اُن
لوگوں کے جو ایمان لانے سے انکار کریں۔ خون کے عوض خون بہانے کا حکم ہے اور اس میں مالی خطا خون کی نسبت بہت سخت سزا نہیں ہے
بلکہ قرضدار کے باب میں تو نہایت ہی نرمی ہے ۱۲ مؤلف ۲۔ یعنی تصدیق ۱۲ ۳۔ ارکان اسلام ۱۲ ۴۔ مکہ کی زیارت قدیم عادت
کے موافق مقرر کی گئی تھی تاکہ اس کی حرارت مذہبی تازہ ہوتی رہے اور اُنکے عقاید یکساں رہے ہیں ۱۲ مؤلف ۵۔ یعنی عبادات اور عادات اور معاملات ۱۲

مُقدّس کتابوں میں اکثر واقع ہیں حقیقت ہیں قرآن شریف اِن عیوب سے ایسا مُبرّا ہے کہ اُس میں ذرا سی بھی حرف گیری ناممکن ہے اور اگر ہم اُسے اوّل سے آخر تک پڑھیں تو کہیں ایسی بات نہ واقع ہوگی کہ جس سے ہنسی آجائے۔ وہ مذہب جس کی قرآن شریف نے بنا ڈالی ہے اُس میں کمال وحدانیت ہے اور اُس میں خدا تعالیٰ کا مضمون سمجھتے ہیں کچھ دقت نہیں ہے۔ اہل اسلام کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی یہ صفت ہے کہ وہ ہر مقام پر موجود ہے اور اُسی کے حکم سے تمام عالم کا انتظام قائم ہے بلکہ اُن کے حکمائے کے مانند یہ رائے نہیں ہے کہ وُہ صرف سب اشیاء کا خالق ہے۔ اور قواعد مقررہ سے عالم کا انتظام کرتا ہے مگر آپ سب چیزوں سے علیحدہ ہے سوا اس کے اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس کے اصول میں سب کو اتفاق اور جس میں کوئی ایسی کنہ نہیں ہے جو زبردستی مان لینی پڑی اور سمجھ میں نہ آئے اس مذہب میں آدمیوں کے خیالات کو اس سادی اور غیر منقلب پرستش پر قناعت کرنی پڑتی ہے۔ اگرچہ حرارت اسلامی نے اُن کو اکثر جگہ مختلط کر دیا ہے القصہ یہ ایک ایسا مذہب ہے جس میں اولیاء اور شہداء اور تبرکات اور تصویرات کی پرستش اور ابہام اور دقائق حکمیہ اور راہبوں کی تجرید اور تعذیب نفس بالکل نہیں ہے اور خیال کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت نے ماہیئت اشیاء اور اُس زمانہ کی قوموں کی حالت پر خوب غور کر کے یہ مذہب ایجاد کیا ایسے مسائل نکالے ہیں جو خلاف عقل نہیں اس واسطے کہ تعجب کا مقام نہیں ہے کہ اس عبادت نے اہل کعبہ کی بت پرستی اور سابانیوں[1] کی پرستش اجرام فلکی اور زردشتیوں کی آتشکدوں کا استیصال عامہ کر دیا۔ اب ہم اسلام کے اُن چند عقائد کا مختصر حال لکھتے ہیں جو قرآن شریف کے احکام پر مبنی ہیں۔ اسلام نے کسی غیر مذہب کے مسائل پر کہیں دست اندازی نہیں کی۔ نہ غیر مذہب والوں کو تکلیف دی اور نہ کبھی ایسا کلمہ قائم کیا کہ جس کے ذریعہ سے موجدان بدعت کو سخت سزا ملی اور نہ یہ ارادہ کیا کہ غیر مذہب کے لوگوں کو جبر سے اسلام قبول کرائیں۔ اہل اسلام دعوت اسلام کرتے تھے مگر اپنے مذہب کو بجبر قبول نہ کراتے تھے۔ مذہب[2] میں زبردستی ہرگز نہ ہونی چاہیئے۔ یقینی[3] وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں یا یہودیوں کے رسُلوں کی متابعت کرتے ہیں اور عیسائی اور سابانی الغرض جو خدا اور قیامت کا یقین کرتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں خدا اُنکو

---

[1] ۔ صائبین یہ فرقہ ہیکل پرست یا ستارہ پرست بڑا قدیم مذہب رکھتے ہیں ۱۲ مترجم:۔

[2] ۔۔ قرآن شریف (سورت ۲) ۱۲ مؤلف:۔

[3] ۔ فقرہ انجیل آئی ہذ ۱۲ مترجم:۔

جزائے خیر دیگا نہ وُہ کسی خوف میں مبتلا ہونگے نہ اُنہیں صدمہ پہنچیگا - علاوہ اس کے اسلام قبول کرنے سے نومسلم کو بھی وہی حقوق ہو جاتے ہیں جو کہ فتح کرنے والے کے[^1] اور مغلوب ریاستوں کو اُن شرائط سے آزادی حاصل ہو جاتی تھی جو کہ فاتح ہمیشہ آنحضرت کے وقت تک کر لیا کرتے تھے قتل اطفال جو اُس زمانہ میں قرب و جوار کے ملکوں میں رائج تھا اسلام کے سبب سے بالکل معدوم ہو گیا اور قرآن شریف کے سبب سے بردہ فروشی جاتی رہی اور یہ رسم بھی جاتی رہی کہ زمین کے ساتھ اُس کے خدمتگذار بھی فروخت کئے جائیں اُس میں صرف یہی حکم نہیں ہے کہ مسلمانوں ہی کی انصاف رسانی کیجاوے بلکہ اُن لوگوں[^2] کی بھی حفاظت کا حکم ہے جن پر اہل اسلام غالب آئیں قرآن شریف کے سبب سے ہر طرح کا محصول جاتا رہا مگر صرف زمینداری کی وہ یکی رہ گئی - قرآن شریف کے احکام کے سبب سے تجارت کے تمام اخراجات اور اشکال جاتے رہے اور غیر مذاہب کے آدمیوں کو آزادی حاصل ہو گئی کہ چاہے وہ اپنے پادریوں کو اُن کا مقررہ روپیہ دیں یا نہ دیں اور اور طرح کے چندے جو اُن کے اہل مذہب اُن سے زبردستی لیا کرتے تھے دیں یا نہ دیں اسلام قبول کرنے کیواسطے صرف کلمہ پڑھنا پڑتا تھا اور یہ جو لوگ اکثر خیال کرتے ہیں کہ ختنہ بھی نہایت ضرور ہے یہ غلط ہے -

فی الحال یہ امر بخوبی دریافت کرنا ممکن ہے کہ اس قدر آدمیوں نے کیوں اسلام قبول کر لیا مگر یہ ہو سکتا ہے کہ ہم بعض بڑے بڑے سبب اس جگہ لکھیں - اوّل سبب تو یہ ہے کہ تمام قرآن شریف خدائیتعالیٰ کے بیان اور ایسے سنجیدہ مضامین سے پر ہے کہ جن کے پڑھنے سے ہر آدمی کے دل پر ایک خاص طرح کا اثر ہوتا ہے - مگر جب اُسے ان لوگوں نے پڑھا جو اپنے اہل شہر یہودیوں اور عیسائیوں کے ربط و ضبط کے سبب سے اپنے قدیم سو اعتقادیوں اور بت پرستی سے متنفر تھے تو اُنہیں اور بھی اپنے مذہب کی بے بنیادی ثابت ہو گئی - دوم یہ کہ اس مذہب میں تمام اُن مذاہب کے عمدہ عمدہ مسئلے اور رسوم اور روائتیں چن کر رکھی گئی ہیں جو اُس زمانہ میں عرب میں رائج تھیں - سوم قرآن شریف ایسی حاوی کتاب ہے کہ اس میں معاملات دینی و دنیوی سب موجود ہیں - بعض مورخ یہ لکھتے ہیں کہ ان سببوں کے سوا لوگوں کے زیادہ تر اسلام قبول کرنے کا یہ باعث تھا کہ آنحضرت نے اس مذہب میں ایک سے زیادہ نکاح کرنے کی اجازت دی ہے مگر غیر متعصب اور اہل انصاف اسی خیال سے بیہودہ سمجھتے ہیں کیونکہ یہ بات ثابت ہو جائے گی کہ آنحضرت نے کبھی اس قسم کی ترغیب پر اپنے مذہب کی رواج دہی کے واسطے اعتماد نہیں کیا ہمیں

[^1]: یعنی مسلمانان قدیم ۱۲ مترجم

[^2]: یعنی فرقہ ذمی جزیہ دہ ستامن ۱۲ مترجم

یہ نہیں چاہیئے کہ ہم اس معاملہ میں عیسائیوں کے زہد و تقویٰ یا اہل یورپ کی رسم و رواج کو دیکھ کر رائے لگاویں جب اہل عرب میں ایک سے زیادہ نکاح کرنے کا رواج قدیم سے چلا آتا تھا اگر آنحضرت نے بھی اس امر کا حکم دیا تو اس سے آپ کے معتقدین کو کیا زیادہ آزادی حاصل ہوگئی بلکہ آپ کے احکام نے اس بات میں یعنی کثرت نکاح میں جس کا اہل مشرق میں بہت رواج تھا کمی کردی اُس زمانے کے غیر تربیت یافتہ قوموں میں اکثر حرام کاری کا بہت رواج تھا اور وُہ اپنی رشتہ دار عورتوں سے خراب ہُوا کرتے تھے مگر جب آپ نے ان باتوں کی ممانعت قطعی فرمائی تو وہ بالکل معدوم ہوگئی اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کے زمانہ میں تہذیب کو ترقی ہوئی اور زوال نہیں ہوا پارسا مسلمان سٹوائک[۵۲] مذہب والوں کے مشابہ ہوتے ہیں ابی کیورین مذہب والوں کیسے نہیں ہوتے۔ یعنی پارسا مسلمان متعذب نفس ہوتے ہیں عیاش نہیں ہوتے۔ کوئی آدمی ایسا نہیں ہے کہ جو قرآن شریف کو پڑھے۔ اور اُس کے دل پر خوف کا اثر نہ ہو حقیقت میں یہ بات ناممکن ہے کہ ایک شخص بانی مذہب ہو اور وُہ ایسی باتیں نکالے کہ جس سے بدکاری رائج ہو اور پھر اُس کے مذہب کو مستقل کامیابی حاصل ہو۔ لہٰذا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس مذہب کے مسائل کی سختی ہی زیادہ تر اُس کی کامیابی کا باعث ہوئی چونکہ وُہ احکام جن میں رسوم اور عبادتوں کا بیان ہوتا ہے اکثر مبہم ہیں اور ذومعنی نہیں ہوتے لہٰذا اُن کا اتباع ایک مذہب کے قبول کرنے کے بعد زیادہ ہو سکتا ہے بہ نسبت ان احکام کے اتباع کی جن میں صرف باطنی نیکیوں کا ذکر ہو یہی باعث ہے کہ روزہ داری اور حج اور نماز اور وضو اور زکوٰۃ کے پابند ہونے اور مسکرات سے پرہیز کرنے جن کا قرآن شریف میں ذکر ہے مسلمانوں کو اُن کی شرع اور قوانین کا پابند رکھا۔ ماسوا اس کے اس مذہب کو اس سبب سے بھی ترقی ہوئی کہ جہاں کہیں اہل اسلام تجارت کے واسطے گئے وہاں قرآن شریف بھی لیتے گئے اور جس زمانہ میں اُنہوں نے مشرقی ملکوں میں تجارت کرنی شروع کی اور اپنی کوٹھیاں قائم کیں اُس وقت تک وہاں کے حکام اور سلاطین کسی مذہب کے پیرو نہ تھے اُن لوگوں نے قرآن شریف کو پڑھا اور اُس سے آگاہی حاصل کی کنارہ مالیبار اور ملاکا میں مسلمانوں کی بہت تعظیم و تواضع ہوئی بلکہ شاہان ترنات

۵۱ - اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ چار نکاحوں کے حکم کا فائدہ اُٹھانے کے واسطے یہ بات ضرور ہے کہ نکاح کرنے والا امیر ہو۔ لہٰذا اہل دول اور حکام کے سوا ایسے آدمی بہت کم ہونگے جو اس حکم کا نفع اُٹھاویں۔ اس سے یہ بات ظاہر ہے کہ جیسا ہم خیال کرتے ہیں کہ اہل اسلام کی ریاستوں میں ان نکاحوں کی کثرت سے بہت قباحتیں پیش آتی ہونگی یہ خیال غلط ہے ۱۲ مؤلف:۔

۵۲ - ابی کیورین مذہب والے ہر قسم کا عیش و عشرت روا رکھتے ہیں اور سٹوائک ان کے برخلاف ۱۲:۔

اور تدوڑمنے مع امور قرب وجوار کے سلاطین یہہ مذہب اختیار کر لیا اور جب خاندان مغلیہ قند ھار گیم بی گجرات اور اُن سلطنتوں میں حکمراں تھا جو ہنوز مُسلمانوں کا غلبہ نہ چاہتے تھے بہت سے آدمی ہندوستان میں قرآن پر ایمان لے آئے تھے جب پرتگال والے ہندوستان میں آئے تو انہوں نے دیکھا کہ اسلام نے ہندؤں کے بیہودہ مسائل کے مقابلہ میں بہت رونق پائی ہے انہوں نے تاریخوں میں یہ لکھا پایا کہ زی موڑن بادشاہ ہندوستان تے جس کا کہ دارالسلطنت کالیکٹ[۲] تھا اُس نے ہمارے آنے سے چھ سو برس پہلے مورڈن[۳] کی نہائیت خاطرداری کی اور اُن کو اپنی ریاست میں بہت اچھے اچھے عہدہ دیئے اور آخر کار اُن کا مذہب اختیار کر لیا ان بادشاہوں میں آخر بادشاہ جس کا نام پریمٰی ل تھا اہل عرب کے جہاز میں بیٹھ کر ہندوستان سے چلا گیا تا کہ اپنی عمر مکہ میں بسر کرے۔ یہ لوگوں کا مبالغہ ہے کہ آنحضرت بہت متعصب تھے فی الحقیقت بت پرستوں اور اُن لوگوں کو جو وحی کے قائل نہیں ہیں دو میں سے ایک بات قبول کرنی پڑتی تھی اُن لوگوں کو جن کا اہل کتاب ہونا قرآن کریم سے ثابت ہے یا چاروں فرقہ عیسائی اور یہودی اور مجوسی اور سابائی[۴] کو اس شرط سے اپنے مذہب پر رہنے کی اجازت ملتی تھی کہ یا جزیہ ادا کرنا قبول کریں اور یا کوئی ایسی بات مان لیں جس سے اُن کا مطیع الاسلام[۵] ہونا پایا جائے مگر جو مُسلمانوں کے تعصب نے اُن کے واسطے حد مقرر کی تھی وُہ اُس سے بہت کم تجاوز کرتے تھے اور جو وُہ کفار سے وعدہ کر لیا کرتے تھے اُسے پورا کرتے تھے اور باوجودیکہ مُسلمان فتح کرنے والے گُستاخ اور ظالم تھے مگر تاہم وہ ہمان لوگوں کے مقابلہ میں بہت رحمدل تھے جو روم اور قسطنطنیہ کے پادریوں کی فرمانبرداری کرتے تھے پس یہ بات سچ ہے کہ اگر بجائے اہل عرب اور ترک کے اہل یورپ ایشیا کے مالک ہوتے تو وُہ اسلام کو اسی طرح نہ رہنے دیتے جس طرح مسلمانوں نے مذہب عیسائی کو رہنے دیا ہے کیونکہ دیکھو کیسی بےرحمی سے وُہ اپنے اُن ہم مذہبوں پر ظلم کرتے ہیں جنہیں وہ خیال کرتے ہیں کہ مذہب حق

ف۱۔ سامری حاکم حبال تامرون وغیرہ اضلاع جنوبی ہند ۱۲ مترجم ف۲۔ کالیکوٹ نام پائے تخت سامری جو کہ دکن میں ہے ۱۲ مترجم ف۳۔ موران یا مورہا جمع مورے اُس زمانے میں مُسلمان کو کہتے تھے ۱۲ مؤلف:۔

ف۴۔ صابئین یعنے مشرک یا بُت پرست ۱۲ مترجم ف۵۔ جب ایک دفعہ کسی قوم نے خواہ رضامندی یا زبردستی سے جزیہ قبول کر لیا تو پھر اُن کو تمام اُن کی پہلی آزادیاں حاصل رہتی تھیں اور یہ بھی اختیار رہتا تھا کہ اپنے مذہب پر قایم رہیں یا نہ رہیں جب کوئی بادشاہ جزیہ پر راضی ہو جاتا تھا تو اُس کا ملک اُس پر بحال رہتا تھا اور صرف وُہ شرائط اُسے پُورے کرنے پڑتے تھے جو باجگذار بادشاہ کیا کرتے ہیں۔ ال فینسٹن صاحب کی تاریخ ہند صفحہ ۱۶ ۱۲ مؤلف ۱۲۔

پر نہیں پاس - جورڈ صاحب فرانسیسی کا قول ہے کہ وُہ ظلم جو اہل عرب نے عیسائیوں پر کیا اور وُہ ظلم جو پوپ کے معتقدین نے پروٹسٹنٹ عیسائیوں پر کیا اُس کا ہرگز مقابلہ نہیں ہو سکتا واڈ ذائی کے محاربوں میں صرف سینٹ بارتھولومیو کے عرس کے دن جو قتل ہؤا اُس میں اتنی خونریزی ہوئی کہ اہل عرب نے اب تک اس قدر عیسائی نہیں قتل کئے یہ مناسب ہے کہ ہم عیسائیوں کی اِس بدگمانی کو دفع کریں وُہ بدگمانی یہ ہے کہ مسلمان ایک بڑا ظالم فرقہ ہے جنہوں نے عیسائیوں سے یہ کہا کہ یا مذہب عیسائی سے دست بردار ہو یا مرنا قبول کرو مگر یہ بات ہرگز صحیح نہیں ہے اور اہل عرب کے معاملات پوپ کے معتقدین کے مقابلہ میں بہت ایسے رحم دلی کے معلوم ہوتے ہیں - پوپ کے معتقدین آدم خورواں سے بھی زیادہ بے رحم تھے - آنحضرت کے مذہب میں اگرچہ تعلیم باطنی نہیں ہے پر اس میں بھی شک نہیں ہے کہ وُہ با قاعدہ اور باربط ہے یہ مذہب ایک شاہراہ کی مانند ہے جو بد اعتقادی اور نوسٹک مذہب والے حکما کی بدعات ولدل کی نزدیک قائم کیا گیا ہے لنعایت ان حکمار نے مذہب عیسائی کو ایسا داغ لگایا تھا کہ اگر ہم یہ کہیں کہ مسلمانوں نے اپنے عہد حکومت میں عیسائی مذہب کی کوئی ایسی قسم نہیں دیکھی جس کی رسمیں ذلیل نہ ہوں اور جس کے مسئلے اُن کی قدر کرنے کے لائق نہ ہوں تو اس میں کچھ مبالغہ نہیں ہے یہ صاف ظاہر ہے کہ حضرت موسٰی علیہ السّلام صرف بنی اسرائیل کی ہدایت کے واسطے پیدا ہوئے تھے - وُہ قوانین جو اس قوم کے لئے مقرر ہوئے تھے ایسے مشکل تھے کہ کسی غیر قوم کا آدمی اس میں داخل نہیں ہو سکتا تھا وہ کتابیں جو آیوین جلشٹین کی طرف منسوب ہیں اُن سے بھی یہ بات ظاہر ہے

سلہ - پلسٹ فیل صاحب کا قول ہے کہ اکثر اہل عرب اور ترک لوگ اور مسلمان قومیں عیسائیوں سے اسی طرح پیش آئیں جیسے کہ اہل یورپ نے مسلمانوں سے سلوک کیا اور غالب ہے کہ مذہب عیسائی مشرقی ملکوں سے بالکل نیست و نابود ہو جاتا ۱۲ مؤلف ۱۲ سہ٢ - سمٹ اور وائٹ صاحب کی کتاب موسوم بہ مشنری سرچیز جلد دوم صفحہ ۳۳۴ دیکھو ۱۲ مؤلف ۱۲ سہ٣ - انعام صاحب کا قول ہے واقعات عمری حضرت عیسٰی علیہ السّلام دیباچہ صفحہ کہ چاروں انجیلوں کی پیشانی پر ایک ایک حواری کا نام جن کا یا نو حواریوں کی تاریخ یا انجیل میں مذکور ہے لکھا ہے ان چاروں آدمیوں کو ہم مصنف نہیں کہہ سکتے قاعدہ سینٹ متّی قاعدہ سینٹ مارک قاعدہ سینٹ لیوک قاعدہ سینٹ جون سے یہ مراد نہیں ہے کہ انہوں نے ان قاعدوں کو اوّل سے آخر تک لکھا بلکہ یہ مراد ہے کہ ان چاروں حواریوں نے ان قاعدوں کو بیان کیا ۱۲ مؤلف ۱۲ سہ - یعنی قاعدہ مقدّس متّی و قاعدہ مقدّس مرقس و قاعدہ مقدّس لوقا و قاعدہ مقدّس یُوحنّا مترجم ۱۲

کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کو اس بات میں شبہ تھا کہ آیا یہودیوں کے سوا
کوئی اور بھی اس مذہب میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں مگر صلاح کے بعد یہ بات قرار پائی کہ
غیر اقوام کو بھی توریت کی تعلیم ضرور ہے عیسائی مورخوں کو خود اس بات کا اقرار ہے کہ جوہیں
عیسائی مذہب بادشاہوں وغیرہ نے قبول کر لیا وہیں اُس کی صفائی اور سادگی کم ہوگئی جس کا
کتب آسمانی میں مذکور ہے غرور اور لالچ اور فساد نے معلمان مذہب کے دل میں جا پکڑی
اور اُس میں بحثیں اور تکراریں شروع ہوگئیں فلٹن صاحب کی رائے ہے کہ قسطنطین[1] کے زمانہ سے
بہت پہلے بھی اکثر عیسائی لوگ خراب ہو گئے تھے اور اُن کے اصول مذہب میں فتور آگیا تھا مگر
مگر بعد ازاں جب اُس نے معلمان مذہب کی بہت قدر کی اور اُنہیں اعلےٰ اعلےٰ مرتبہ دیئے تو یہ لوگ
دولت کے خواہشمند اور اختیارات ملکی کے شائق ہو گئے اور اُنھوں نے مذہب عیسائی کو خراب کر دیا
چھٹی صدی میں آنحضرت مشرق میں پیدا ہوئے اور آپ نے اپنے مذہب کو قائم کیا اور بُت پرستی کو ملک
ایشیا اور افریقہ اور مصر کے اکثر حصوں سے بالکل نیست و نابود کر دیا چنانچہ ان ملکوں میں اب تک
خدائیتعالےٰ واحد اور حقیقی کی پرستش جاری ہے۔ لاکھوں آدمیوں کے دل میں اس عرب کے
نبی کی ظاہری اور باطنی برکتوں نے جگہ پکڑی اور ہماری صاف باطنی اس امر کی مقتضی ہے کہ ہم
یہ خیال کریں کہ حقیقت میں آپ کے معتقدین آپ کی نبوت کے دل سے قائل تھے اور یہ سچ
جانتے تھے کہ آپ پر وحی نازل ہوتی ہے اور آپ سچے نبی ہیں ضرور ہے کہ مشرکوں کو آپ کا
مذہب بسبب اس کے عمدہ قواعد اور قوانین کے خدا کی طرف سے الہام ہونا معلوم ہوا ہوگا آپ کا
مذہب زردشت[2] کے مذہب سے زیادہ صاف اور حضرت موسیٰ کے مذہب سے زیادہ پاک
معلوم ہوتا تھا اور اور جھوٹے اور فاسد مذہبوں کے مقابل میں بہت عقل کے موافق لکھا ہے
ساتویں صدی میں کتب آسمانی کی سادگی ان لوگوں کی بد اعتقادیوں سے جاتی رہی تھی۔
آنحضرت کے مذہب کی صداقت اس بات سے اور بھی معلوم ہوتی ہے کہ اگرچہ اس مذہب کو
رائج ہوئے ایک عرصہ دراز منقضی ہوا مگر اس میں اور مذہبوں کی مانند خالق کی جائے مخلوق وغیرہ
کی پرستش نہ ہوئی اور اہل اسلام نے اپنے وہم اور قیاس کی متابعت نہیں کی اور خدائیتعالیٰ کی

---

[1] ۔ قسطنطین کبیر اوہ شاہنشاہ روم و فرنگ ہے کہ جس نے اول ہی اول مذہب عیسائی اختیار کیا تھا آغاز صدی چہارم عیسوی میں اور اُس ہی کے سبب سے تمام یورپ میں مذہب عیسائی نے رواج رفتہ رفتہ پایا ۱۲ مترجم

[2] ۔ زردشت موجد مذہب آتش پرستی ہے کہ جس نے گشتاسپ شاہنشاہ ایران کے عہد میں ظاہر ہو کر شاہنشاہ اور تمام ایران کو آتش پرستی کی تعلیم دی اور یہ ایک نبی اُنکا کہلایا جاتا تھا ۱۲ مترجم۔

پرستش پر قائم رہے اور اُس کی جائے بتوں کو نہ پوجنے لگے ان کے عقیدہ کی بُنیاد یہ چند الفاظ ہیں
جن کا ترجمہ یہ ہے۔ میں خدا اور اُس کے نبی محمدؐ کا یقین کرتا ہوں۔ یہ جو اکثر موخوں نے لکھا ہے
اور اب بھی بہت لوگ یقین کرتے ہیں کہ یہ قرآنی مذہب صرف تلوار کے ذریعہ سے شائع
ہُوا ہے یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ ہر ایک غیر متعصب آدمی ادنیٰ فکر میں معلوم کر سکتا ہے کہ
آنحضرت کا مذہب ایسا تھا کہ جس میں انسان کی قربانی اور خونریزی کی جائے نماز اور زکوٰۃ قائم کی
گئی تھی اور ہمیشہ کے جھگڑوں اور قضیوں کی جگہ باہمی اخلاص و محبت کی بُنیاد ڈالی گئی تھی اور یہی
باعث ترقی کا ہُوا تھا۔ حقیقت میں یہ مذہب اہل مشرق کے واسطے سرتا پا برکت تھا اور آنحضرت
نے ہرگز اس قدر خونریزی نہیں کی جسقدر حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے بت پرستی کی بیخکنی
کے واسطے کی تھی۔ لہذا یہ بات بالکل بیہودہ اور بیجا ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کے اُس نمونہ قدرت
کی کسرشان کریں اور جاہلانہ اُس کی بات میں گفتگو کریں جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ انسان
کی رائے اور دلوں میں اثر ڈالنے کے واسطے پیدا کیا تھا جب ہم اس تمام مضمون کو خیال کرتے
ہیں اور دیکھتے ہیں کہ آپ نے کیسے عجیب طور سے ظہور کیا اور ترقی پائی تو ہمیں بے شبہ
بہت تعجب ہوتا ہے اور اس میں شک نہیں معلوم ہوتا کہ جن لوگوں نے مذہب اسلام اور
عیسائی دونوں کی کتابوں کو پڑھا ہے اُنہیں بیشک یہ شبہ ہوتا ہوگا کہ کونسا مذہب اِن
دونوں میں صحیح ہے اور اُنہیں یہ اقرار کرنا پڑتا ہوگا کہ مذہب اسلام بہت عمدہ مطالب کے
واسطے ایجاد کیا گیا ہے۔

بابِ دوم در ذکر کلام اللہ شریف

جو ذکر ہم نے پہلے باب میں کیا ہے اُس کی درستی اور راستی اس باب کے مطالعہ سے ناظرین
کو بخوبی ظاہر ہو جاوینگے۔ مگر ہمارے نزدیک کسی زمانہ میں کوئی ایسی قوم نہ ہوگی جو اہل عرب سے
زیادہ علم و فضل کی قدر کرتی ہو۔ ایک مسلمان شاعر کا قول ہے کہ جب میں کسی فاضل اور مولوی
کو دیکھتا ہوں میرا یہی جی چاہتا ہے کہ اُس کی قدمبوسی کروں مسلمانوں کے مرقوم و غیر مرقوم
سب قانونوں میں علم کی قدر و منزلت کی نہایت تاکید ہے ایک مسلمان شاعر لکھتا ہے کہ

۱۔ تشہد یعنی کلمہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۱۲

مولوی کی روشنائی اور شہدا کا خون مرتبہ میں برابر ہے ایک اور مولوی لکھتا ہے کہ جنت اُس شخص کے واسطے موجود ہے جو اپنے بعد اپنی قلمیں اور روشنائی چھوڑ جائے یا بہ تبدیل الفاظ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایسی کتابیں تصنیف کر جائے جن کے پڑھنے سے اور لوگوں کو بھی علم کا شوق ہو اہل عرب خیال کرتے ہیں کہ دُنیا چار چیزوں کے سبب سے قائم ہے وہ چار چیزیں یہ ہیں ۱۔ علم عقلا ۲۔ انصاف شاہاں ۳۔ نماز صلحا ۴۔ جہادت دلیراں۔ اور ان سب سے زیادہ بات یہ ہے کہ انہوں نے قران شریف میں خدا تعالیٰ سے کہوایا ہے کہ مال و منال دُنیا ناچیز اور بے حقیقت ہے مگر علم و فضل نعمت بے زوال ہے آنحضرت نے خود بڑے شد و مد سے علم کے پڑھنے کے واسطے نصیحت فرمائی ہے اور آپ کے خویش یعنی حضرت علی نے یہ قول فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بڑی عنایت ہے اگر مال کی جگہ علم عطا فرمائے پہلے جن لوگوں نے فلسفہ اور حکمت کو دوبارہ مروّج کیا وہ لوگ سب نے شبہ ایشیا کے سار اسین[1] یورملک ہسپانیہ کے مور تھے یہ لوگ قدما اور متاخرین کے ہم سلسلہ خیال کئے جاتے تھے اور انہوں نے خلفائے عباسیہ اور بنی امیہ کے زمانہ میں خروج کیا تھا۔ علم و فضل جو اصل میں مشرق سے یورپ میں آیا یہ حقیقت میں دوبارہ لانا اہل اسلام ہی کا باعث تھا یہ بات مشہور ہے کہ اہل عرب میں چھ سو برس سے علم و فضل کو رواج تھا مگر ہم لوگ ہنوز جہالت اور بے علمی میں مبتلا تھے اور علم ادب ہمارے ہاں سے بالکل نیست و نابود ہو گیا تھا۔ سمتھ صاحب کا قول ہے کہ مورخان معتبر کے نزدیک یہ بات قرار پا گئی ہے کہ دسویں صدی میں یورپ غایت درجہ کی جہالت میں پڑا ہوا تھا اور بلحاظ فلسفہ اور حکمت کے اس زمانہ کو زمانہ آہنی لاطینیاں کہنا چاہئے لاطینیوں کی فلسفہ اور حکمت میں سوائے منطق اور فصاحت اور بلاغت کے کوئی علم شامل نہ تھا اور وہ خیال کرتے تھے کہ یہی دونوں علم عقلی انسانی کی بنیاد ہیں یہ بات یقینی ہے کہ اس زمانہ میں اہل عرب نے ملک ہسپانیہ اور اٹلی میں بہت سے مدرسے جاری کئے تھے اور ان مدرسوں میں ہزاروں طلباء عربی فلسفہ اور حکمت کی تعلیم پاتے تھے اور پھر ان علوم کو آن کر عیسائی مدرسوں میں جاری کرتے تھے۔ ہمیں اس بات کا اقرار کرنا چاہئے کہ تمام قسم کے علم یعنی طب اور طبعیات اور فلسفہ اور ریاضی جو دسویں صدی سے یورپ میں جاری ہوئی یہ سب اصل میں اہل عرب کے فلسفہ مدارس سے سیکھے گئے تھے مگر خصوصاً ہسپانیہ کے اہل اسلام بانی فلسفہ یورپ خیال کئے جاتے ہیں پہلے علم شعر اور علم داستان اہل یورپ میں اہل عرب ہی کے سبب سے رائج ہوا۔ اہل اسلام نے اپنی فتوحات حاصل کرنے کے بعد ترقی

[1] ۔ سار اسین و موران دونوں لفظوں سے مسلمان مراد ہیں جو اُن ملکوں کی زبان میں بھی بولے جاتے ہیں ۔ مترجم ۔ [2] یعنی اہل یورپ

زبان کے سبب علم ادب کی طرف توجہ کی جب وُہ یہ بات حاصل کر چکے تو اُن کی علمی ترقی ایسے قلیل عرصہ میں ہوئی کہ کبھی متقدمین کو بھی ایسے قلیل عرصہ میں حاصل نہیں ہوئی تھی اہل یونان نے آٹھ سو سال میں علم ادب میں کمال حاصل کیا اور اسی قدر عرصہ میں اہل رُوما کے ہاں بھی عمدہ عمدہ مصنف اور شاعر پیدا ہوئے اتنے ہی عرصہ میں رومازبان کی ایک فرع نے جنوبی فرانس میں ترقی پائی اور وہاں علم ادب کا رواج ہوا مگر اہل عرب نے صرف ڈیڑھ سو برس کے عرصہ میں کمال حاصل کر لیا اور قدما کے فلسفہ اور شاعری اور فنون کے نگہبان بن گئے اہل رومالمہ گوتھ[۲] لوگوں نے ہسپانیہ کو دو سو برس میں فتح کیا تھا مگر اہل عرب نے صرف بیس برس میں اس ملک کو فتح کیا اور کوہ پِرینیز[۳] سے اُتر کر اس طرف فرانس میں پہنچ گئے۔ ان کو علمی ترقی بھی ایسی ہی جلد حاصل ہوئی جیسے اُنہیں فتحیں حاصل ہوئی تھیں۔ آنحضرت کے بھائی اور چوتھے خلیفہ حضرت علیؓ علم و فضل کی بڑی قدر کرتے تھے۔ معاویہ جن کے وقت سے خلافت موروثی ہوگئی ان کے زمانہ میں اہل عرب نے اہل یونان کے فن سیکھنے شروع کئے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت معاویہ کے بعد ابوجعفر المنصور خلفائے عباسیہ کے دوم خلیفہ علم و فضل کے بہت قدردان اور ترقی دینے والے پیدا ہوئے باوصف اس کے کہ اُن کے وقت میں اکثر بغاوتیں ہوئیں اور اُنہوں نے بہت سے نئے ملک فتح کئے مگر بہت وقت اور روپیہ علم کی ترقی دینے میں صرف کیا اور شہر بغداد کو جو آبادی اور شان و شوکت میں بے نظیر ہے اپنا دارالخلافہ بنایا اور وہ پانسو برس تک خلفائے عباسیہ کا دارالحکومت رہا اس خلیفہ کے پوتے ہارون رشید جن کی دلیری اور جنگی ہنر سے اہل یونان بہت خائف تھے یورپ میں بہت مشہور ہیں اور حقیقت میں وُہ علم و فضل کے بڑے مربی تھے۔ ہارون رشید اور شاہ شارلی مین[۴] باہم خط و کتابت رکھتے تھے اور آپس میں بڑے دوست تھے شارلی مین۔ وہ بادشاہ ہے جس نے نہائت عمدہ فن اور ہنر غیر ملکوں سے لیجا کر اپنے ملک میں پھیلائے اور وحشی قوموں کو جو اُس کے ملک میں تھیں انواع فنون کی تعلیم کی مگر وہ شخص جس نے اہل عرب کے علم و فضل کی شہرت کی بنا ڈالی وہ المامون بن ہارون رشید تھا ہزار ہا اُونٹ قلمی کتابوں سے بھرے ہوئے ہمیشہ اُس کے دربار میں آتے

---

۱ - یعنی ملک ایطالیا ۱۲ ۲ - گاتھ ایک بہت بڑی قوم تھی کہ جس نے یوروپ میں بڑا زور پکڑا تھا اور پھر وہ دو قسموں میں منقسم ہو کر مغربی گاتھ اور مغربی گاتھ کہلاتے تھے ۱۲ مترجم ۳ - اُس کو عرب جبل برت کہتے ہیں جو کہ حد فاصل ہے درمیان ملک جزیرہ نمائے اندلس یا ہسپانیہ کے اور زمین فراخ فرنگستان کے اور یہ پہاڑ چالیس کوس طول میں ہے بحر قاق سے بحر محیط تک ۱۲ مترجم ۴ - شارلیمین شہنشاہ فرنگستان بڑا نامی بادشاہوں میں ۸۰۰ء میں گنا جاتا تھا - ۱۲ مترجم۔

ہوئے معلوم ہوتے تھے سوِل[۱] سے اصفہان تک اہل عرب کا علم بہت جلد پھیل گیا بغداد اور کوفہ اور قاہرہ اور بصرہ اور فیز[۲] اور مراکو[۳] اور گورڈوا[۴] اور گرینڈا[۵] اور ویلن شیا[۶] اور سُوِل میں اہل عرب کی حکمت اور فصاحت اور بلاغت نے بہت جلد رواج پایا مگر ارسطو کا فلسفہ مغربی ملکوں میں مشرقی کی نسبت بہت جلد پھیلا اہل عرب ارسطو کی اِس قدر عظمت کرتے تھے کہ گویا اُس کو دیوتا مانتے تھے اہل عرب نے تمام فنون کو پھر ترقی دی اور ان لوگوں کی قلمی کتابوں نے یونان اور روما کے علم ادب میں دوبارہ جان ڈالی اہل عرب کے ہاں شاعری میں صرف نصیحت اور مدح اور مضامین عاشقانہ ہوتے تھے اور اُن کے شعروں میں یا تو اوّل مصرع[۷] دوسرے سے اور یا اوّل مصرع[۸] تیسرے مصرع سے ہمقافیہ ہوتا ہے نویں صدی سے چودھویں صدی تک عرب کے علم و فضل سے یہ نور حاصل ہوتا رہا۔ اِن خلفاء کے بعد ہسپانیہ کے سب عبدالرحمٰن[۹] اولاد خلیفہ عبدالرحمٰن علم و فضل کے بڑے مربی تھے۔ عبدالرحمٰن[۱۰] اوّل نے ۷۵۶ء عیسوی میں ہسپانیہ کو فتح کیا۔ اور خلفائے امویہ کی بُنیاد ڈالی معلوم ہوتا ہے کہ اِس خاندان میں سے تین بادشاہ اِس نام کے ہُوئے اور تیسرا ان میں سے سب میں زیادہ شوکت و عظمت والا ہُوا۔ یہ آٹھواں خلیفہ تھا اور اِن خلفاء میں یہ اوّل شخص تھا جس نے امیرالمومنین کا خطاب اختیار کیا اِس خلیفہ کی سلطنت میں ملک بہت بڑے بڑے صُوبوں پر منقسم ہو گیا تھا اور انہیں صُوبوں کے سبب سے

---

[۱] ۔ سِول یا سویل وُہ شہر ہے کہ جس کو عرب اشبیلیہ کہتے ہیں اور ایک زمانے میں وُہ پائے تخت اندلس یا ہسپانیہ تھا ۱۲ مترجم ۔

[۲، ۳] ۔ فاس و مراکش دو شہر نامی مملک مغربستان کے ہیں ساحل غربی پر۔ ان شہروں کو جو نامی بلاد ملک اندلس یا ہسپانیہ کے ہیں عرب کہتے ہیں ۱۲ مترجم

[۴] ۔ قرطبہ ۱۲ [۵] ۔ غرناطہ ۱۲ [۶، ۷] ۔ وبلنسیہ و اشبیلیہ بولتے ہیں ۱۲ مترجم [۸] ۔ جیسے ایک بیت وغیرہ یا کسی مثنوی کے یا قصیدہ وغیرہ کا مطلع ۱۲ مترجم [۹] ۔ بلکہ دوسرا اور چوتھا مصرع ہمقافیہ ہوتا ہے کہ جسے قطعہ کہتے ہیں اور اگر پہلا اور دوسرا اور چوتھا مصرع ہمقافیہ یا چاروں ہمقافیہ ہوں تو اُس کو رباعی یا دوبیتی کہتے ہیں ۱۲ مترجم [۱۰] ۔ واضح ہو کہ خلیفہ عبدالرحمٰن کے جتنے بیٹے ہُوئے اُن سب کا نام عبدالرحمٰن ہی رکھا گیا مگر عبدالرحمٰن اوّل اور عبدالرحمٰن دویم اور عبدالرحمٰن سویم وغیرہ کے نام سے تمیز کئے جاتے تھے ۱۲ مؤلف [۱۱] ۔ عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک بن مروان خلیفہ کہ جس کو داخل بھی کہتے ہیں ۱۳۹ھ میں بادشاہ اندلس ہُوا اور ۱۷۱ھ میں مرگیا اور اُس کا بیٹا ہشام نام تخت نشین ہُوا اور بانی مسجد قرطبہ یہی عبدالرحمٰن ہے جو ۱۷۰ھ میں ہوا ہے۔ پھر عبدالرحمٰن ثانی بن حکم بن ہشام مذکور چوتھا خلیفہ خلفائے امویہ ہسپانیہ کا ہے جو کہ ۲۰۶ھ میں بعد فوت والد خود حکم بادشاہ اندلس ہُوا اور ۲۳۸ھ میں وفات پائی اور اُس کی جا بیٹا اُس کا محمد حاکم ہُوا۔ عبدالرحمٰن ثالث المقلب بہ ناصر بن محمد مقتول عبداللہ بن محمد مذکور بعد موت اپنے دادا عبداللہ کے ۳۰۰ھ میں تخت اندلس پر بیٹھا اور بعمر ہفتاد و سہ سالگی ۳۵۰ھ میں وفات پائی اُس کے بعد اُس کا بیٹا حکم نام و منتصر لقب حاکم ہسپانیہ ہُوا ۱۲ مترجم۔

آخر کار اس خاندان کو نقصان پہنچا یہ وہی خلیفہ تھا جو باوصف ان سب مشکلوں کے علم و فضل کی قدر کرنے اور ترقی دینے میں مصروف رہا اس خلیفہ نے دسویں صدی میں جبکہ یورپ جہالت میں پڑا ہوا تھا پچاس برس سے زیادہ سلطنت کی اور ہم لوگوں یعنی اہل یورپ کو تاریکی جہالت سے روشنی علم و عقل میں لایا اگرچہ بغداد اور بخارا اور بصرہ کے مدارس بہت مشہور تھے مگر وہ اس قدر دور تھے کہ طلباء یورپ کو وہاں جانے میں بہت دقت پڑتی تھی اگر یہ خلیفہ ملک ہسپانیہ میں مدرسے اور مکتب خانہ جاری نہ کرتا تو ہمیں بیشک اہل عرب کے علم و فضل سے مطلق فائدہ نہ ہوتا عبدالرحمن فنون زراعت اور عمارت میں لاجواب تھا اس نے اپنے محل اور باغ ایسے نایاب بنائے کہ شاید[ع] کسی اور مشرقی بادشاہ نے بنائے ہونگے زہرا[ا] ایک شہر اور محل قرطبہ[ط] سے تین میل کے فاصلہ پر ہے اس محل اور شہر کو اس بادشاہ نے پچیس برس میں چھ کروڑ روپیہ لگا کر بنوایا تھا اس خلیفہ کے محلسرا میں چھ ہزار خدمتگار تھے اور اسکے شکار کے ہمراہی بارہ ہزار سوار۔ اب ہم اس قصہ کو ملتوی رکھتے ہیں اور اس الزام کا جواب لکھتے ہیں جو لوگ خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نسبت منسوب کرتے ہیں عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ۶۴۱ء میں اپنے جرنیل امرو[۳] کو حکم دیا کہ وہ اسکندریہ کے کتب خانہ جلا دے اور اس کی تمام کتابوں کو مساجد کے حماموں میں صرف کرے یہ الزام بالکل جھوٹا ہے کیونکہ یہ بات مشہور ہے کہ ٹولمیز[۴] کے کتب خانہ کی چار لاکھ یا سات لاکھ کتابیں جولیس قیصر کی لڑائی میں جل گئی تھیں یہ الزام جسے اکثر مورخ علی التواتر لکھتے ہیں بالکل بے بنیاد ہے اور اس کا کذب دلائل مندرجہ ذیل سے ظاہر ہے (دلیل اول) آنحضرت کا حکم ہے کہ یہودی اور عیسائیوں کی مذہبی کتابیں جو فتح میں مسلمانوں کے ہاتھ آئیں انہیں برباد نہ کرنا چاہئیے اور کتب عروض و فلسفہ و تاریخ وغیرہ بھی جو مسلمانوں کے قبضہ میں ان سے فائدہ اٹھانا چاہئیے[۵] پس ایسا کیونکر ہو سکتا ہے اہل اسلام آنحضرت کی عدول حکمی کرتے اور اس کتب خانہ کو جلا دیتے (دلیل دوم) ابوالفراج جس نے کہ خاندان نے اس کتب خانہ کے جلنے کی روایت بیان کی وہ اس زمانہ سے چھ سو برس پیشتر ہوا ہے جس زمانہ

ف۱ - شہر زہرا واقع عربی ۱۲ ف۲ - قرطبہ پایان کوہ بنا یا ہوا اسے ناصر اموی عبدالرحمن ثالث کا ہے ۱۲ مترجم ۱-
ف۳ - یہ مراد عمرو بن عاص جہمی سے ہے جو کہ از جانب خلیفہ ثانی حاکم ملک مصر تھا ۱۲ مترجم ف۴ - یعنی ملوک بطالسہ حکمرایان اسکندریہ و مصر ملوکان جن میں سے مترجم توریت از عبرانی بیونانی بطلیموس ثانی نے ۲۸۳ء قبل از مسیح کتب خانہ اسکندریہ کی بنیاد ڈالی تھی وہ ۴۸ء قبل از مسیح میں بالکل جل گیا ۱۲ مترجم ف۵ - قصہ ابو العراض کو اسقدر ہرگز رواج نہ ہوتا اگر وہ لوگ جو یہ چاہتے تھے کہ ہم رومادالوں کو دنیا کی جہالت میں ڈالنے کا الزام لگائیں یہ نہ چاہتے۔ گبن صاحب مورخ کی کتاب جلد ۱۰ صفحہ (۹۹) حاشیہ صاحب مطبع بون کی چھاپی ہوئی کتاب ۱۲ مؤلف +

ہیں کہ اِس واقعہ کا ہونا بیان کیا گیا ہے علاوہ اس کے اور مورخان قدیم خواہ عیسائی ہوں خواہ مصری کسی نے اس حادثہ کا ذکر نہیں کیا۔ دلیل[1]، سینٹ کرائی جس نے کہ اسکندریہ کے کتب خانوں کی تحقیق میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں لکھتا ہے کہ یہ حکایت بالکل جھوٹی ہے کیونکہ اسکندریہ میں بڑے بڑے اور قدیم کتب خانے چوتھی صدی سے پہلے تھے تعجب کی بات ہے کہ زمانہ حال کے مورخ اس حکایت کو بیان کرتے ہیں۔ حالانکہ گبن صاحب مورخ یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ حکایت مشکوک ہے کیونکہ نہ تو مسلمانوں کی شان سے ایسی حرکت صادر ہوتی معلوم ہوتی ہے اور نہ کسی عیسائی یا مسلمان مورخ نے اس کا ذکر لکھا ہے اور گبن صاحب مورخ لکھتے ہیں کہ اگر وہ کتابیں جن میں اہل عرب اور مونوفرائٹ[1] کی تکراریں ہیں وہ جلا دی جائیں تو البتہ عقلا خوش ہو کر یہ بات کہتے کہ انسان کو آخر الامر اس حرکت سے نفع متصور ہے۔ ہم فرض کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے حقیقت میں اسکندریہ کا کتب خانہ جلا دیا پس وہ لوگ کیونکر الزام لگا سکتے ہیں جو اپنے پادری نے می سیز سے ناراض ہوئے جس نے اہل عرب کی تمام عمدہ عمدہ کتب تواریخ و زراعت و طب کو جلا دیا اور یہ دلیل بیان کی کہ یہ کتابیں قرآن سے مستنبط ہونگی۔ اسی طرح عیسائیوں نے مشہور سرو خانہ کو منہدم کیا اور اس سے بھی زیادہ وینڈل قوم کی طرح یہ بیوقوفی کی کہ فغفور چین کی عمدہ عمدہ عمارات اور دفتروں کو برباد کر دیا۔ اب ہم پھر قصہ کی طرف رجوع کرتے ہیں یورپ کو اہل اسلام سے بہت فائدہ پہنچا کیونکہ ان فائدوں کے سوا جو عیسائیوں کو جنگ صلیبی[2] میں حاصل ہوئے یعنی اُنہوں نے اہل عرب کی آزاد مزاجی اور عمدہ رسموں کو دیکھ کر اپنے ملک کے رواجوں کی اصلاح کی اور اپنے بادشاہوں کی خودسری سے نجات حاصل کی یورپ کو مسلمانوں سے یہ فائدہ پہنچا کہ اہل اسلام وہ لوگ ہیں جنہوں نے علم ادب متقدمین کو متاخرین سے ملا دیا اور اہل عرب کی تاریکی جہالت کے زمانہ میں اہل یونان کی عمدہ عمدہ تصانیف کو بحفاظت رکھا اور نادر نادر فنون اور علوم مثلاً ریاضی وغیرہ طب وغیرہ کو رواج دیا۔ ہسپانیہ[3] کیسٹو[4] اور سٹلریم[5] اُس زمانہ میں دار العلم تھے اور تصانیف ابوی سینا[6] و ابوی روز و بی نہر اینائیل[7] وغیرہ کے اُس زمانہ کے علم کو ترقی دی اور اُن

ف۱۔ مونوفرائٹ وہ عیسائی فرقہ ہے جو کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ میں الوہیت اور انسانیت دونوں ملکر ایک ہو گئے تھے ۱۲ مترجم

ف۲۔ جنگ صلیبی اُس کو کہتے ہیں جو بنام نہاد جہاد عیسائیوں نے مُسلمانوں سے شروع کی تھیں اور بیت المقدس وغیرہ بلاد شام لے لئے تھے ۱۰۹۵ء میں پہلا جہاد تھا اور یہ لڑائیاں ۱۲۹۱ء تک جاری رہیں جس میں ۱۰۹۹ء میں عیسائیوں نے مسلمانوں سے بیت المقدس وغیرہ چھین لئے تھے اور پھر ۱۱۸۷ء میں مُسلمانوں نے عیسائیوں سے وُہ ملک زیر حکومت سلطان صلاح الدین واپس کر لئے ۱۲ مترجم ف۳۔ اندلس ۱۲ ف۴۔ وقسطمونیہ ایک شہر ایشیائے صغیر کا ہے ۱۲ ف۵۔ دشننترین ایک شہر نامی اندلس کا ہے ۱۲ مترجم

ف۶۔ ابو علی سینا ۱۲ ف۷۔ ابو نصر فارابی وغیرہ یہ اگ فلاسفہ مسلمین کہلاتے ہیں اور بعض ناموں کی تصحیح مترجم سے نہ ہو سکی شاید اُن سے مراد ابو ریحان اور اسرائیل ہو ۱۲ مترجم +

لوگوں کی بہت مدد دی جو تاریکی جہالت سے نکلنے کو تھے چونکہ یہ لوگ علم جغرافیہ کے بہت شایق تھے ان کا شوق انہیں ملک بملک لے گیا اور اُنہوں نے افریقہ کے جنگلوں تک میں سلطنتیں قائم کیں اور مذہب اسلام اپنے ترقی کے زمانہ میں نہیں بلکہ ابتدا ہی میں اور مذہبوں کی نسبت علم ادب کی طرف بہت مائل تھا۔ آنحضرت نے خود فرمایا ہے کہ جس آدمی میں علم نہ ہو وہ کالب بے رُوح ہے اور شان و شوکت و دولت پر منحصر نہیں علم پر منحصر ہے آپ نے اپنے معتقدین کو تاکید فرمائی ہے کہ اگر علم[1] کسی دور دراز ملک میں کیوں نہ ہو مگر تم علم سیکھنے میں کوشش کرو۔ عرصہ دراز تک خلافت ایسے بادشاہوں میں رہی کہ اُن کا نظیر ہونا بہت مشکل ہے ان بادشاہوں کو تعصب مذہبی بالکل جاتا رہا المامون کا ذکر ہے کہ اُس نے ایک عیسائی موسل نامی کو دمشق کے کالج کا مدرس اعلیٰ مقرر کیا اور یہ کہا کہ میں اس فاضل آدمی کو پسند کرتا ہوں مگر امور مذہبی میں اپنا ہادی نہیں بناتا بلکہ فنون فلسفہ وغیرہ کا اُستاد مقرر کرتا ہوں۔ کون ایسا ہے جس نے شولری کی بقیہ یعنی سلطنت اسلام کی ہسپانیہ میں جاتے رہنے کا افسوس نہ کیا ہو کون شخص ایسا ہے جس نے اس عمدہ قوم پر تعجب نہ کیا ہو جنہوں نے آٹھ سو برس تک حکمرانی کی مگر اُن کے مخالفین کے مورخوں نے بھی اُنکی ایک بے رحمی کا ذکر نہیں کیا کون ایسا شخص ہے جو عیسائیوں کے پادریوں کی اس حرکت سے نادم نہ ہو کہ انہوں نے اپنے حُکّام سے زبردستی شیطنت اور ظلم اُس قوم پر کرایا جو جن کی وُہ حفاظت میں ایک عرصہ دراز تک رہے تھے۔ کون ایسا متنفس ہے جو زمینز پادری کی اس حرکت کے لکھنے سے شرمندہ نہ ہو کہ اُس نے کورڈووا کے بڑے بڑے شعرا اور فلسفیوں اور ریاضی والوں کی تصنیفات کو جلا دیا اور اُس قوم کی سات سو برس کی علم ادب کی کتابوں کو برباد کر دیا۔ یہ فرایر بیکین صاحب ہی کی تصنیفات ہیں کہ جن کے ذریعہ سے ہم اہل عرب کی عمدہ عمدہ تصنیفات سے واقف ہو گئے ہیں یہ پادری صاحب ۱۲۱۴ء میں پیدا ہوئے تھے اور مشرقی زبانوں سے خوب واقف تھے انہوں نے المی زر[2] اور ثابت ابو قرا۔ اور علی الحصر۔ اور الفاندی۔ اور النصر مغانس اور رازقب کے قول باکثر نقل کئے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان مصنفین کی کتابوں سے ایسا ہی واقف ہے جیساکہ وہ یونانی اور لاطینی زبانوں سے واقف تھا علی الخصوص وہ البوی سینا[3] کے حکم کا بہت معتقد تھا اور کہتا تھا کہ یہ حکیم فلسفہ کا بادشاہ ہے یہ مشہور ہے[4]

---

[1] ۔ یہ اشارہ اس حدیث شریف کی طرف ہے اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ کَانَ بِالصِّیْنِ تلاش کرو تم علم کو اور اگرچہ ہو وُہ ملک چین میں یعنی کتنی ہی دُور ہو ۱۲ مترجم [2] ۔ یہ اسماء بعض حکمائے اسلام کے ہیں جو کہ اپنے عہد میں بڑے فلسفہ داں تھے مگر انکی تصحیح مترجم سے بسبب غلطی الفاظ نہیں ہو سکتی بجز ثابت بن قرۃ کے کہ یہ بھی ایک شخص مترجمین کتب فلسفہ سے ہے از زبان یونانی بزبان عربی مثل حنین بن اسحاق طور اُسکا بیٹا اسحٰق ۱۲ مترجم [3] ۔ ابو علی سینا کی حکمت کا ۱۲ [4] ۔ شیرنر صاحب کی تاریخ انگلستان (جلد ۴) (صفحہ ۲۱۸) دیکھو ۔ مولف ۔

کہ لارڈ بی کمن صاحب نے اپنے فلسفہ کے اوّل اصُول ہمتام اور جدہ - روجر بکین صاحب سے حاصل کئے تھے اس سے صاف ظاہر ہے کہ بکین صاحب نے اپنا فلسفہ بنی اسرائیل اور آنحضرت کے معتقدین سے حاصل کیا تھا - یہ جو عیسائی کہتے ہیں کہ حال کے اہل اسلام علم وفن کے دشمن ہیں اس کے جواب میں یہ کہا جاسکتا کہ یہ بات بالکل غلط ہے بلکہ اسلام ترقی علم میں ہمارے زمانہ کے علم وفضل پر بہت سبقت رکھتا ہے کیونکہ طلب علم اسلام کے اصُول مذہب میں داخل ہے مسُلمانوں کا قاعدہ ہے کہ وہ ہر ایک بچہ کو پانچ برس کی عمر میں مکتب میں بٹھا دیتے ہیں بادشاہ پر یہ بات فرض ہے کہ وُہ اہل شہر کو اس قدر پڑھنا لکھنا ضرور سکھاوے کہ جس کے ذریعہ وہ اُن قوانین کو سمجھ سکیں جنکا اتباع انھیں ضرور ہے اور ہر ایک خاندان پر یہ بات فرض ہے کہ وہ اپنے لڑکوں کو علم معاش سکھاوے مسُلمان ہر ایک طالبعلم کو ہاتھ کا پیشہ سکھاتے ہیں اور بعض آدمی صرف اسی پیشہ کو کرتے ہیں مگر تعلیم کی طرف بادشاہ لوگوں کو اسقدر توجہ کرنی نہیں پڑتی کیونکہ عوام الناس اپنے بچّوں کو آپ تعلیم کرلیتے ہیں قسطنطنیہ میں جب کوئی محلہ جل جاتا ہے اور وہاں ہمیشہ آگ لگتی رہتی ہے تو وہاں کے باشندوں کو پہلے مکتب ضرور بنانا پڑتا ہے یہ ضرور نہیں ہے کہ وُہ وہاں کی مسجد کو بھی خود ہی بنائیں یا تو کوئی امیر اس کی تعمیر کے واسطے روپیہ دیتا ہے یا اگر اُس کے چندے کا کچھ روپیہ باقی ہوتا ہے اُسکے صرف میں سے تعمیر ہو جاتی ہے یہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ملک روم میں شخصی حکومت ہے اگر اس امر کو غور سے دیکھو تو یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ ملک روم ہی صرف دُنیا میں ایسا ملک ہے جسکا بادشاہ اس بات کے درپے نہیں ہے کہ اپنی رعایا سے اُن کے حقوق چھین لے بلکہ برخلاف اس کے وہ اُسکے حقوق میں اور ترقیاں کرتا جاتا ہے سُلطان کو اختیار نہیں ہے کہ وُہ ٹیکس لگائے یا قانون بنائے یا خود کسی قوم سے لڑے یا اپنی رعیّت سے کچھ قرض لے اگر اسلام کے قوانین یہاں سے لئے جاویں اور یورپ کے کسی ملک میں جاری کئے جاویں تو وُہ ملک نہائیت عمدہ مگر یوٹوپیا کیسی آزادی رکھنے والا خیال کیا جائیگا - اگر اہل اسلام کی مہمات کا حال لکھا جائے تو بے شبہ وُہ ایسی قوم ہیں جنکا نظیر تاریخ میں نہیں پایا جاتا کونسی بات اس سے زیادہ حیرت انگیز ہے کہ مسلمانوں کی سلطنت آبنائے جبرالٹر سے ہندوستان تک پھیل گئی دیکھو اس طرف ترک لوگ اور اُس طرف اہل تاتار آنحضرت کی

---

۱ - کتاب موسوم بہ المشرق والمغرب صفحہ ۷۰ ادیکھو مولف ۱۲ ۔ ۲ - یوٹوپیا ایک فرضی جزیرہ ہے سر طامس صاحب اپنی کتاب موسوم بہ یوٹوپیا میں لکھتے ہیں کہ اس جزیرہ کے باشندے ایسے قوانین اور آئین ملکی کمال پر پہنچ گئی ہیں ۱۲ مترجم ۳ - یعنی جبل الطارق واقع ساحل اندلس یا ہسپانیہ جو کہ ملحق فم بحر الزقاق سواحل غربی گنا جاتا ہے ۱۲ مترجم ۴ - یعنی بجانب مغربستان ترک آل عثمان جنمیں ایک سلطنت قسطنطنیہ قائم ہے ۱۲ مترجم ۵ - اور بجانب مشرقستان مغل اقوام منسوب نسل چنگیز خاں جو کہ حکام خواقند و سمرقند و کاشغر و بخارا ہیں ۱۲

شہرت اور شوکت اب تک رکھتے ہیں اگر ممکن ہے تو کسی ایسے عیسائی بادشاہ کا نام لو جو چنگیز خان اور تیمور لنگ اور مراد[1] اور بایزید[2] اور محمد ثانی[3] اور سلیمان[4] سے شہرہ میں مقابل ہو گیا۔ مسلمانوں نے مذہب عیسائی کو پیرینیز پہاڑوں میں بند نہیں کر دیا انہوں نے اٹلی پر حملہ نہیں کیا اور فرانس کے وسط میں نہیں پہنچ گئے کیا ترکوں نے اپنے فتوحات کو جرمنی کے حدود تک نہیں پہنچایا اور خالیج[5] وینس تک نہیں جا پہنچے عیسائیوں کی سازشیں اور صلیبی لڑائیاں اور اُن کی بڑی بڑی مہمات جن میں لاطنی قوم کے گرجوں اور روسیہ کو بالکل خالی کر دیا گیا وہ اُس سمندر کے مشابہ نہیں ہو سکتے جس کی موجیں مغرب سے مشرق کی طرف بہتی ہوں اور ایک بڑے مضبوط محمدی ٹیلے پر ٹکر کھا کر ٹوٹ جاتی ہیں۔ اہل اسلام کے جہازی فتوحات اور بھی حیرت افزا ہیں آنحضرت کے وقت میں اہل عرب پانی سے ایسے ڈرتے تھے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ اگر کسی قوم میں اور کعبہ میں دریا حائل ہو تو حج نہ کرنے کے واسطے عذر معقول ہے ایک پشت نہ گذری کہ اہل اسلام کے جھنڈے بڑی شان اور شوکت سے بحر روم میں ظاہر ہوئے اہل اسلام نے کریٹ[6] فتح کر لیا اور جزائر جنوبی مجمع الجزائر کا بھی یہی حال ہوا۔ ملک سسلی[7] شمالی افریقہ کے مسلمانوں کا شکار ہو گیا اور انہیں لوگوں نے کورسیکا[8] اور سارڈینیا[9] اور جنوبی اٹلی میں بہت سے شہر آباد کئے اہل اسلام ایک عرصہ دراز تک میڈیٹرینین[10] جہازی ہنر میں سب قوموں پر غالب رہے اور ان کے جہاز خواہ جنگی خواہ تجارتی بہت بڑے بڑے ہوتے تھے سنہ ۹۷۰ء میں عبدالرحمن سلطان یا خلیفہ ہسپانیہ نے ایک ایسا بڑا جہاز بنایا کہ اب تک اُن ملکوں میں کسی نے نہ دیکھا تھا اور اُس میں تجارت کی بہت بیش قیمت چیز لاد کر اُسے مشرقی ملکوں کی طرف روانہ کیا یہ جہاز رستہ

---

[1] - امارت مراد خان اوّل بن اور خان بن عثمان غازی سے مراد ہے جو کہ سنہ ۱۳۵۹ء میں بادشاہ روم ہوا تھا ۱۲:-

[2] - اور بجاریت مراد ہے ایلدرم بایزید خان اوّل بن مراد خان مذکور سے جو کہ سنہ ۱۳۹۰ء میں بادشاہ روم تھا ۱۲:-

[3] - محمد ثانی مراد ہے سلطان محمد خان ثانی سے جو کہ سنہ ۱۴۵۰ء میں بادشاہ ہوا اور سنہ ۱۴۵۲ء میں قسطنطنیہ فتح کیا ۱۲:-

[4] - اور سلیمان مراد ہے سلطان سلیمان خان ثانی سے جو کہ سنہ ۱۵۲۰ء میں بادشاہ روم ہوا اور اپنے سلطنت کو ساتھ فتوحات کثیرہ کے بڑی وسعت دی یعنی ایشیا و افریقہ و یورپ برّاً و بحراً ۱۲

[5] - بسبب جمہوریہ کے وینس نامی شہروں میں اور یعنی الطالیہ آسٹریا سے گنا جاتا ہے ۱۲ مترجم

[6] - کریٹ ایک جزیرہ ہے جزائر بحر روم سے جس کو کنڈیا بھی کہتے ہیں اور عرب اقریطش اُس کو بولتے ہیں ۱۲ مترجم

[7][8] - سقلیہ اور قورسقہ ۱۲

[9] - اور سار روانیہ یہ سب جزائر کلان بحر روم میں واقع ہیں ۱۲ مترجم۔

[10] - مڈی ٹرانین بحر روم کو کہتے ہیں ۱۲

میں ایک جہاز سے ملا جس میں امیر سسلی کا خط المعز[1] کے نام تھا المعز ساحل افریقہ کا ایک بادشاہ تھا سلطان عبدالرحمن کے جہاز نے اُس جہاز کو گرفتار کر لیا اور اُس کا مال سب لوٹ لیا۔ اِس حرکت سے المعز جو کہ سسلی کا بھی بادشاہ تھا اور جس کی طرف سے ایک حاکم سسلی میں رہتا تھا بہت ناراض ہوا اور اُس نے جہازوں کا ایک بیڑا تیار کیا اُس بیڑا نے عبدالرحمن کے جہاز کو جب اسکندریہ میں واپس آتا تھا گرفتار کر لیا اس جہاز میں بہت عمدہ عمدہ برتن تھے جو عبدالرحمن نے اپنے استعمال کے واسطے منگائے تھے بہت سے ایسے ذکر ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل اسلام کے جہاز بہت بڑے بڑے بنتے تھے غالباً ہسپانیہ والے عیسائی جو بڑے بڑے جہازوں کا استعمال کرتے ہیں اُن کے جہاز اہل اسلام کے جہازوں کی نقل ہیں۔ اور فلپ[2] دوم ہسپانیہ کے بادشاہ کے زمانہ میں اہل ہسپانیہ کے ایسے بڑے جہاز ہوتے تھے کہ ویسے جہاز اور کسی قوم کے نہ ہوتے تھے۔ یہی باعث ہے کہ ان وِنسِبل[3] آرمیڈا کے جہاز اپنے مخالف انگریزی جہازوں سے بہت بڑے تھے انگریزی مورخوں نے جو تاریخ ہندوستان لکھی ہے اُس میں مُسلمانوں کی نہایت مذمت کی ہے مگر یہ مذمت اُن کی نہایت بیجا اور سراسر انصاف کے خلاف ہے وہ انیسویں صدی کے مغل بادشاہوں کو اُمرائے انگریزی جنہوں نے مشرق[4] میں انیسوین صدی میں رفتہ رفتہ اور بملائمت تمام اپنی حکومت پھیلائی لیکن اگر ان مورخوں کی نیت میں فساد نہ ہوتا تو وہ مُسلمانوں کے ہندوستان پر حملہ کرنے کو نورمن[5]

۱۔ واقع میں المعز الدین اللہ علوی ہے کہ جس کی کنیت ابو تمیم معدنی ہے اور یہ ایک خلیفہ ہے مغربستان و افریقہ کے خلفائے علویہ سے کہ جن کو فاطمیین و عبیدیین و سادات بھی کہتے ہیں اور انہی نے مغربستان و افریقہ سے خروج کر کے ملک مصر و شام و اقطیہ وغیرہ سے لے لیا اور اُسی کو پائے تخت اپنا بنایا ۳۶۱ھ میں اُس کی طرف سے امیر سسلی یعنی صقلیہ ابوالقاسم علی بن حسین تھا اور یہ خلفائے مغربستان و مصر و شام چودہ نفر ہوئے ہیں ۱۲ مترجم ۲۔ فیلقوس ثانی بادشاہ اندلس سے مراد ہے جو کہ ۱۵۵۶ء میں حکمران اندلس یا ہسپانیہ ہوا تھا ۱۲ مترجم ۳۔ ان وِنسِبل آرمیڈا ان جہازوں کے بیڑے کا نام تھا جس کو بادشاہ ہسپانیہ نے انگلستان کے فتح کرنے کے واسطے تیار کیا تھا یہ بیڑہ اُس دولت سے ساتھ جو بادشاہ ہسپانیہ کو ملک امریکہ میں سونے کی کان ہاتھ آنے سے حاصل ہوئی تھی اس بیڑہ کو تھوڑے سے انگریزی جہازوں نے تباہ کر دیا اور اکثر اہل ہسپانیہ گرفتار ہو گئے یہ لوگ آج تک ملک آئرلینڈ میں سکونت پذیر ہیں۔ اور اوپی چپٹی ناک اور بیٹھی پیشانیوں سے پہچانے جاتے تھے۔ ونسبل آرمیڈا کے لغوی معنی اُس فوج کے ہیں جس پر فتح ناممکن ۱۲ مترجم ۴۔ یہ مراد ملک بنگالہ و یورپ سے ہے ۱۲ ۵۔ حملہ نورمن اُن لوگوں سے مراد ہے جو ولیم مظفر نورمنڈی کے ہمراہ ملک انگلینڈ فتح کیا جو ۱۰۶۶ء میں ہے ۱۲ مترجم۔

لوگوں کے انگلستان کے حملہ سے جو اُسی زمانہ میں ہُوا مقابلہ کرتے اور مسلمان بادشاہوں کی خصلت
کو اُن کے ہمعصر[1] مغربی بادشاہوں کی خصلت سے ملاتے اور چودھویں صدی کی ہندوستان کی
لڑائیوں کو ہماری فرانسیسی لڑائیوں یا صلیبی لڑائیوں سے مقابلہ کرتے اور اہل اسلام کی فتحوں کے
اثر کو جو ہندؤں کے دلوں اور خصلتوں پر پیدا ہُوا تھا نورمن لوگوں کی فتح کے اُس اثر سے مقابل
کرتے جو اُنہوں نے اینگلوسیکسن لوگوں پر کیا تھا اور جس زمانہ میں باشندہ انگلستان ہونا عیب خیال
کیا جاتا تھا اور جس ہنگام میں وُہ لوگ جو انصاف کرنے کے واسطے مقرر ہُوئے تھے. وہ تمام ہمہ تن
بے انصاف بنگئے تھے اور جس زمانہ میں کہ وہ حکام جن کا کہ حق انصاف کرنا تھا خود بے رحم قزاق
تھے اور جس زمانہ میں امراء کو دولت کی اِس قدر حرص تھی کہ وُہ ہر طرح سے دولت حاصل کرنے میں
مصروف تھے اور ظلم کا کچھ خیال نہ کرتے تھے اور جس زمانہ میں حرام کاری کا اس قدر زور تھا کہ اسکوٹ لینڈ
کی ایک شب بادشاہزادی[2] نے اپنی عصمت بچانے کے لئے فقیری کپڑے پہن لئے۔ مورخوں کا قول
ہے کہ مُسلمان بادشاہوں اور فتح کرنے والوں نے ہندوستان میں نہایت ظلم وستم کیا ہم کہتے ہیں کہ
اُسی زمانہ کے عیسائیوں نے بھی اُن سے کم ظلم نہیں کیا چنانچہ جب عیسائیوں نے پہلی صلیبی لڑائی[3]
میں آورشلیم کو بسرداری گوڈفری ڈی بولین دسویں[4] صدی کے آخر میں فتح کیا تو اُس وقت بیت المقدس
کے قلعہ میں چالیس ہزار مُسلمان تھے ان سب کو عیسائیوں نے معہ زن و فرزند قتل کر ڈالا نہ ضعیف آدمی
نہ عورتیں نہ پناہ مانگنے والے نہ بچہ کوئی بھی نہ بچا جن تلواروں نے ماؤں کو قتل کیا تھا اُنہوں ہی نے
بچوّں کو قتل کیا آورشلیم کی تمام گلیاں مقتولوں سے بھر گئیں اور ہر طرف سے مجروحوں کی آہ وزاری
کی آواز آنے لگی جب کہ سلطان[5] مصر اور شام نے دوسرے صلیبی جنگ میں بیت المقدس کو دوبارہ

---

۱ ۔ مغربی بادشاہ ملوک یورپ سے مراد ہے اور مشرقی سلطانان ایشیا سے ۱۲ مترجم ۲ ۔ ہنسنگ دم کا ہتری اور ریڈا ۱۲ معہ مؤلف

۳ ۔ کلارک صاحب صلیبی لڑائی کے ذکر میں لکھتے ہیں ان صلیبی لڑائیوں سے عیسائیوں کی تہذیب کو مطلق فائدہ نہیں ہُوا کیونکہ
کسی زمانہ یا کسی قوم کی فوج اس فوج سے حرامکاری اور بدکاری میں زیادہ نہ تھی ان صلیبی لڑائیوں سے سوء اعتقادی کو ایک نوع
کا استقلال حاصل ہوگیا اور متعصب لوگوں کے ظلم کو ترقی ہوئی خونریزی بایک طرح کا فرض خیال کی جانے لگی اور بجائے نماز اور خیرات
کے قتل انسان کے حکم کا درس ہونے لگا اور یہ خونریزی گناہوں کا کفارہ خیال کی جانے لگی رس ٹیجیا ایگلنی گبنا جلد اول صفحہ
(۳۲۹) ۱۲ مؤلف ۴ ۔ یعنی ۱۰۹۹ء میں شہر بیت المقدس عیسائیوں نے مُسلمانوں سے چھینا تھا اور وہاں کے سب
مسلمانوں اور یہودیوں کو قتل کیا، دیکھو جلد دوم ترجمہ وکاستا صاحب صفحہ ۸۹ مترجم ۱۲ ۵ ۔ یعنی سلطان صلاح الدین
یوسف بادشاہ مصر و شام کہ جس نے ۱۱۸۷ء میں فتح بیت المقدس کی +

فتح کیا تو اُس نے ہرگز ظلم نہ کیا اور جب اہل قلعہ نے اپنے تئیں اُس کو سپرد کیا سلطان نے اُن عیسائی قیدیوں[1] پر نہائیت مہربانی کی اور جو لوگ ایسے غریب تھے کہ اپنی رہائی کی قیمت نہ ادا کر سکتے تھے انہیں مفت آزاد کر دیا اس بادشاہ کی تہذیب اخلاق کے سامنے فلپ[2] بادشاہ فرانس تو کیا بلکہ رچرڈ[3] شیر دل کی بھی کچھ حقیقت نہ رہی[4]۔ سلطان مصر کو علم ادب میں کچھ دخل تھا مگر اور فنون میں یہ شخص کامل تھا اور تمام اپنے فتوحات کے زمانہ میں اہل ہنر کی بہت قدر کرتا رہا۔ یہ بادشاہ فقیروں کی طرح اپنے نفس پر بہت تنگی کرتا تھا مگر اور لوگوں کے واسطے اس کی مہربانی اور فیاضی بے حد تھی رحم اور نیکیاں اُسکی ذات میں بہت تھیں اور اُس نے اپنے زمانۂ حیات میں ایسے کام کئے کہ اُس کے ہمعصر عیسائیونکو بھی ایسی کرنی چاہئے تھی۔ یہ سلطان بے شبہ دلیر و عقیل اور فیاض تھا دمشق کے صلحنامہ کے تھوڑے عرصہ بعد اُس نے انتقال کیا اور کچھ روپیہ اس واسطے دیگیا کہ میری وفات کے بعد یہ روپیہ غربا اور مساکین پر بغیر تمیز عیسائی اور یہودی اور مسلمان[5] کے تقسیم کیا جائے۔ اب فرق دیکھو عیسائی بادشاہ رچرڈ اول ایسا بادشاہ تھا جس کی تمام شان اور شوکت اُس روپیہ سے قائم تھی جسے وہ اپنی رعیت سے بہ ظلم اور تعدی لیا کرتا تھا یہ بادشاہ بہت لالچی اور شہوت پرست تھا اس کی شہوت پرستی نے اس سے ایک بہت بڑا گناہ سرزد کرایا اور یہ بادشاہ تمام عمر اپنی خوبصورت ملکہ برن گیریا دختر سینکو بادشاہ نوار سے ناموافق رہا ایک غریب راہب نے سر دربار اُسے ملامت کی اور خدا کا واسطہ دیکر یہ کہا کہ شہر سدوم[6] جہاں قوم لوط رہتی تھی خیال کرو۔ اکثر اہل اسلام بادشاہ عجیب و غریب خصلت کے تھے محمود غزنوی کی عاقبت اندیشی اور چالاکی اور اولوالعزمی اور علم ادب اور اور فنون کی قدردانی مشہور ہے۔ یہ بادشاہ اہل کمال کی نہائیت

ف۱ - یوسگنان والاگائی جوکہ سردار بیت المقدس اور وہاں کے عیسائیوں کا تھا اُس کی کتنی رعایت اور خاطرداری کی دیکھو جلد دوم لب التواریخ دکاسٹا صاحب صفحہ ۱۹ مترجم ف۲ - اور بادشاہ فرانس فیلقوس[3] اعطوس اور بادشاہ انگلینڈ ریچارڈ شیر دل اس لڑائی میں شامل تھے کہ جن کی فوج نے شکست پائی اور قریب نوے برس کے عیسائیوں کی عملداری بیت المقدس میں رہی اس لئے کہ ۱۰۹۹ء میں اُنہوں نے مسلمانوں سے لی تھی مترجم ف۴ - بعد فتح بیت المقدس جب سلطان سے بمقام عسقلان اور عیسائی لشکر سے لڑائی واقع ہوئی اُس وقت فیلقوس اول شاہ فرانس تو اپنے ملک کو پہلے ہی پھر گیا تھا مگر رچارڈ اول اس میں شامل تھا لیکن اس کا لشکر بسبب مشقت سفر دراز و قحط غلہ نہایت تباہ و پریشان تھا اس لئے اُس نے بناچاری صلح کی اور سلطان سے ملاقات کی تھی کہ اُس وقت صلاح الدین بادشاہ انگلینڈ سے کس طرح برعائیت و محبت و خاطرداری پیش آیا صلاح الدین کہ جس کا ادب مسیحی لوگ بھی کرتے ہیں ۱۱۹۵ء میں دمشق میں مرگیا دیکھو جلد دوم لب التواریخ دکاسٹا صاحب صفحہ ۱(۱۲) مترجم ف۵ - کتاب موسومہ دلس سحنا گینا جلد اول صفحہ ۲۳۳ میں لوسس تنبس ۱۲ مولف ف۶ - کتاب موسوم بہ رمن صفحہ .. ۱۲ صاحب ۱۲ مولف +

قدر کرتا تھا اور جس قدر عقلا اور فضلا اُس کے دربار میں حاضر رہتے تھے اُس قدر کسی ایشیا کے بادشاہ کے دربار میں مجتمع نہیں ہوئے اگرچہ یہ بادشاہ دولت کے حاصل کرنے کا بہت شائق تھا مگر اُسے اُس مال کے خرچ کرنے کا بھی خوب سلیقہ تھا اس بادشاہ کے بعد جو چار بادشاہ ہوئے[ف١] وہ چاہنے والے علم ادب کے نہائت قدرداں تھے اور اُن کی رعیت اُن سے بہت راضی رہی کیا ان بادشاہوں کے ہمعصر فن ولیم نورمن[ف٢] اور اُس کی اولاد کا بھی یہی حال تھا۔ جب لوئی ہفتم[ف٣] بادشاہ فرانس نے بارھویں صدی میں وٹری قصبہ کو فتح کیا تو اُس نے اُسے جلا دینے کا حکم کیا اس بے انصافانہ حکم کے سبب سے ایک ہزار تین سو آدمی جل مرے اُس زمانہ میں انگلستان میں بھی اسٹیفن بادشاہ کے عہد حکومت میں بغاوت ہو رہی تھی تمام زمین بے زراعت پڑی تھی اور آلات زراعت غارت کر دیئے گئے تھے چودھویں صدی میں اہل فرانس کی لڑائی کے سبب اس قدر بربادی و تباہی ہوئی کہ کسی زمانہ اور ملک میں نہ ہوئی تھی مورخ لکھتے ہیں کہ مسلمان بادشاہوں کا ظلم اُن کی فیاضی سے بہت زیادہ تھا ہمارے نزدیک اُنکے ہمعصر عیسائی بادشاہ اُن سے زیادہ ظالم تھے ہم اس بات کو بخوبی ثابت کر سکتے ہیں کیا ہم کسی طرح یہ بھی ثابت کر سکتے ہیں کہ عیسائی بادشاہ فیاض بھی تھے۔ فیروز شاہ سوم[ف٤] ١٣٥١ء میں تخت نشین ہوا اس بادشاہ نے لوگوں کے نفع کیلئے بہت عمارتیں بنائیں جنکی تعداد یہ ہے پچاس نہریں چالیس مسجدیں تیس مدرسہ سو سرائیں تیس تالاب سو شفاخانہ سو حمام ڈیڑھ سو پُل علاوہ اس کے بہت سی عمارتیں اس بادشاہ نے آرائش اور آرام کیلئے بنائیں ان میں سب سے زیادہ مشہور جمن ہے[ف٥] جو کرنال میں پہاڑوں سے جدا ہو کر ہانسی اور حصار کیطرف جاتی ہے

ف١۔ بعد وفات سلطان محمود غزنوی طبقہ غزنویہ سے کئی بادشاہ ہوئے ہیں جو کہ خراسان و ہندوستان و افغانستان وغیرہ کے حکمران رہے ہیں مگر وہ چار نامی تر یہ ہیں مسعود بن محمود ابراہیم بن مسعود مودود ابن مسعود بن ابراہیم یا بہرام شاہ بن مسعود جنکی سلطنت کچھ اوپر ڈیڑھ سو برس تک رہی ہے یعنی ١٠٣٠ء سے لیکر تا ١١٦٠ء اور بعد ازاں حکمرانی ہندوستان خاندان غوریہ میں منتقل ہوئی تھی

ف٢۔ ولیم فیروز مند نورمنڈی والد سے لیکر تا ہنری چہارم و دوم پسر اور سیوم بھی بادشاہ انگلینڈ ہوئے ہیں اور بعدہٗ وہاں کی سلطنت خانوادہ لنکشتر میں منتقل ہوئی کہ جس کی مدت ١٠٦٦ء سے تا ١٣٩٩ء کچھ اوپر تین سو برس ہوئی ١٢

ف٣۔ لوئیس ہفتم نے ریون فرانس جو کہ گینی والے الیانور سے منعقد ہوا تھا ١٢ مترجم

ف٤۔ اس فیروز شاہ کو سیوم اس لئے کہتے ہیں کہ لوگ ہند سے پہلا فیروز شاہ رکن الدین بن التمش خاندان غوریہ سے ہے اور دوسرا فیروز شاہ جلال الدین خلجی دودمان منجبہ سے ہے اور تیسرا فیروز شاہ بن رجب خانوادہ تغلقیہ سے ہے جو کہ ١٣٥١ء میں بعد محمد بن رجب بادشاہ ہوا اور ١٣٨٨ء میں وفات پائی ١٢ مترجم

ف٥۔ اور ایک شاخ اسی نہر کے دلی کی طرف آئی ہے جو شہر و قلعہ میں ہو کر دریا میں جا ملتی ہے اور کئی بڑے نامی نامی شہر جو نسبت حصار فیروزہ و فیروز پور و فیروز شہر وغیرہ ہیں منہ

مغل بادشاہوں میں یکم پہلا بادشاہ بابر تھا یہ آدمی نہائیت خلیق اور شریف تھا ہندوستان میں ایسا کوئی
بادشاہ نہیں ہوا اس بادشاہ میں سادہ مزاجی اور شان وشوکت درجہ مساوات پر تھیں ایام شباب
میں یہ بادشاہ بدچلن اور بدرویہ تھا مگر بڑی عمر میں اس نے اپنے داغ کو مٹا دیا اور تہذیب اخلاق
میں شہرۂ آفاق ہو گیا یہ بادشاہ اپنے والدین کا نہائیت فرمانبردار تھا اور اپنے بھائی بندوں سے اور
اولاد پر بہت شفقت کرتا تھا اور اپنے دوستوں سے صاف باطنی سے ملتا تھا اور اپنے دشمنوں
سے جلد صاف ہو جاتا تھا اگرچہ یہ بادشاہ شان وشوکت بہت پسند کرتا تھا مگر خلیق تھا خوراک میں
بہت اعتدال رکھتا تھا کم سوتا تھا جواہر بنانے میں دخل رکھتا تھا توپ ڈھالنی جانتا تھا۔ اور
دستکاری پیشہ بھی جانتا تھا یہ بادشاہ شجاع اور صاف باطن اور فیاض اور بلند نظر تھا اور اپنے
ہم قوموں کے مانند حرامکار نہ تھا اس کا مذاق بہت اچھا تھا علم خوب تھا اُس کا نفس مہذب تھا
اور جب ہم اُس کی پیدائش اور تربیت کا خیال کریں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی زندگی اُن دریاؤں
کے مانند تھی جو باغوں کو آب باری کرتے ہیں اور اگرچہ زمین کی رنگت کے سبب سے سیاہ معلوم ہوتے
ہیں مگر آسمان کا تمام عکس اُن میں معلوم ہوتا ہے۔ ہمایوں اس بادشاہ کا بیٹا تھا اور یہ شخص نہائیت
نیکبخت اور نیک خصلت تھا اِس بادشاہ کو شیر شاہ افغان نے شکست دی اور ہندوستان سے
نکال دیا اور اُس کی جگہ پانچ برس سلطنت کر کے انتقال کیا شیر شاہ کے انتقال کے بعد اُس کا بیٹا
اسلام شاہ تخت پر بیٹھا سولہ برس بعد ہمایوں نے پھر اپنی سلطنت پر قبضہ کیا شیر شاہ غاصب کامیاب
نہائیت عقیل اور لائق تھا اگرچہ اپنے قلیل عرصہ سلطنت میں ہمیشہ جنگ وجدل میں مصروف رہا۔
لیکن تو بھی اُس کے ملک میں نہایت امن رہا اور اُس نے بہت اچھے اچھے قانون ایجاد کئے اور
اُس نے ایک شاہراہ بنوائی جو چار مہینہ کے راستہ تک بنگال سے مغربی رہتاس تک جو دریائے
سندھ کے کنارہ پر واقع ہے پھیل گئی ہے اس شاہراہ کی ہر ایک منزل پر ایک کاروانسرائے اور ہر ایک
کوس پر ایک کنواں بنوایا ہر ایک مسجد میں ایک امام اور ایک مؤذن مقرر کیا اور ہر سرائے میں مسلمان
اور ہندو دونوں مذہب کے آدمی نوکر رکھے تاکہ دونوں مذہب کے آدمیوں کو آرام ملے۔ اس شاہراہ
کے دونوں جانب درختوں کی قطاریں لگوائیں تاکہ مسافر اُن کے سایہ میں آرام پائیں جب انگلستان
کے مسافروں نے اُس کو دیکھا تو اُس وقت تک بیاسی برس اس شاہراہ کو بنے ہوئے گذرے تھے
مگر جیسا ہم نے بیان کیا وہ باتیں سب اس میں پائی جاتی تھیں۔ میرے نزدیک اس جائے اکبر کی
خصلت کا ذکر لکھنا کچھ ضرور نہیں ہے یہ بادشاہ جیسا بہادر تھا ویسا ہی انتظام ملکی میں بھی کامل تھا اور

اپنے علم و اعتدال و فیاضی و شجاعت و رحم و بے تعصبی و جفاکشی و عالی ہمتی کے واسطے مشہور تھا۔ اکبر کا ملکی انتظام ایسا اچھا تھا کہ وہ انسان کے واسطے برکت خیال کیا جاتا تھا اور اسی کے باعث سے وہ اعلیٰ درجہ کے بادشاہوں میں گنا جاتا ہے اسی بادشاہ نے امتحان[1] آبی و آتشی کو موقوف کیا اور یہ حکم دیا کہ سن بلوغ سے پہلے شادی نہ ہونے پائے اور جانوروں کی قربانی موقوف کی۔ اس بادشاہ نے ہندوؤں کے مذہب کے برخلاف اُن کی بیوگان کی شادی کا حکم دیا اور سب سے زیادہ بات یہ ہے کہ ہندوؤں کی بیواؤں کی ستی ہونے کی بالکل ممانعت کر دی اُس نے ہندوؤں کو بھی مسلمانوں کی برابر عمدہ عہدے دیئے اور جزیہ اور تیرتھ والوں کا ٹکس موقوف کر دیا اور لڑائی میں گرفتار شدہ آدمیوں کے غلام بنانے کی رسم بھی موقوف کی اُس نے تمام اُن ملکی قوانین کو کمال پر پہنچایا جو شیر شاہ نے بنانے شروع کیئے تھے اور اس نے تمام زمینیں جو زراعت کے قابل تھیں اُن کی دوبارہ پیمائش کرائی اور ہر ایک بیگھہ جو نصف ایکڑ سے کچھ ایک زیادہ ہوتا ہے اُس کی پیداوار کا اندازہ کیا اور یہ مقرر کیا کہ ہر بیگھہ پر اسقدر سرکار کو ادا کرنا چاہیئے اور زمینداروں کو اختیار دیا کہ اگر اُنہیں روپیہ دینا ناگوار ہو یا وہ اس مقدار کو زیادہ سمجھیں تو بٹائی کرلیں یعنی پیداوار کا پیداوار میں سے محصول دیں اور اس بادشاہ نے بہت سے اور محصول جن سے لوگوں کو تکلیف ہو موقوف کر دیئے ان عمدہ قوانین کا نتیجہ یہ ہوا کہ محصول سرکار بہت گھٹ گیا اس بادشاہ نے جو حکم وغیرہ اپنے تحصیلداروں کو بھیجے ہیں وہ ہمارے ہاتھ آگئے ہیں ان حکموں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اکبر بہت منصف آدمی تھا اور اپنی رعیت کو آرام دینا چاہتا تھا اُس نے جو احکام اپنے عمال وغیرہ کو بھیجے ہیں اُن سے اُس کی خیر خواہی عام اور نیک نیتی خوب ظاہر ہے اس بادشاہ نے اپنے عمال کو حکم دیا کہ تم حتی الامکان مجرموں کو قتل کی سزا نہ دینا اور اگر کسی سے کوئی ایسی خطا سرزد ہو کہ جس سے سرکار کو نقصان پہنچنا متصور ہو تو اُس حالت میں بادشاہ کی منظوری کے بعد قتل کی سزا دیجا سکتی ہے اُس نے حکم دیدیا کہ قتل کے وقت کسی عضو کا کاٹ ڈالنا یا اسی قبیل کی اور سزائیں نہ دی جائیں اُس نے اپنی فوج کے قوانین بدل ڈالے اور اُس میں بہت اچھے اچھے طریقے داخل کیئے اور یہ رسم موقوف کر دی کہ فوج کو تنخواہ کے بدلے جاگیر دیجائے بلکہ اُس کو نقد روپیہ خزانہ سے[2] ملنے لگا سوا قلعوں اور ایسی عمارتوں کے جن سے تمام لوگوں کو فائدہ ہو اُس نے اور بھی بہت سی شان و شوکت کے مکان بنوائے ہیں۔

---

[1] پہلے زمانہ میں یہ رسم تھی کہ اگر کسی شخص پر کوئی تہمت لگ جاتی تو اُسے یا تو ایک گرم لوہے کی چادر پر چلنا پڑتا اور یا نہایت گرم پانی میں دست راست کہنی تک ڈبونا پڑتا اگر ملزوم اُس آفت سے بالکل سلامت بچ جاتا تھا تو وہ بے جرم محض خیال کیا جاتا تھا ورنہ مجرم ٹھیرتا تھا ۱۲ مترجم

[2] یہ جمیع قوانین سلطنت جو کہ بنام قانون ملکی و جنگی و خانگی کہلائے جاتے ہیں دفتر سیوم اکبر نامہ مشہور بکتاب آئین اکبری مؤلفہ شیخ ابو الفضل میں بشرح و بسط تمام مندرج ہیں ۱۲ مترجم

اوران مکانوں کا حال اور تعریف لسٹ ہیبر[1] صاحب متوفی نے لکھی ہے ہر ایک سرکاری سررشتہ میں بخوبی انتظام ہو گیا فہرست ملازمین کے ملاحظہ سے تعجب آتا ہے کہ کس طرح اس قدر آدمی ایسی شان و شوکت اور انتظام سے رہتے تھے اور بلوے وغیرہ نہ ہوتے تھے اور باوصف فضول خرچی کے کفایت شعاری پر بھی بہت نظر تھی۔ پیٹرڈویول صاحب اٹلی کے رہنے والے اور مشہور سیاہ جو جہان گیر بن اکبر کے عہد حکومت میں ہندوستان میں آئے اور جنہوں نے اپنی سیر کا حال[2] ١٦٣٣ء میں لکھا اُن کی تحریر سے اُس بادشاہ کی خصلت اور اُس کی رعیت کا حال جنہیں صاحب موصوف نے دیکھا کہ وہ بہت عشرت اور شان و شوکت سے بسر کرتے تھے اور نہائیت امن سے رہتے تھے بخوبی معلوم ہوتا ہے چونکہ بادشاہ یہ خوب جانتا تھا کہ میری رعیّت نمود کی طرف بہت مائل ہے لہذا وہ اُنہیں جھوٹے الزامات وغیرہ کے پیرایہ میں ایذا رسانی نہ کرتا تھا بلکہ اُن کو اس طرح شان و شوکت سے بسر کرتے دیکھکر بہت خوش ہوتا تھا۔ مگر شاہجہان خلف الخلف اکبر کی سلطنت بہت سے ہندوستان کے بادشاہوں کی سلطنت سے زیادہ امن کی تھی اُس کی تمام عملداری میں ہمیشہ امن رہتا تھا اور بہت عمدہ انتظام تھا سر طامس رو صاحب نے جب شاہجہان کو[3] ١٦٥١ء میں اپنے لشکر میں اجلاس کرتے دیکھا تو وہ اُس کے اقتدار اور دولت سے نہائیت متحیر ہوئے صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ کم سے کم دو ایکڑ زمین ریشمی کپڑوں اور زربفتی بچھونوں اور پردوں سے آراستہ تھی۔ ٹیورنیر صاحب کا قول ہے کہ یہ بادشاہ جس نے تخت طاؤس بنایا اور جو اپنے جشن کے دن اپنے وزن کے برابر جواہر اور روپیہ تماشہ بینوں اور غربا پر تقسیم کرتا تھا یہ اس طرح نہیں سلطنت کرتا تھا جس طرح کوئی بادشاہ سلطنت کرتا ہو بلکہ جیسے کوئی بزرگ اپنے کنبے اور اہل خاندان کی پرورش کرتا ہو۔ وہ اپنے ملک کے اندرونی معاملات کی ہمیشہ خود خبرداری کیا کرتا تھا شاہجہان کے سوا ایسا کوئی بادشاہ نہیں ہوا ہے جو اپنے ملک کے انتظام اور ہر سررشتہ کے بندوبست کی طرف اس قدر راغب ہو۔ یہ اسی شان و شوکت ور بادشاہ کی سلطنت کی تھی کہ جس میں دہلی کی مشہور نہر اُس کے میر عمارت علی مردان خان نے تیار کرائی یہ نہر سیکڑوں میلوں تک کسانوں کو نفع پہنچاتی تھی اور آخر کار دہلی میں داخل ہوتے ہی اس نہر کے دونوں طرف ہزارہا شاخیں جاتی ہیں اور دہلی کے ہر ایک محلہ میں پہنچتی ہیں اس نہر کا پانی کہیں سنگ مرمر کے فواروں میں پہنچتا ہے اور کہیں کسی حمام میں جاتا ہے اور کہیں کسی حرم سرائے کی

سنہ ١ ـ کتاب موسوم بہ نصرہائے ہیبر جلد دوم صفحہ ١٨ تا ١٠٧ ١٢ مؤلف ٢ سنہ ٢ ـ ١٦٣٣ء میں مطابق ١٠٤٣ ہجری ١٢ مترجم ـ

سنہ ٣ ـ ١٦٥١ء مطابق ١٠٦٢ ہجری مترجم

کیاریوں کو آب باری کرتا ہے اور کہیں میدانوں اور چبوتروں کو رونق بخشتا ہے اور کہیں غربا کے گھروں میں جا کر اُن کی تشنگی بجھاتا ہے اور کہیں محنت کرنے والوں کی پیشانی کا پسینہ دھوتا ہے۔

اگرچہ بعض مورخین بے دلیل یہ لکھتے ہیں کہ مسلمان بادشاہوں نے اپنی رعیت سے اسقدر روپیہ لیا جتنا کہ انگریزوں نے لیا ہے مگر ان مسلمان بادشاہوں کے حامیٔ کم سے کم یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ جسقدر مسلمان بادشاہوں نے اپنی رعیت سے روپیہ لیا اُسی قدر اُنہیں نفع رسانی بھی کی اور اُمرا اور غربا کا خوب انصاف کیا اور تجار کے واسطے ایسا انتظام کیا کہ وہ اپنا اسباب تجارت ہزاروں میلوں تک عمدہ اور تختہ بنی ہوئی سڑکوں پر بیخوف وخطر لئے پھرتے تھے اور اگرچہ اُس انتظام پر ہم کیسی ہی نکتہ چینی کیوں نہ کریں مگر اس میں شک نہیں کہ اُس زمانہ میں اکثر آدمی اِس زمانہ کی نسبت آسودہ حال تھے اور امن میں رہتے تھے مگر انگریزوں کی خیرخواہ اور حامیٔ یہ بات نہیں کہہ سکتے سنگ مرمر کی گاے چسپیدہ چبوترے اور شکستہ نہریں اور بڑے بڑے محل جواب صرف اُلو وغیرہ جانوروں سے آباد ہیں اور تنہا ستون اور محراب ہمارے اِس قول کے مؤید ہیں۔ حقیقت میں یہ بات ہے اندیشی اپنے تکذیب کے کہہ سکتے ہیں کہ ان بادشاہوں میں سے ہر ایک بادشاہ نے اِس قدر تعمیر عمارت میں صرف کیا کہ جس سے ہم اس زمانہ میں ایک مستقل فوج رکھ سکتے ہیں۔ یہ بات بالکل بیفائدہ معلوم ہوتی ہے کہ ہم مشرقی بادشاہوں کی مضبوط اور عمدہ عمارتوں کو اپنے بادشاہوں کی عمارت یا کسی اور مغربی ملک کے اُس زمانہ کی عمارت سے مقابلہ کریں ہمارے نزدیک یہ مقابلہ اچھا نہ ہوگا ہم جانتے ہیں کہ اِس ملک میں اُس زمانہ میں ایک بھی نہر نہ تھی اور ہمارے ملک کی تمام سڑکیں سوائے چند سڑکوں کے صرف مویشی کے چلنے کی بٹیاں تھیں اور ہمارے نہایت بڑے بڑے شہروں میں پانی کمیاب تھا اور ایسے تھانہ میں پولیس وغیرہ بھی نہ تھی جو کہ دہلی کی سلطنت کے نہایت چھوٹے چھوٹے گاؤں میں تھی اور اُس زمانہ میں کوئی انگریزی مسافر لنڈن سے ہای گیٹ[2] تک بھی ایسے آرام وامن سے نہ جا سکتا تھا جیسے کہ شاہجہان کے وقت کے غریب سے غریب آدمی پنجاب کے سرحدی ملکوں سے دہلی تک اور دہلی سے الہ آباد تک پہنچ سکتے تھے ہول ول صاحب نے اہل بنگالہ کے حال میں ایک کتاب لکھی ہے اور اِس کتاب میں اُس

---

[1] سات پانچوں بادشاہوں خاندان مغول کا حال یعنی بابر ہمایون اکبر بزرگ جہانگیر شاہجہان اور دونوں بادشاہ خاندان مشہور افغان یعنی شیرشاہ و اسلام شاہ کا سب تاریخ ہمہ ہائے ملوک اسلامیہ ہند میں مثل فرشتہ و طبقات اکبری و مرآت عالم و مرآت آفتاب نما وغیرہم میں بہت تفصیل کے ساتھ مرقوم ہے اور سال [illegible] کی بنا سلطنت [illegible] سے لیکر [illegible] تک مطابق [illegible] لغایت [illegible] ہے ۱۲ مترجم

[2] ہای گیٹ نام کسی جگہ کا ہے مصافات لنڈن سے ۱۲ مترجم

زمانہ کا ذکر ہے جبکہ وہ لوگ اپنی قوم کے راجاؤں وغیرہ کی رعیّت تھے اِس بیان کو ہم بالکل مبالغہ سمجھتے اگر ہم یہ نہ جانتے کہ صاحب موصوف ایک مدت تک اُس ملک میں رہے تھے اور وہاں کے باشندوں کے حالات سے بخوبی واقف تھے صاحب موصوف لکھتے کہ اس ضلع کے خوش نصیب باشندوں کو ذرا سی بھی تکلیف دینا بڑی بے انصافی ہے کیونکہ صرف اس ضلع میں خوبصورتی اور پاکیزگی اور پارسائی اور باقاعدگی اور انصاف اور ہندوؤں کے قدیم قوانین کی پابندی کے علامات پائے جاتے ہیں یہاں رعیت کی آزادی اور مال کی نہایت حفاظت ہوتی ہے اور قزاقی یا چوری کا کوئی نام بھی نہیں جانتا اور مُسافر لوگ خواہ اُن کے پاس اسباب تجارت ہو یا نہ ہو سرکار کے ذمہ ہو جاتے ہیں اُن کی حفاظت کے واسطے سرکار سے محافظ ملتے ہیں جو اُن سے بغیر مزدوری کئے اُنہیں منزل بمنزل پہنچا آتے ہیں یہ محافظ لوگ مسافر کی حفاظت جانی اور مالی کے سرکار کو جواب دہ ہوتے ہیں جب ایک منزل ختم ہو جاتی تو مسافر دوسری منزل کے محافظوں کو سپرد کیا جاتا ہے یہ محافظ اُس سے پُوچھتے ہیں کہ تجھے پہلی منزل کے مسافروں نے کس طرح رکھا اور تیرے ساتھ کس طرح پیش آئے بعد اُس کے وہ پہلی منزل کے محافظوں کو واپس بھیجدیتے ہیں اور اُنہیں ایک اس مضمون کی سند لکھ دیتے ہیں کہ بیشک مسافر ان سے خوش رہا اور ایک رسید اُس کے مال کی اور مسافر کی دیدیتے ہیں یہ سند اور رسید دونوں پہلی منزل کے محافظوں کے افسر کے پاس پہنچتی ہے اور وہ اُسکو اپنی کتاب میں نقل کرتا ہے اور پھر اُس کے راجہ کو رپورٹ کرتا ہے اس طرح سے مسافر اس ملک میں سفر کرتے ہیں اور اگر یہ مسافر لوگ بے قیام کئے چلے جائیں تو اُنہیں اپنی خوراک یا مکان یا سواری کا کرایہ اور یا اسباب تجارت کی مزدوری ہرگز دینی نہیں پڑتی لیکن اگر وہ تین دن سے زیادہ کسی مقام پر بغیر بیماری یا اور کسی سبب کے ٹھیریں تو اُنہیں اپنا ہرج آپ اُٹھانا پڑتا ہے اگر کوئی چیز اُس ضلع میں کھوئی جاتی مثلاً روپیہ کی تھیلی ہو یا اور کوئی بیش قیمت چیز ہو تو پانیوالا اُس مال کو جہاں اُس نے پایا ہے وہاں کے کسی درخت پر لٹکا دیتا ہے اور اُس مکان کے قریب جو کوئی چوکی ہوتی ہے اُس میں جا کر خبر کرتا ہے میر چوکی اُسی وقت اس خبر کے مشتہر کرنے والے کو حکم دیتا ہے کہ نقارہ بجا کر بیٹھ وے - اب ہم انگلستان کے اُن بادشاہوں کا حال لکھتے ہیں جو ان مسلمان بادشاہوں کے ہمعصر ہے تاکہ ان دونوں میں مقابلہ ہو جائے - ۱۳۸۱ء بلوئی[۵۲] واٹ کمہار

---

۵۱ - کتاب بہ موسوم وطب حکمایات تواریخی حصہ اوّل ۱۹۸ مؤلف ۱۲

۵۲ - اس بلوے کو واٹ ٹیلر اور جاک اسٹرا کی بھی بغاوت کہتے ہیں جو کہ انگلینڈ میں بعہد رچارڈ دوم واقع ہوئی تھی مطابق ۷۸۳ھ جو عین زمانہ خروج و فتوحات تیمور لنگ بادشاہ ایشیا وغیرہ کا تھا ۱۲ مترجم +

اس بلوے کے رفع ہونے کے بعد اُمرا انگلستان میں سے پندرہ سو باغیوں کو پھانسی دی گئی اکثر اُنہیں سے بے تحقیقات کے مارے گئے ۱۳۹۴ء میں ولکف صاحب قامع بدعت مذہب عیسائی اور درست کنندہ مذہب کے معتقدین پر عذاب کیا گیا ۱۳۹۵ء میں رچرڈ دوم کی حکومت کے ظلم شروع ہوئے۔ آیرلنڈ میں کل کسی قانون کے بننے سے جو ۱۳۶۷ء میں بنے بغاوت ہوئی اس قانون میں یہ مضامین تھے کہ جو باشندہ انگلستان کسی آیرلینڈ کے باشندہ کی بیٹی سے نکاح کریگا تو اُسے وہی سزا ملیگی جو باغیوں کو ملتی ہے جو کوئی کہ آیرلینڈ والوں کے سے کپڑے پہنے گا یا اُن کی رسمیں اختیار کریگا اُس کا تمام مال ضبط ہو جائیگا یا قید کیا جائیگا جو کوئی اہل بڑی ٹینی یعنی فرانسیسیوں کے قوانین پر چلیگا اُس کی تمام مال و جائداد ضبط کی جائیگی۔ جو کوئی اہل آیرلینڈ کو اُن کے مویشی اپنی زمین پر چرانے دے گا یا اُن کے پادریوں کو خیرات دیگا یا اُنہیں عبادت خانوں میں داخل کریگا یا اُن کے شاعروں وغیرہ کی دعوت کریگا وہ سزا پائیگا اور جو کوئی باشندہ انگلستان سے کسی طرح کا خراج یا محصول لیگا اُسکی تمام جائداد ضبط کی جائیگی اور سخت سزا پائیگا۔ ۱۳۹۹ء میں رچرڈ دوم کو لوکنگ[1] بہرد کسانے زبردستی تخت سے اُتار دیا اور بعد ازاں اُسے قتل کر ڈالا اُس کی جائے خود تخت پر بیٹھ گیا اور اپنا نام ہنری چہارم رکھ لیا اور تخت کے دونوں شرعی وارثوں کو ڈونڈرز کے قلعہ میں قید کر دیا۔ ۱۴۱۴ء جون بھیڈ نے بدعت کے ایجاد کرنے کے سبب سے سمت فیلڈ میں چلا گیا اور اُس وقت پرنس اوف ویلز یعنی ولیعہد بادشاہ انگلستان (جو بعد ازاں ہنری پنجم کے لقب سے ملقب ہوا) موجود تھا ہنری چہارم کے وقت میں اس طرح کی سخت سزائیں دی جاتی تھیں مرد یا عورت کہ دوبارہ قید میں آتا تھا اُسے کسی پست یا تاریک کوٹھری میں بند کیا جاتا تھا نہ اُس کے لیٹنے کو سرکنڈے وغیرہ کا بستر ہوتا تھا اور نہ پہننے کو کپڑے اور اُسی گہری زمین پر چت لیٹنا پڑتا تھا اور اُس کے دونوں پیر اور ہاتھ رسی میں باندھ کر اُسی مکان کے ایک کونے کی طرف کھینچ جاتے تھے اور دوسرا ہاتھ دوسرے کونے کی طرف اور یہی حال اُس کی ٹانگوں کا کیا جاتا تھا اور اُس کے جسم پر اسقدر پتھر اور لوہا رکھدیا جاتا تھا کہ وہ اُس کے بوجھ سے دبا جاتا تھا۔ قید کے دوسرے دن اُسکو جو کمئی کی روٹی کے تین نوالے ملتے تھے اور پانی بالکل نہ دیا جاتا تھا۔ دوسرے دن جتنا پانی قید خانہ کے نزدیک ہوتا تھا سوائے بہتے پانی کے اُس کا نکما پانی قیدی کو پینا پڑتا تھا اور روٹی بالکل نہ ملتی تھی اور اسی طرح قیدی تا دم حیات قید میں رہتا تھا یہ سخت سزا جارج[2] سیوم کے وقت تک قیدیوں کو دیجاتی

[1] - اس کو ڈیوک ہر یفورڈ بھی کہتے ہیں [2] - یعنی تا ۱۸۲۰ء۔

تھی یہ ہمیں تحقیق نہیں کہ یہ سزا آخر دفعہ کب تک دی گئی مگر یقینی اِس طور سے اُن قیدیوں کو رکھتے تھے۔ جن پر ایسا الزام لگایا جاتا تھا کہ جس سے اُن کی تمام جائداد اور مال ضبط ہو جاوے اور جب تک کہ تحقیقات کے بعد اُن کی صفائی ہو یا ملزم ٹھیریں اُن سے اسی طرح پیش آتے تھے پرنگٹن صاحب نے اپنی کتاب موسوم بہ قوانین قدیمہ کے چھیاسی صفحہ میں دو وارداتیں لکھی ہیں جو ۱۷۴۱ء میں جورج دوم کے عہد حکومت میں واقع ہوئیں ۱۴۶۸ء سے زمانہ ریاست[۱] جمہوری تک انگلستان میں اس قسم کی سزائیں اکثر دی جاتی تھیں چنانچہ کونسل کی کتابوں میں اس طرح کے مقدمات کا حال لکھا ہے اور وہ پروانے اب تک موجود ہیں جنکے ذریعہ سے اس قبیل کی سزائیں دی گئیں دو تین اس قسم کی سزا کا آخری ذکر ۱۶۴۰ء کے کاغذوں میں موجود ہے آرچیر نامی ایک دستانہ بننے والا تھا یہ گمان تھا کہ یہ شخص اُن بلوائیوں میں شریک تھا جنہوں نے آرچ بی شب لارڈ صاحب کے محل پر لیمتھ میں حملہ کیا اس شخص کو بادشاہی قید خانہ میں عذابی کل سے باندھ کر کوڑے لگائے اُس زمانہ کی ایک چٹھی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کو یہ سزا اس واسطے دی گئی تھی کہ یہ اپنے اور شرکا کا نام بتادے وہ پروانہ جس پر پروی کونسل کی مُہر ہے اور جو اس سزا کے دینے کے باب میں جاری ہوا تھا اُس کی نقل لنڈن کے سرکاری دفتر میں موجود ہے جیمز دوم جب سکاٹ لینڈ میں گیا تو وہ اس سزا دہی کے وقت موجود تھا ۱۴۱۳ء میں بدعت کی بیخکنی کے واسطے قانون جاری کئے گئے ۱۴۱۵ء جون کلیڈن اور رچرڈ ٹرلوٹن بدعت کرنے کے سبب سے سمت فیلڈ میں جلائے گئے ۱۴۴۱ء الی نے اور گلوسٹر کے ڈیوک رچرڈ اور بولنگ بروک منجم و سونتہ ول صاحب پادری و مارگری جورڈین و جون ہم پر جادوگر ہونے کا الزام لگایا گیا رچرڈ جلا وطن کئے گئے بولنگ بروک کو پھانسی ہوئی اور پیر میں رسّی باندھ کر کھینچا گیا اور چار ٹکڑے کئے گئے اور مارگری جورڈین جلائے گئے سوتھ ول قید خانہ میں مرا۔ اور جون ہم کی خطا معاف ہوئی ۱۴۵۵ء میں گلابی لڑائیاں خاندان لین کاسٹر (جن کی نشانی سرخ گلاب تھا) اور خاندان یورک (جن کی نشانی سفید گلاب تھا) میں شروع ہوئیں یہ لڑائیاں ۱۴۸۵ء میں ختم ہوئیں اور ان میں بارہ بادشاہزادے اور دو سو امیر اور ایک لاکھ عام لوگ مارے گئے۔ اس جنگ کے سبب سے تمام ملک غیر آباد سا معلوم ہونے لگا اور اُمرا تباہ ہو گئے ۱۴۸۷ء میں چوڑیلوں[۳] کی تحقیقات اور سزا دہی

---

[۱]۔ انتظام جمہوریہ انگلینڈ عہد حکمرانی الیور کرم ول سے گنا جاتا ہے جو کہ ۱۶۵۴ء تھے ۱۲ [۲]۔ کتاب موسوم بہ پولیٹیکل سائی کلو پیڈیہ بینی نوٹی آف ڈی اور جواب مضمون کو دیکھو جلد چہارم صفحہ چار سو ۱۲ مؤلف [۳]۔ واضح ہو کہ چوڑیل کی تحقیقات اُس زمانہ میں اس طور سے ہوتی تھی کہ اگر کسی نے کہدیا کہ یہ عورت چوڑیل ہے تو اُس کے ہاتھ پیر باندھ کر اُسے دریا میں ڈالدیتے تھے اگر وہ ڈوب گئی تو تو خیر بے جُرم تھی یونہی اور اگر پانی پر تیر آتی تو اُسے چوڑیل کہکر جلادیتے تھے ۱۲ مؤلف

شروع ہوئی ۱۴۸۳ء میں رچرڈ سیوم نے تخت چھین لیا اور اپنے بھتیجوں بادشاہ ادورڈ پنجم اور
ریوک کے ڈیوک کو لنڈن کے شاہی قید خانہ میں مروا ڈالا اور بورڈ پورز اور اور سرداروں کو پوم فرڈ
کے قلعہ میں قتل کیا۔ ۱۴۸۵ء ہنری ہفتم تخت پر بیٹھا چونکہ اس نے ظلم و تعدی سے رعایا سے بہت سا
روپیہ لیا اور جمع کیا اس واسطے پارلیمنٹ کی مدد کے بھی پرواہ نہ رہی اور بے استعانت اس مجلس کے
حکومت کرنے لگا اس بادشاہ نے ظلم سے اُسی ٹیکس کو دوبارہ جاری کیا جسے لوگ طعنہ سے بنی وولنس
یعنی فیاضی کا ٹکس کہتے تھے۔ ۱۵۰۹ء میں آٹھواں ہنری تخت پر بیٹھا یہ بادشاہ بڑا موذی اور ظالم تھا
یہ بادشاہ کہا کرتا تھا کہ میں نے اپنے غصّہ کے وقت کسی مرد اور شہوت کے وقت کسی عورت کو نہیں
چھوڑا اس کے عہد حکومت میں بادشاہی حقوق کو بہت ترقی ہوئی اور چھوٹی چھوٹی خطائیں وغیرہ
جن سے ذرا بھی اُس کے حقوق میں فرق آئے جرم شاہی کہلانے لگے۔ ۱۵۳۲ء میں ایک آدمی پر
یہ الزام لگایا گیا کہ تو نے سترہ آدمیوں کو زہر دیا ہے اور اُسے پانی میں جوش دیکر مار ڈالا۔ ۱۵۳۴ء میں
کنٹیٹ کی مقدس باکرہ قتل کی گئی اور دو آدمی فیلڈ میں بدعت کرنے کے الزام پر جلائے گئے ۱۵۳۵ء
میں نو پادریوں نے ہنری ہشتم کے افسر پادریان ہونے کا انکار کیا اور وہ اسی سبب پھانسی دیئے
گئے اور چار چار ٹکڑے کئے گئے آرچ بشپ فشر اور سر طومس مور جان سلر بھی اسی خطا پر مارے گئے
ان ظلموں کے سبب سے تمام اہل انگلستان نہایت خائف ہوئے ۱۵۳۶ء میں ہنری کی جورو
این بولین کا سر کاٹا گیا اور ہنری نے جین سیمر سے نکاح کیا۔ ۱۵۳۶ء میں ایک سو ترانوے عبادتخانوں
کے روزینے جن کی تعداد چھبیس لاکھ ترپن ہزار پونڈ تھی ضبط کرلئے اور زمینیں جو ان عبادتخانوں
سے متعلق تھیں اُنہیں اپنے اہل دیار پر تقسیم کردیا۔ ۱۵۳۷ء میں دو اصطباغی بدعت کے الزام سے جلائے
گئے۔ ۱۵۳۹ء ریڈنگ اور گلاسٹن بمپری اور گول چسٹر کے عبادت خانہ کی اینٹھوں نے ہنری کے
افسر پادریان ہونے کا انکار کیا اور اس جرم پر اُنہیں پھانسی ہوئی اور اُن کے ہاتھ پیر کاٹے گئے۔
اور خونی قانون کے یعنی وہ چھ فقرے جو پوپی مسئلوں ٹرین سب سٹین[۲] سی ایشن کے مددگار
تھے جاری کیا گیا سکاٹ لینڈ میں مصلحان مذہب پر ظلم ہوا اور ساٹھ آدمی الزام بدعت پر جلائے
گئے اور پارلیمنٹ نے حکم دیا کہ بادشاہ کے تمام ڈھنڈوروں کی ویسی تعمیل ہو جیسی ملکی قانون کی ہوتی
ہے انگلستان اور ویلز میں تمام عمارات وقف منہدم کئے گئے اور ان کی تعداد یہ ہے چھ سو تینتالیس

---

[۱] واضح ہو کہ پونڈ ایک سکہ کا نام ہے جو یہاں کے دس روپیہ برابر ہوتا ہے ۱۲ [۲] رومن کیتھلک مذہب والوں کا مسئلہ ہے
سا جو ہم روٹی و شراب یوکریسٹ کے دن کھاتے ہیں یہ شراب تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خون اور روٹی اُن کا گوشت ہوتی ہے ۱۲ مترجم :-

عبادت خانے۔ نوّے مدرسے۔ دو ہزار تین سو چوہتر بڑے اور چھوٹے گرجے اور ایک سو شفا خانے
اس کام کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاکھوں طلبا، اور عابد اور غربا جو ان روزینوں سے پلتے تھے فقیر ہوگئے اور
ہر طرف بھیک مانگتے پھرنے لگے۔ ۱۵۴۰ء میں جو ہوس پیٹیلز نائیون کا موقوف ہوا اور بادشاہ نے
اُن کا تمام مال و اسباب ضبط کیا۔ اور چونکہ جین سیمر ۱۵۴۷ء میں مر گئے تھے لہٰذا الکیو کے ابن سے بیاہ
کیا مگر چھ مہینہ بعد بادشاہ نے اُسے طلاق دیدی اور کہتراین ہو درڈ سے شادی کی ۱۵۴۱ء میں مارگریٹ
سالسبری کی کونٹس اور جورج کلارنس کی ڈیوک کی بیٹی جو پلنٹا جینٹ خاندان کی آخر عورت تھی اس
مور ملکہ کا، ۲ مئی کو سر کاٹا گیا اس ملکہ نے لکڑی کی کنڈی پر سر رکھنے سے انکار کیا اور یہ کہا کہ میں مجرموں
کی مانند مرنا نہیں چاہتی مجھے اپنی کوئی خطا معلوم نہیں ہے جلاّد اُسے پھانسی کے پار کے گرد ضربیں
لگاتا پھرا اور اُس نے اُس کے سپید سر کو بہت مشکل سے کاٹا اُس کے تمام شانے اور گردن پہلے
زخموں سے مجروح کر دی جب وُہ مری ۱۵۴۳ء میں کہتراین ہو درڈ کا سر کاٹا گیا۔ ۱۵۴۳ء میں
ہنری نے کہتراین پار سے شادی کی یہ اُس کا چھٹا نکاح تھا اور اس ملکہ کے سامنے اُس بادشاہ نے
انتقال کیا۔ ۱۵۴۶ء میں بدعت کے الزام پر این اسکیو قتل ہوئی اور تین آدمی اُس کے ساتھ جلائے
گئے کیونکہ ان تینوں نے مسئلہ خمری[1] اور خبزی کا انکار کیا۔ اٹھائیسویں جنوری ۱۵۴۷ء کو ہنری ہشتم نے
چھپن برس کی عمر میں انتقال کیا اس سے زیادہ کوئی انگلستان کا بادشاہ خود سر نہیں ہوا اس کی موت
کے بعد ایڈوارڈ ششم تخت پر بیٹھا ۱۵۴۹ء میں تمام انگلستان میں تباہی اور گداگری پھیلی ۱۵۳۹ء کا
حال دیکھو بہت سخت قانون بنائے گئے جج لوگوں نے مخبروں کو حکم دیا کہ وہ فقیروں اور سائلوں کو
جہاں پائیں پکڑ لائیں تاکہ پانچویں نمبر کا پروانہ گداؤں کی بلت میں اُن کے سینہ پر جلایا جاوے اور یہ بھی
حکم دیا کہ جو مخبر کسی فقیر کو پکڑوائیگا وہ فقیر اُس کا دو برس تک غلام رہیگا اسی زمانہ میں نورفوک میں بڑی
بغاوت ہوئی ۱۵۵۳ء میں میری تخت پر بیٹھی اور اُس نے پوپی مذہب کو پھر قائم کیا۔ ۱۲ فروری ۱۵۵۴ء کو
لیڈی جین گری اور بورڈ گری گلفرڈ ڈوونی قتل ہوئی ۱۵۵۵ء میں پروٹسٹنٹ مذہب والے عیسائیوں
پر ظلم شروع ہوا بشپ رڈلی اور لیٹی مر ادکسی فرڈ ٹین بدعتی ہونے کے الزام پر جلائے گئے تمام قید خانے
بدعتیوں سے بھر گئے میری نے تمام گرجوں کے متعلق زمین اور وہ یکساں بحال کر دیں اور یہ کہا کہ یہ
بات میری نجات کے لئے ضرور ہے بدکاریاں نہایت زیادہ ہوگئیں قزاقیوں اور بڑی بڑی خطاؤں
کی کثرت ہوئی اور کس فردہ میں پچاس قیدی ایک ہی اجلاس میں پھانسی دیئے گئے اور ذی رتبہ آدمی

[1] مسئلہ خمری و خبزی سے شاید اُسی شراب و روٹی سے مراد ہے جس سے خون و گوشت عیسیٰ تعبیر کرتے ہیں اور ذکر اُس کا اُوپر ہو چکا ہے ۱۲ مترجم

قزاق بنگئے ۱۵۵۸ء میں نومبر کی سترھویں کو ملکہ میری نے بیالیس کی عمر میں انتقال کیا اِس ملکہ کی قلیل عرصہ سلطنت یعنی پانچ برس میں دو سو پچاسی آدمی زندہ جلائے گئے ان میں پانچ بشپ اکیس پادری چھپن عورتیں چار لڑکے تھے علاوہ اِس کے ہزاروں آدمیوں نے اپنے ایمان کی خاطر جانیں اور مالی نقصان اُٹھائے۔ اسی ۱۵۵۸ء میں ملکہ الزبتھ تخت پر بیٹھی اور اُس نے ممانعت کی کہ حضرت عیسٰی کے عرس میں بادشاہی گرجے میں روٹی حضرت عیسےٰ کے گوشت کی جگہ پیش نہ کیجائے رومن کیتھولک مذہب والوں نے اِس بات سے انکار نہ کیا کہ پوپ کو ملکہ کے تخت سے اُتارنے کی طاقت نہیں ہے اِس واسطے اُن پر بڑے بڑے ظلم کئے گئے اور وُہ جلائے گئے ایک ایک تجارت کا ایک ایک آدمی کو اختیار دیا کہ اُس کے سوا کوئی اور نہ کرنے پائے اور اِس حکم سے بہت لوگوں کو بہت تکلیف پہنچی ۱۵۸۶ء سکاٹ لینڈ کی ملکہ میری کی فودھرنگی قلعہ میں تحقیقات شروع ہوئی الزام یہ تھا کہ میری بھی ملکہ ایلیزبتھ کی قتل کی سازش میں جو بی ننگ ٹن کی تھی شریک تھی اٹھارہ برس کی سخت قید اُٹھانے کے سبب سے میری تندرست اور خوبصورت عورت سے ایک بیمار ضعیفہ بن گئی تھی ۱۵۸۷ء میں آٹھویں فروری کو ملکہ میری کا سر کاٹا گیا اِس زمانہ میں ملکہ کی عمر چوالیس برس کی تھی ۱۵۹۸ء میں آئرلینڈ کی رومن کیتھولک مذہب والے باشندوں پر سخت ظلم ہوئی ۱۶۵۳ء میں چوبیسویں مارچ کو ملکہ ایلیزبتھ نے ستر برس کی عمر میں انتقال کیا اور جیمز اوّل جو سکاٹ لینڈ کا چھٹا جیمز تھا اور وہاں کی ملکہ میری کا بیٹا تھا تخت انگلینڈ پر بیٹھا اسی زمانہ میں یہ قانون جاری ہوا کہ مذہبی معاملات میں ہرگز رعایت نہ کرنی چاہئے اور پیوریٹن مذہب والے عیسائی امریکہ میں جا بسے ۱۶۰۴ء میں جنیمز نے قصد کیا کہ سکاٹ لینڈ میں برس ہیرے یزم یعنی گرجے میں پادریوں کی حکومت موقوف کرے۔ دس بڑے بڑے سردار قید کئے گئے تین ہزار پادری موقوف کئے گئے اور اور بہت سی تکلیفیں اِس مذہب والوں کو دیگئیں جادوگر اور چڑیلوں کے بندوبست کے لئے قانون جاری ہوا ۱۶۰۳ء میں جنیمز نے اپنی کتاب جنّی کو تیسری دفعہ چھپوایا اِس کتاب میں بادشاہ نے جنّوں کی رسموں اور چڑیلوں وغیرہ کی سازشوں اور پہچان کی ترکیب لکھی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ انہیں سزا دینا ضرور ہے۔ پارلیمنٹ نے اِس زمانہ میں ایک قانون جاری کیا جس میں جادوگروں کیواسطے وہی سزائیں لکھی تھیں جو بادشاہ نے

۱۔ اور تاہم اس نمودی بادشاہ کو جسے مورخوں نے عیسائی ملکوں کا نہایت عقلمند اُلّو لکھا ہے اور جسے کولیصاحب کے قول کے موافق خدائیتعالٰی نے تخت پر اسواسطے بٹھایا تھا کہ دُنیا کو یہ معلوم ہو جائے کہ ایسے آدمی کو بادشاہ نہ کرنا چاہئے اسوقت کی کین ٹربری کی آرچ بشپ نے یہ کہا کہ بے شبہ جو کچھ حضور اپنی زبان مبارک سے فرماتے ہیں وہ روح اللہ کی خاص مدد کے بغیر نکلنا ناممکن ہے ۱۲ مولف

اپنی کتاب جنی میں تجویز کی ہیں اور اس قانون کی تعمیل بڑی سرگرمی سے کی جاتی تھی اس طرح اس بادشاہ کے تخت نشینی کے زمانہ سے سترھویں صدی کے آخر تک تین ہزار ایک سو بانوے آدمی اکثر گریٹ برٹین میں جلوہ گری[1] کے الزام کے سبب قتل ہوئے اگرچہ اس تعداد کا کسی کو یقین نہ آئے مگر یہ بالکل سچ ہے ان لوگوں میں جو اس طرح مارے گئے وہ دو بیوائیں بھی شامل تھیں جن میں ہیل صاحب جج کلاں نے اُن کے دشمنوں کے اِس بیان پر پھانسی دلوادی کہ اُنہوں نے تین بچّوں پر جادو کیا ہے اور وُہ بچّے ایسے بیمار ہیں کہ وُہ کچہری میں نہیں حاضر کئے جاسکتے مگر جب تک وہ دو بیوائیں پھانسی پاچکیں اُس کے دوسرے دن وہ تینوں بچّے جج صاحب کے سامنے صحیح و تندرست حاضر ہوئے اور ملزموں نے بیان کیا کہ جو ہیں اُن دونوں عورتوں کو پھانسی ملی اُسی دم یہ بچّے اچھے ہو گئے ۱۶۲۵ء میں جیمس اوّل نے اونتیس برس کی عمر میں انتقال کیا اُس کی جا اُس کا بیٹا چارلس اوّل تخت پر بیٹھا اُس نے اپنی رعیّت سے زبردستی قرض لینا شروع کیا اور پارلیمنٹ کی بے صلاح ٹکس جاری کئے اور لوگوں کو قید کیا اِن حرکات سے رعیت نہایت ناراض ہوئی ۱۶۲۹ء میں محکمہ سٹار چیمبر[2] کو بڑے بڑے اختیارات دیئے گئے چاروں امثلہ مندرجہ ذیل سے ناظرین کو ظاہر ہو جاویگا کہ اِس محکمہ سے خلقت کو کیسی کیسی تکلیف پہنچی اور اِس محکمہ کو محکمہ انصاف کہنا بیجا ہے ہرنصاحب بیرسٹر نے ایک ایسا رسالہ تصنیف کیا جو اہل دربار کو مضر تھا اِس خطا پر وہ وکالت سے موقوف ہوئے اور یہ حکم ہُوا کہ صاحب مذکور کو ویسٹمنسٹر اور چیپ سایڈ دونوں مقاموں میں خلقت کے سامنے کاٹ میں ٹھوکا جاوے اور ہر ہر جگہ ایک ایک کان کاٹا جاوے اور وُہ بادشاہ کو پچاس ہزار روپیہ ادا کریں اور دائم الحبس لگاویں۔ کرنل لِلبرن پر ایسے رسالہ لکھنے کا الزام لگایا گیا کہ جس سے بغاوت متصور ہو اس محکمہ نے تحقیقات کا حکم دیا مگر ملزم نے سٹار چیمبر میں قسم کھانے سے اِنکار کیا اور وہ قسم یہ ہوتی تھی کہ میں ایسے سوال کا یہی صحیح صحیح جواب

[1] میکش صاحب کی تاریخ ترقی علم جلد دوم صفحہ ۳۱۰-۳۱۱ اِس مصنف کا قول ہے کہ اس زمانہ میں بڑے جادو کے الزام لگانے والے اشخاص مندرجہ ذیل تھے سکاٹ لینڈ کا جیمس پوپ انوسنٹ ہشتم ماسپر نگر بوڈی نس و نیہوس قیس اسی زمانہ میں یعنی ۱۶۱۰ء میں پرتگال کے محکمہ تحقیقات مذہب نے ایک انگریز کے گھوڑے کو سر اکل الزام پر جلوا دیا کہ یہ جو اُچھلتا اور کودتا ہے یہ بغیر شیطان کی مدد کے نہیں ۱۲ مؤلف :-

[2] اِس محکمہ کو سٹار چیمبر اِسواسطے کہتے ہیں کہ جس کمرے میں (چیمبر) یہ محکمہ جاری ہُوا اُس کمرے میں رچرڈ اوّل کے زمانے میں ستارہ پرست یا یہودیوں کے عہدنامے رکھے تھے سوائے ان عہدناموں کے اور کوئی عہدنامہ صحیح نہ خیال کیا جاتا تھا۔ یہ محکمہ ۱۴۸۷ء میں ہنری ہشتم کے وقت میں تحقیقات کیواسطے قایم ہُوا تھا اور اُس میں بادشاہ کی خاص صلاح کاروں کی عقل اجلاس کی بانی تھی چارلس اوّل کی سلطنت میں اس محکمہ کا نہایت زور رہا اور آمنی چھبیسویں سے بیالیسویں سن تک حکومت کرتے رہے چارلس اوّل کے وقت میں ۱۶۴۱ء میں یہ محکمہ توڑ ڈالا گیا ۱۲ :-

دیدونگا کہ جس سے میرا مجرم ہونا ثابت نہ ہو جاوے ججوں نے کہا کہ اِس شخص نے محکمہ کی حقارت کی لہٰذا اِسے کوڑے مارے جاویں اور کاٹ میں ٹھوکا جاوے اور قید کیا جاوے جس وقت اُسے کوڑے لگ رہے تھے اُس وقت اُس نے پکار کر بفصاحت کہا کہ سرکار میں بڑا ظلم ہوتا ہے اِس پر سٹار چیمبر کے ججوں نے حکم دیا کہ مُنہ میں ڈاٹ دی جائے - ولیمس صاحب لنکن کے بشپ وعظ بہت اچھا کہتے تھے لاد صاحب کنٹربری کی آرچ بشپ اُن سے اس بات پر جلنے لگی اور بادشاہ کو بہکا کر ولیمس صاحب پر ایک لاکھ روپیہ کا جرمانہ کروایا اور یہ بھی حکم دلوایا کہ یہ شاہی قید خانہ میں تب تک قید رہیں جب تک کہ بادشاہ انہیں رہا کرے اور اُنہیں اُن کے پادری گری کے عہدہ سے معطل کرادیا ولیمس صاحب پر بھی ظلم نہیں ہوا بلکہ ایک اور بھی ظلم ٹوٹا جس وقت اُن کا اسباب خانگی اور کتابیں ضبط کیجاتی تھیں اُنکے گھر میں سے چند خط نکلے جو اُنہیں اس بال ڈس ٹن صاحب مذکور نے لکھے تھے اِس خط پر اسّی ہزار روپیہ جرمانہ ہو گیا بعد ازاں بیچارہ غریب مدرس کی تحقیقات کا حکم ہوا اور بعد تحقیقات کے یہ حکم ہوا کہ پچاس ہزار روپیہ جرمانہ ادا کرے اُس کے مدرسہ کے ساتھ ہی اُس کے دونوں پاؤں کاٹ میں ٹھوکے جاویں ۱۶۴۱ء میں آئرلینڈ میں بغاوت ہوئی اور چالیس ہزار پروٹسٹنٹ مارے گئے ۱۶۴۲ء میں انگلستان میں فساد ہوا ۱۶۴۹ء میں چارلس اوّل پر باغی وظالم وقاتل و دشمنی ریاست جمہوری ہونے کے الزامات قایم کئے گئے اور اُس کے مقدمہ کی تحقیقات کا حکم ہوا بارھویں جنوری کو وُہ مجرم قرار پایا اور تیسویں جنوری کو وایٹ ہال میں اُس کا سر کاٹا گیا اور یہ منادی ہوگئی کہ انگلستان میں ریاست جمہوری قایم کی گئی ۱۶۵۶ء میں کرم ول چھبیسویں جنوری کو وس منسٹر حال میں لورڈ پروٹکٹر یعنی محافظ انگلستان مقرر ہوئے ان کے عہد حکومت میں سختی ہوئی ہزاروں آدمی بے تحقیقات کے قتل کئے گئے اور بہت سے آدمی جو لڑائی میں ہاتھ آئے تھے اور پچاس انگلستان کے معزز آدمی جو سرکار سے ناراض تھے وُہ گرفتار ہو کر باربیڈوز جزیرہ میں نتیجہ کے واسطے بھیجے گئے اور تمام وہ آدمی جنہوں نے کبھی بھی کوئی ایسی بات کہی تھی کہ جس سے بادشاہ کی طرفداری پائی جائے اُن سے اُن کی تمام آمد کا دسواں حصّہ لیا جانے لگا - اس ٹکس کا نام دہ یکی از خیر خواہان سلطان مشہور ہوا تمام ملک چھوٹے چھوٹے ضلعوں میں تقسیم ہو گیا ہر ایک ضلع پر ایک فوجی سردار رہنے لگا - اِس حاکم کو اختیار تھا کہ جس آدمی پر اُسے کسی طرح کا شُبہ ہو گرفتار کر لے - اب ہم اُس زمانہ کا حال لکھتے ہیں اور یہ لکھتے ہیں کہ جب ہم ہندوستان کے حاکم اور مختار ہو گئے تو ہم نے کیا کیا - کلایو صاحب اُس زمانہ کا حال لکھتے ہیں

ب ۱ ف - یہ جمہوری سلطنت کا انتظام انگلینڈ میں گیدہ برس تک رہا بعد ازاں چارلس دوم ولد چارلس اوّل مقتول تخت نشین ہوا ۱۲:-

جب ہم نے میر قاسمؐ کو بنگالہ کے تخت سے اتار دیا وہ لکھتے ہیں کہ ایسی بے انتظامی اور رشوت ستانی اور ظلم کبھی کسی ملک میں نہ ہُوا ہوگا۔ جیسا اس زمانہ میں بنگالہ میں ہو رہا ہے بنگال بہار اوڑیسا تینوں صوبہ جن کا خراج تین کروڑ روپیہ ہے بالکل اُس وقت کمپنی کے ملازموں کے اختیار میں آگیا ہے جیسے ہم نے میر جعفر کو پھر صوبہ داری پر بحال کیا کمپنی کے فوجی اور ملکی دونوں نوکروں نے ہر ایک مالدار آدمی سے نواب سے لیکر زمیندار تک رشوت ستانی شروع کر دی ہے کمپنی کے نوکروں کی طرف سے ہزاروں سوداگر تجارت کرتے ہیں اور ہرگز محصول وغیرہ کچھ نہیں ادا کرتے وُہ کہتے ہیں کہ ہم سرکاری نوکروں کے گماشتہ ہیں اور اُن کے نام سے ایسے کام کرتے ہیں کہ جس سے مُسلمان اور ہندوُں کی ناک میں انگریز کے نام سے بدبو آنے لگی ہے اور کمپنی کے نوکر نواب کے خراج میں دست درازی کرنے لگے ہیں اور اپنی مرضی کے موافق کسی سرکاری نوکر کو موقوف کر دیتے ہیں اور کسی نوکر کو رکھوا دیتے ہیں اور ہر ایک آدمی سے نذر لیتے ہیں۔ اس بدانتظامی کے تھوڑے دن بعد ایک بڑا قحط پڑا۔ اِس واسطے کچھ تعجب نہیں ہے کہ بیس برس بعد لورڈ کورن والس صاحب گورنر جنرل نے بنگال کے ذکر میں یہ لکھا کہ یہ ملک اب تک بہت تنزل پر تھا اُن کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے مجھے اِس بات کے بیان کرنے سے بہت غم ہوتا ہے کہ اس ملک میں بہت برسوں سے تجارت اور زراعت میں رفتہ رفتہ تنزل ہوتا جاتا ہے اور شریف بنیوں کی قوم کے سوا جو اکثر بڑے بڑے قصبوں میں رہتے ہیں تمام باشندے مفلس ہوتے جاتے ہیں اِس ذکر میں مجھے یہ بھی کہنا چاہئے کہ کمپنیؐ کے ملکوں کے تمام زمینداروں کا بھی یہی حال ہے اور اُن کی یہ مفلسی کچھ تو اُن کی کاہلی اور فضول خرچی کے سبب سے معلوم ہوتی ہے اور کچھ ہماری پہلی بدانتظامی کی طرف منسوب ہو سکتی ہے۔ یہ بات نہیں ہے کہ ہماری بدانتظامی کے سبب سے صرف ہماری ہی رعیت کو نقصان پہنچا ہو بلکہ اور راجاؤں کے ملکوں میں بھی یہ خرابی پھیل گئی جیسے ملک اودھؐ کے نواب سے ہمارا ارتباط ہُوا ہے جیسے اُس کا ملک بھی ایک لاش بنگیا ہے جسے انگریز لوگ نوچ نوچ کر کھائے جاتے ہیں۔ ہنٹنگ صاحب جس زمانہ میں گورنر جنرل تھے اور جو خود اس بے انتظامی میں شامل تھے وہ اُس زمانہ کا حال اس طرح لکھتے ہیں مجھے خوف ہے کہ ہماری دست اندازیوں اور بیباکیوں کے سبب تمام ہندوستانی سرکاریں

ف ۱ ۔ میر محمد قاسم خاں والد میر محمد جعفر خاں مسند نشین سابق بنگالہ جس کی اولاد ابتک نواب ناظم مرشد آباد مشہور ہیں وہ ۱۷۶۴ء میں صوبہ داری صُوبجات ثلثہ سے معزول کیا گیا تھا ۱۲ مترجم ف ۲ ۔ کویصاحب کا لوڈ کلایو کا جواب مضمون دیکھو ۱۲ مولف ف ۳ ۔ سرکاری خط دیکھو ۱۲ مُولف ف ۴ ۔ یہاں مراد نواب شجاع الدولہ وزیر و صُوبہ دار اودھ سے ہے ۱۲ مترجم +

ہماری دوستی سے ڈرنے لگی ہونگی جیسی کہ ہماری فوج سے ڈرتی ہیں ہماری دست اندازی اور نوکروں کی بداعمالی نے ہمارے شہروں کو ہماری فوج سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے ہندوستان کا ہر ایک آدمی ہم سے خط وکتابت کرنے میں خائف ہے کیونکہ ہندوستانی دیکھتے ہیں کہ جن لوگوں نے ہم سے آشتیؔ وغیرہ کی وہ تباہ اور برباد ہوئے وہ لکھتا ہے کہ لوگ جو ہم سے بدگمان ہو گئے ہیں اُس کا بڑا باعث ہمارے معاملات اودھ ہی ہیں۔ ملصاحب مورخ کا قول ہے کہ ان معاملات سے پہلے ملک اودھ نہایت ترقی پر تھا اور اُس میں تین کروڑ روپیہ آمدنی سالانہ تعدی وظلم کی تھی جب ہم نے اُس کے ملک میں کچھ انگریز اور ایک فوج مقرر کی تو نواب عرصہ قلیل میں بہت مفلس ہو گیا اور بعسرت بسر کرنے لگا اور چند سال بعد اُسے معلوم ہوا کہ میرے ملک کے محاصل پہلے کی نسبت نصف ہو گئے ہیں نو برس میں بحساب اوسط چونتیس لاکھ روپیہ فی سال کمپنی کے نوکروں نے نواب سے بجبرؔ لئے۔ ہیس ٹنگز صاحب گورنر جنرل لکھتے ہیں کہ ہزارہا آدمی کمپنی کے ملکی اور فوجی نوکروں کی تنخواہوں پنشنوں اور رشوتوں کے ظلم کے سبب سے مفلس ہو گئے ہیں اور نوابؔ کے خزانہ میں اتنی گنجایش نہیں ہے کہ ہمارے نوکروں کو بھی راضی کرے اور اپنے نوکروں کو بھی تنخواہ دے ان ظلموں کے باعث سے تمام ملک ہمارا دشمن ہو گیا نواب صاحب کے نوکر یہ دیکھتے ہیں کہ ہم نے اُنہیں حق سے بے حق کر دیا ہے۔ میری رائے میں ہمارا جو نواب پر اس مطلب کے لئے ٹکس لگانا کہ ہمارے محفوظین کو اُس ٹکس سے فائدہ پہنچے اکثر آدمیوں کے نزدیک بیجا ٹھہریگا اور اُن سے بھی زیادہ آدمیوں کے نزدیک یہ بات بیجا ٹھہریگی کہ ہم نے نواب کی حفاظت کے لئے ایسی فوج بھیجی ہے کہ جس کی تنخواہ دینے کا اُسے مقدور نہیں اور جس کی اُسے حاجت نہیں بتاؤیں کس پیرایہ تقریر میں یہ بات نواب صاحب کے سامنے کہوں کہ اگرچہ آپ کو اس فوج کی حاجت نہیں ہے مگر اسے تنخواہؔ ضرور دی جائے۔ ہیس ٹنگز صاحب کے ہنگام گورنری میں جو واردات واقع ہوئے تھے اُنہیں کو لکھ کر چپ نہیں ہو رہے بلکہ اُنھوں نے اُس فوج میں سے ایک حصہ کم کر دیا جس کی نواب کو حاجت نہ تھی مگر تنخواہ دینی پڑتی تھی لیکن ہیس ٹنگز صاحب کے بعد لورڈ کورن والس صاحب گورنر جنرل نے پھر اُسی قدر بلکہ اُس سے زیادہ فوج نواب پر مقرر کی ہر چند نواب صاحب نے بہت التجا کی مگر اُنھوں نے نہ مانا لورڈ ٹین مہتہ یعنی سر جون شور صاحب نے نواب سے مدد زری طلب کی اور رفتہ رفتہ پچیس لاکھ روپیہ سالانہ سے ستر لاکھ روپیہ سالانہ پر نوبت پہنچادی اور اور بڑھادی

۱؎ - گلگ صاحب کی کتاب موسوم بہ وقایع عمری وارن ہیس ٹنگز جلد دوم ۱۲ مؤلف ۲؎ - مل صاحب کی تاریخ ہندوستان جلد ۵ صفحہ ۳۱۲ دیکھو ۱۲ مؤلف ۳؎ - یہ مراد نواب آصف الدولہ ولد شجاع الدولہ سے ہے ۱۲ مترجم ۴؎ - واقعات عمری وارن ہیس ٹنگز صاحب جلد دوم صفحہ ۵۸ دیکھو ۱۲ مؤلف +

گئی ان کے بعد لورڈ ویلزلی صاحب گورنر جنرل نے ۱۸۰۱ء میں[1] نواب کو یہ دھمکی دی کہ ہم تم سے تمہارا سب ملک چھین لینگے اور اُن سے ان کا آدھا ملک جس کی آمدنی ایک کروڑ بتیس لاکھ روپیہ سالانہ تھی بعوض ستر لاکھ روپیہ کے جو کمپنی نے نواب صاحب پر ڈنڈ لگایا تھا لے لیا۔ مگر ہمارا ظلم اور طلب زر اب بھی موقوف نہیں ہوئی ۱۸۱۵ء اور ۱۸۲۵ء کے درمیان ہم نے چالیس لاکھ روپیہ سے کچھ زیادہ قرض کے نام سے لیا۔ لورڈ ہٹنگ صاحب گورنر جنرل، لکھتے ہیں کہ یہ روپیہ ہم نے اُن سے قرض نہیں لیا تھا بلکہ اپنی طاقت کا ڈر دکھا کر لیا تھا اور اُس کے عوض میں ہم نے اُن کو بادشاہی کا خالی لقب اور تھوڑا سا غیر آباد ملک جو جنگل سے کچھ بھی بہتر نہ ہو گا دیدیا۔ اودھ پر جو انگریزوں نے ظلم کیا اُس کا حال بیان کرنے کے واسطے ہم اب اس بیان کو یہیں چھوڑ دیتے ہیں۔ نہائیت بڑا ظلم جو ملک اودھ پر ہوا وہ یہ ہے کہ لارڈ ڈلہوزی صاحب گورنر جنرل نے ۱۸۳۷ء کے عہد نامہ کو توڑ ڈالا اور اودھ کو اُس کے نواب[2] سے چھین لیا اور عذر یہ کیا کہ یہ عہد نامہ ردی ہے کیونکہ کوٹ اوف ڈائرکٹرز نے اس عہد نامہ کو منظور نہیں کیا تھا اور جو ہیں اُن کے پاس یہ عہد نامہ پہنچا تھا اُنہوں نے کہا تھا کہ یہ بالکل بیجا ہے مگر یہ تاویل دلائل مندرجہ ذیل کے سبب سے بیہودہ ہے۔ اس عہد نامہ پر اُس وقت کے گورنر جنرل لورڈ اکلینڈ صاحب اور کونسل کے تین ممبروں کے دستخط موجود ہیں اور ۱۸۳۹ء اور ۱۸۴۷ء میں گورنر جنرل نے بادشاہ اودھ کو اپنی دو چٹھیوں میں اس عہد نامہ کا حوالہ دیا ہے اور یہ لکھا ہے کہ آپ کو اس عہد نامہ پر قائم رہنا چاہئے۔ اور سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ ۱۸۴۵ء میں سرکار کے حکم سے ایک کتاب چھپی ہے جس میں تمام راجاؤں کے عہد نامے مندرج ہیں یہ عہد نامہ بھی اُس کتاب میں موجود ہے (اودھ کے بنک کی کتاب دیکھو) ۱۸۵۶ء میں یہ مقدمہ ڈاکٹر ٹرورز لو اس صاحب کو مفوض ہوا اور اُن سے استفسار کیا گیا کہ تمہاری اس بات میں کیا رائے ہے جو اس فاضل آدمی نے اپنی رائے لکھی ہے اُس کا ترجمہ یہ ہے۔ جس قدر تک مجھ سے کہا گیا میں نے کہا میری رائے میں گورنر جنرل ہندوستان اور کونسل ۱۸۳۷ء کے عہد نامہ کے توڑنے کی یہ مجاز نہ تھے یہ معاملہ قوانین معاملات غیر اقوام کے برخلاف ہے باوصف اس بات کے کہ ایسے بڑے شخص نے یہ رائے دی ہے مگر ایک حال کے زمانہ کا مورخ جو کہتا ہے کہ میں قوانین معاملات غیر اقوام کی ایسی ہی عظمت رکھتا ہوں جیسی کہ توریت کی۔ لکھتا ہے کہ میری رائے میں اودھ کا قلمرو

۱۔ اس جگہ نواب سعادت علی خان خورد نواب آصف الدولہ سے مراد ہے ۱۲ مترجم ۲۔ یہ مراد غازی الدین حیدر بن نواب سعادت علیخان سے ہے جو کہ بعہد مارکوئیس آف ہنگر معروف یہ لارڈ ہیرآباد شاہ اودھ لکھنؤ ہوا ۱۲ مترجم ۳۔ یہ مراد نواب واجد شاہ بن امجد علی شاہ بن محمد علی شاہ ابن نواب سعادت علی خان بادشاہ حال لکھنؤ سے ہے ۱۲ مترجم ۵۔ یعنی لارڈ اکلنڈ اور لارڈ ہارڈنگ نے واجد علی شاہ کو لکھا ہے ۱۲ مترجم +

سرکاری میں داخل کرنا بیجا نہ تھا اور دلیل یہ لاتا ہے کہ جو کام ایک دفعہ آدمی کرنے خواہ وہ کسی طرح سے ہُوا ہو درست ہے یہ ایسی دلیل ہے کہ اسکے سبب سے جیب کترے اور راہزن دونوں کا کام ٹھیک ٹھیر جاتا ہے کیصاحب[1] مورخ لکھتے ہیں کہ لورڈ ڈاہوزی صاحب کے ایام گورنری میں ایک اور ملک شامل قلمرو سلطانی ہوا تھا یہ ملک فتح سے حاصل نہیں ہوا کیونکہ اس کے تمام حاکم ہمیشہ ہمارے دوست رہے تھے اور اُس کی رعیت سے ہماری فوج بھرتی ہوتی تھی اور یہ ملک اس سبب سے ہاتھ نہیں آیا کہ اُس کا کوئی شرعی وارث تخت پر بیٹھنے کا مستحق نہ رہا ہو کیونکہ ہمیشہ کوئی بیٹا یا بھائی یا کوئی خاندان شاہی کا آدمی جسے آئین محمدی کے موافق وراثت پہنچتی ہو موجود ہو جاتا تھا اور اُس زمانہ میں ایک بادشاہ پسر بادشاہ تخت پر موجود تھا بلکہ یہ ملک صرف اس دلیل سے لیا گیا کہ اب سرکار انگریزی کی یہ مرضی ہے کہ اب ہم اس ملک کو اپنی قلمرو میں شامل کرلیں اس ملک سے مراد ملک اودھ ہے جو ہندوستان کے وسط میں واقع ہے اور جس کے لینے کی ہمیں اس سبب سے حرص ہوئی کہ وُہ بہت اچھے موقع پر واقع ہے اور بہت زرخیز ہے۔ ای کروشش ڈپفن ڈورف دوٹیل کے روحوں اس معاملہ کو سنو اور اے ہندوستان کے آزاد راجاؤں تم بھی اس حیرت انگیز ماجرے کو پڑھو اور اُس پر فکر کرو۔ بے شبہ لورڈ کارن والس صاحب ایک منصف آدمی تھے اور لورڈ منٹو متہہ بہت ایماندار اور ہمارے لورڈ لورڈ ویلزلی صاحب بڑے آدمی مگر تو بھی ان گورنروں نے اپنی ایمانداری اور عقلمندی وسیرچشمی کو کام نہ فرمایا اور بادشاہان اودھ پر جو ہمارے دوست تھے بڑا ظلم کیا۔ مسٹر وئدس جو بعد ازاں لورڈ ملول کے نام سے مشہو ہوئے اُن کی بھی یہی رائے ہے کہ ہم نے بادشاہان ہندوستان پر ظلم کیا ہوز اوف کو متہزمین انہوں نے پندرھویں اپریل ۱۸۰۵ء[2] میں یہ لکھ دیا یعنی یہ گفتگو بیان کیں۔ ہندوستان میں چار بڑی بڑی ریاستیں تھیں جو باہم متصل تھیں اول ریاست مرہٹہ[3]۔ دوسری ممالک حیدر علی[4]۔ تیسری قلمرو نظام دکن[5]۔ چوتھی راجہ بداپون[6] کی اس سے علاوہ اور بھی بہت چھوٹی چھوٹی ریاستیں مثل نواب ہرکوٹ و راجہ تنجور وغیرہ کی تھیں لیکن یہ چاروں بڑی بڑی ریاستیں ہماری دشمن ہو گئی تھیں دو نوں ان میں سے ہم سے ظاہر لڑتی تھیں اور دو دشمن

ف ۱۔ کیصاحب کی کتاب موسوم بجنگ سپاہیان ہندوستان جلد اول صفحہ ۲۰ دیکھو ۱۲ مؤلف ف ۲۔ ریاستہائے مرہٹہ کئی ہیں مثل سندھیہ و ہلکر وگائکوار و غیرہ لیکن اس جگہ مراد بھونسلہ ناگپور والا ہے ۱۲ ف ۳۔ حیدر علی والد ٹیپو سلطان حکمران میسور وغیرہ جو متعلق احاطہ مدراس ہے ۱۲ ف ۴۔ یعنی حیدر آباد کے ملک نظام الملک آصف جاہ ۱۲ ف ۵۔ پونا والی پیشوا جسمیں رگناتھ راؤ بھی مدعی کا تھا بسبب قرابت قریبہ تھا ۱۲ ف ۶۔ تاریخ پارلیمنٹ جلد انتیسویں صفحہ نوسو تیس اُنتیسویں فروری ۱۷۹۰ء کا اختیار موسوم بہ اوقات بھی دیکھو ۱۲ مؤلف

ہوگئی تھیں اِس عرصہ میں بمبئی کے گورنر نے راگوناتھ جی سے جسے مرہٹوں کے ملک کا دعویٰ تھا خط کتابت شروع کی اور اُس سے یہ اقرار کر لیا کہ ہم تجھے راجہ بناوینگے اگر تو راجہ ہونے کے وقت ہمیں فلاں فلاں اضلاع دیدے۔ اِس معاہدہ کے بعد اُنہوں نے مرہٹوں سے لڑائی شروع کردی اس کے چند روز بعد بنگالہ کے گورنر نے برار کے راجہ مودہی جی بھونسلہ سے اسی قسم کا معاہدہ کیا اور اُس سے یہ کہا کہ ہم تمہیں مرہٹوں کا ملک دلوادینگے اگر تم ہمیں یہ یہ ضلع دیدو مگر انگریزوں کا دورچانن کھل گیا اور مودہی جی بھونسلہ اِس بے ایمانی اور بدمعاملگی سے بہت ناراض ہوا نظام حیدرآباد کے ملک ہمارے ملکوں کے شمال کیطرف واقع تھے اور وُہ ہمارے ملکوں کو ایسے مضر تھے کہ اگر ہم نے کچھ اُس کے ساتھ بدسلوکی بھی کی ہو تو بیجا نہیں ہے اور اُس کے لکھنے کی یہاں کچھ ضرورت نہیں ہے۔ نظام نے کمپنی کو چند ضلع سپرد کردیئے۔ اور اُن کا سالانہ خراج لینا ٹھیرالیا مگر خراج ہم نے نہ دیا اس بدمعاملگی کا نتیجہ یہ ہوُا کہ نظام نے کہا کہ انگریز ایسی قوم ہے کہ نہ انہیں ایمان کا خیال ہے نہ انصاف کا اور اُس نے حیدر علی کو ہم سے لڑنے کے لئے بُلایا اور یہ کہا کہ کوئی ہندوستانی تب تک ہرگز امن میں نہیں رہنے کا جب تک کہ انگریزوں کے پاس ہندوستان میں ایک انچ زمین بھی رہیگی جب انگریزوں نے خود اپنی بے ایمانی اور ہندوستان کی بے انتظامی کا حال اِس طرح لکھا ہو تو وُہ رائے جو قسطنطنیہ کے وزیر اعظم نے اپنے جواب نامہ میں انگریزوں کی نسبت لکھ کر سر اوبرٹ اس سلائی صاحب سفیر انگلستان کو دی اس پر بھی تعجب نہیں کرنا چاہئیے اِس کاغذ کو گریصاحب ام پی نے ہوز اوف کومنز میں اُنتیسویں فروری ۱۸۵۲ء کو اُس ہنگام میں پڑھا کہ جب روسی فوج کے باب میں باہم گفتگو ہورہی تھی جب گریصاحب اپنی تقریر ختم کرنے کو ہوئے تو اُنہوں نے کہا کہ ترک لوگ جیسی ہم نے مدد کے بہانے دغا کی اب ہم سے بہت نفرت کرنے لگے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ آپ صاحب میری اِس حرکت پر مجھے الزام لگاؤ گے یا سنو گے کہ مَیں نے بڑی مشکل سے یہ بات یعنی ناراضگی اہل ترک دریافت کرلی ہے اور اُس جواب نامہ کی نقل بھی منگالی ہے جس کو وزیر اعظم سلطان روم نے ہمارے سفیر سر رو برٹ این سلڈیکی جواب میں لکھا اور اُس جواب نامہ کا مضمون یہ ہے۔

نامۂ سلطان رُوم

سُلطان[1] خود جنگ کرتا ہے اور خود ہی صلح کرتا ہے اُسے اپنے غلاموں اور نوکروں اور رعیّت پر اعتماد کلی

[1] واضح ہو کہ یہ عبارت گویا تقریر زبانی وزیر اعظم سلطان روم کی ہے جو کہ اُس نے سفیر بادشاہ انگلینڈ سے کی تھی در جواب نامہ بادشاہ مذکور۔ مترجم

ہے۔ سلطان جانتا ہے کہ وہ وفادار ہیں اور اُن کی دلیری بھی دیکھ چکا ہے اور اُن کی وفاداری پر اعتماد ہے
مدت ہوئی کہ تمہارے یورپ کے کونے سے دغا اور ایمانداری جاتی رہی ہے اگر تمام اور عیسائیوں کا
قول سچ ہے تو انگلستان اور اُس کے آدمیوں پر ہرگز اعتماد کرنا نہ چاہیئے۔ انگلستان تمام انسانوں کی خرید و
فروخت کرتا ہے ترکوں کو تمہارے ملک کے بادشاہ سے کچھ علاقہ نہیں ہے ہم نے کبھی تم سے نصیحت یا
دست اندازی نہیں طلب کی اور نہ تم سے دوستی کرنی چاہی نہ ہمارا کوئی وزیر یا قاصد تمہارے ہاں ہے اور
نہ کبھی ہم نے تم سے خط وکتابت کی ہے پھر تم کس دلیل سے ہمارے اور اہل روس کے معاملات میں دست
اندازی کی درخواست کرتے ہو تمہیں کیا غرض ہے کہ تم ایسے لوگوں کو نفع پہنچاؤ جنہیں تم کافر کہتے ہو۔ نہ
ہمیں تمہاری دوستی نہ مدد درکار ہے نہ دست اندازی تم اپنے وزیر کی بہت تعریف کرتے ہو ہمارے نزدیک
وہ ہمیں کسی طرح کا فریب دیا چاہتا ہے اور کوئی ایسی تجویز نکالی ہے کہ جس سے وہ تمہاری قوم کو ہماری
طرف متوجہ رکھے۔ ہم نے سُنا ہے کہ تم لوگ بڑے سریع الاعتقاد اور کمینہ اور زردوست ہو اگر ہم غلطی پر
نہیں ہیں تو بات سچ ہے کہ لالچ تمہارے خمیر میں ہے تم اپنے خدا کو بھی خرید اور فروخت کرتے ہو اور
روپیہ تمہارا معبود ہے سب چیزیں تمہارے وزرا اور قوم کے نزدیک تجارت کی ہیں کیا تم اس واسطے
آئے ہو کہ ہمیں روس کے ہاتھ بیچ ڈالو نہیں ہم اپنا سودا آپ کر لینگے ہمیں اپنی قسمت پر شاکر رہنا چاہیئے
جب ہمارے اچھے دن آئینگے ہمیں آپ ترقی ہوگی جو خدا اور اُس کے نبی نے حکم دیا ہے وہ ضرور ہو کر
رہیگا ترک مگر نہیں جانتے دو روی اور شرارت تم عیسائیوں کا طریقہ ہے ایمانداری اور صاف باطنی اور
معاملہ کی درستی ہمارا پیشہ ہے اور ہماری ریاست کے کاروبار میں صدق رائج ہے اگر ہم لڑتے ہیں تو پھر
ہم اپنے کاموں کو خدا کی مرضی پر سونپ دیتے ہیں اور جانتے ہیں کہ جو ازل میں خدا تعالیٰ نے ہماری
تقدیر میں لکھا ہے ہو کر رہیگا۔ ہم بہت عرصہ تک شان وشوکت سے بسر کر چکے ہیں اور ہماری ریاست
ساری زمین پر اوّل درجہ کی تھی اور ہم اس بات کا فخر کرتے ہیں کہ ہم نے سالہا سال تک عیسائیوں
پر فتح پائی اور اُن کے مکروحیلوں اور دغابازیوں اور تمام قسم کی بدیوں کو مغلوب کر دیا ہے خدا تعالیٰ
خالق موجودات کی پرستش کرتے ہیں اور محمدؐ کی نبوت کا یقین کرتے ہیں تم جس خدا کی پرستش کا
دعویٰ کرتے ہو نہ تو اُس کا یقین اور پرستش کرتے ہو اور نہ اُس کے نبی کا یقین کرتے ہو جسے تم اپنا
خدا اور نبی کہتے ہو ایسی بے ادب اور بد مذہب قوم کا اعتماد کیونکر کیا جا سکتا ہے تم اپنے ہر کام اور معاملات
باہمی میں صدق اور نیکی کو دخل نہیں دیتے تمام عیسائی بادشاہوں کے شکائیت نامہ وغیرہ دیکھو کہ جب
وہ باہم لڑتے ہیں تو ایکدوسرے کی نسبت کیا کہتے ہیں تمہیں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام اور عیسائی

بادشاہ بھی ایسے ہی کفر بکنے والے اور بے ایمان اور ظالم اور نامنصف اور دغا باز ہونگے کبھی ترکوں نے بھی اپنا اقرار یا بات جھوٹی کی ہے کبھی نہیں کی کبھی کسی عیسائی حاکم نے بھی اپنا وعدہ وفا کیا ہے نہیں ہرگز نہیں کیا یہ لوگ تب تک وعدہ وفا کرتے ہیں کہ جب تک ان کا کوئی مطلب نکلے اس صورت میں تم کیونکر خیال کر سکتے ہو کہ ہم تمہارا اعتماد کریں اگر لوگ سچ کہتے ہیں تو تم ایسی قوم ہو کہ جنکے تمام وزیر بے ایمان ہیں اور جن کی امور ریاست میں ایک جو برابر بھی نیکی نہیں پائی جاتی سلطان کو تمہارے بادشاہ سے کچھ تعارف اور خط و کتابت نہیں ہے اور نہ وہ چاہتا ہے اگر تم مخبر کے طور پر یہاں رہنا چاہتے ہو یا اپنے قول کے موافق اپنے بادشاہ کا سفیر بنکر رہنا چاہتے ہو تو اور عیسائی قوموں کے سفیروں کے ساتھ رہو کیونکہ تم ایسی حرکات کرتے ہو کہ تہذیب کے بہت خلاف ہے ہمیں نہ تمہاری بڑی مدد درکار ہے نہ بحری نہ ہم تمہاری صلاح چاہیں اور نہ دست اندازی مجھے بادشاہ کا حکم ہے کہ تو اس درخواست مدد کا شکریہ نہ کر کیونکہ مجلس سلطانی سے بیجا سمجھے ہے اور مجھے بادشاہ کا حکم نہیں کہ تمہاری درخواست مدد بحری کا بھی شکر کروں کیونکہ سرکار کے دل میں کبھی یہ خیال نہیں گیا کہ وہ تمہارے جہازوں کو اپنے سمندر میں داخل ہونے دے جو تم اُس سے معاملہ کیا چاہتے ہو نہ ہم اُسے جانتے ہیں اور نہ ہم اُس کی پرواہ کرتے ہیں اُس سے اپنے معاملات اُس طرح سے کرینگے جو ہمیں مناسب معلوم ہوگا اور ہمارے قوانین شرعی اور ملکی کے موافق ہوگا لوگ تمہیں کہتے ہیں کہ تم بڑے بدکار ہو۔ عیسائی قوم ہو اگر تم ایسے نہیں ہو تو اس میں بھی شک نہیں ہے کہ بڑے گستاخ اور فضول گو ہو تم یہ دعویٰ کرتے ہو کہ اُس جیسے بادشاہ کو ہم صلح پر راضی کر دینگے تم اور تم جیسے اور بہت سے سفیر عیسائی آپس میں ایکا کر لیتے ہیں اور اپنے تئیں برابر کا معزز خیال کر کے لکھتے ہیں ہم تمہیں خوب جانتے ہیں یہ تمہارا اعتدال سے گذرنا تمہاری بیہودگی پر دلیل ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم دیوانہ وار دخل بیجا کرتے ہو تمہاری اِس طرح کی حرکات سے معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری ملکی مجلسیں ذلیل اور حقیر ہیں اور تمہاری نصیحت بیوقوفانہ ہے اور اِس لائق نہیں ہے کہ اُس پر کوئی بادشاہ توجہ کرے چہ جائیکہ سرکار سلطان روم اِس ملک کے وزیروں نے جب کبھی اور جس موقع پر تمہاری نصیحت مانی ہے یا تو اُنہوں نے تمہارے اِرادہ میں فتور پایا یا تمہاری جہالت سے نقصان اُٹھایا ہمارا سلطان تم جیسی قوم کے ارادوں اور تمہارے دخل بیجا سے خطر نہیں رکھتا کیونکہ تم ایک قوم ہو جو اپنی رعیت اور ہموطنوں سے بھی بے ایمانی کرتے ہو ایک تم ہی نہیں بلکہ تمام عیسائی بادشاہوں کا یہ قدیم سے رواج ہے کہ وہ روپیہ کے واسطے اپنی رعیت کو بھی فروخت کر دیتے ہیں ہمیں خوب تحقیق ہے کہ جب تم میں صلح ہوتی ہے تو عہدنامہ میں شرطیں اُس بادشاہ کی مفید لکھی جاتی ہیں

جس نے زیادہ رشوت دی ہو۔ عثمانیوں کے وزیر یوروپ والوں کی صلح بہت مان چکے ہیں مگر جتنی دفعہ ہم نے تمہاری صلاح مانی یا خراب ہوئے یا دغا پائی۔ اپنا نامہ لیکر چلے جاؤ سلطان کو تمہاری دست اندازی روس کے باب میں درکار نہیں ہے تمہارا یہ ارادہ ہے کہ تمام دنیا کو آپس میں لڑوادیں اور بعد ازاں اس اپنی بے ایمانی سے فائدہ اُٹھائیں۔ ہمیں تمہاری تجارت بھی درکار نہیں ہے کیونکہ ہمارے سوداگروں نے تمہاری بدروئی سے بہت نقصان اُٹھایا ہے خود غرضی تمہارا ایمان ہے اور صرف لالچ تمہارا خدا ہے اور تم عیسائی مذہب ہونے کا اس واسطے بہانہ کرتے ہو کہ اس پردہ میں اپنا مطلب حاصل کرو۔ ہم تم سے اب خط وکتابت رکھنا نہیں چاہتے اور اس واسطے ہم حکم کرتے ہیں کہ تم نے اسکا جواب نہ لکھنا +

اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ قرآن شریف میں بہت مؤثر اور مفید مسائل ہیں ہم اس باب کے ختم کرنے سے پہلے ای بی سینی صاحب کی کتاب موسوم لائر کے ایک چوالی کے چند فقرے نقل کرتے ہیں اس کتاب کو مصنف نے خود ۱۸۵۵ء میں چھپوایا تھا +

صدق مقال و دیانت

ان[1] بڑے بڑے بازاروں میں جو ہر قوم کے آدمی اور ترک یا ملک شام کی صنعتیں مجتمع ہیں اُن سے گویا عثمانیوں پر معلوم ہوتا ہے یا ترکوں کے خط وخال میں چند اور خط وخال زیادہ ہوگئے ہیں یہ ترک لوگ اپنی دوکان کے سائبانوں میں یونانی اور آرمیناں کے سوداگروں کے برابر بیٹھے رہتے ہیں آرمینیا اور یونان کے تاجر ادھر اُدھر دیکھتے ہیں اور ہر خریدار کو تاڑتے ہیں اور یہ کہکر بلاتے ہیں یہاں آئیے جناب کپتان صاحب یہاں آئیے مگر ترک لوگ بہت سنجیدگی سے خاموش بیٹھے رہتے ہیں اور حقہ پیتے جاتے ہیں اور اپنی تسبیح پڑھے جاتے ہیں اگر کوئی آدمی ایک ترک کی دوکان کے تختہ کے آگے ٹھہرے اور اُس سے قیمت کسی چیز کی پوچھے تو وہ بہت نرمی اور اختصار سے ۵۰ یا ۱۰۰ اپی ایسٹر[2] یا جو کچھ قیمت ہوگی کہدیگا اگر کوئی آدمی اُن کے حلوات سے واقف نہ ہو اور اُن سے سودے میں تکرار کرنے لگے تو وہ لوگ کچھ جواب نہیں دیتے صرف منہ اونچا کردیتے ہیں اور حقہ پینے لگتے ہیں ہر چند کوئی تکرار کرے مگر وہ قیمت میں ایک حبہ کی کمی نہیں کرتے مگر عیسائی اور یہودی تاجروں کا حال بالکل خلاف ہے ایکسو اپی ایسٹر سی ۸۰ پر آتے ہیں اور ۸۰ سے ۶۰ اور ۶۰ سے ۴۰ پر اور زیادہ تکرار کرو تو اس سے بھی کم پر

[1] – بیان رومیہ اور برتاؤ واستقلال مزاج ترکان روم کا بمقابلہ اور اقوام وغیرہ کے ۱۲ مترجم۔

[2] – اپی ایسٹر ایک ایکے کا سکہ ہے جس کی قیمت ایک روپیہ بارہ آنہ آٹھ پائی ہوتے ہیں ۱۲ مترجم۔

نوبت پہنچ جاتی ہے - قاعدہ یہ ہے کہ اگر تاجر آرمینیا[1] کا رہنے والا ہے تو جتنی قیمت وہ مانگتا ہے اُس
سے نصف پر راضی ہو جائیگا اور اگر یونان کا ہے تو ایک تہائی پر اور اگر یہودی ہے تو چوتھائی
پر مگر مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ اگر اس کا کوئی اسباب خریدنا چاہے تو اُسے چاہئیے کہ جو قیمت وہ مانگتے
ہیں وُہ ہی دے وہ ایک حبہ کم نہیں لیتے - چونکہ کوئی عثمانیوں[2] کو اُن کے اقرار سے نہیں پھیر سکتا
وہ اوروں کی بات کو بھی ایسا ہی سچا سمجھ لیتے ہیں اور فوراً یقین کر لیتے ہیں اگر کوئی ترکوں کے سامنے
قسم کھائے اور کہے کہ یہ بات سچ ہے تو انہیں اسی وقت اُس کی بات کا یقین آجائیگا ایک دن
ایک فرانسیسی افسر بازار میں کپڑا خریدنے گیا اور اُس نے وُہ ہی کپڑا تلاش کیا جو ایک دن پہلے اُسکے
دوست نے خریدا تھا مگر اُس تاجر پاس وہ کپڑا ہو چکا تھا وہ دوسرے تاجر پاس گیا اُس نے وہی
کپڑا دکھایا مگر قیمت زیادہ مانگی اُس افسر نے شکایت کی کہ تو قیمت زیادہ مانگتا ہے اور اُسے اپنا نمونہ
دکھایا سوداگر نے نمونہ کے کپڑے کو بغور دیکھا اور معلوم کر لیا کہ بیشک اس کپڑے اور میرے کپڑے
میں کچھ فرق نہیں ہے اُس کے بعد اُس نے خریدار سے کہا کہ تو قسم کھا کہ میں نے اس قیمت پہ اس
کپڑے کو خریدا ہے جو میں کہتا ہوں - افسر نے اس بات کے دیکھنے کے لئے کہ دیکھوں میری قسم کا نتیجہ
کیا نکلتا ہے قسم کھائی اس پر سوداگر نے اُسے کپڑا اُسی قیمت پر دیدیا - ابی سینی صاحب فرانسیسی لکھتے ہیں
کہ میں اقرار کرتا ہوں کہ اس طرح ہر آدمی کی بات کا مان لینا اور شان و شوکت سے بیٹھا رہنا اور کم سخن کرنا
مجھے بہت پسند ہے میں نہیں جانتا کہ تاجر لوگ کیوں اسقدر تکلف کرتے ہیں اور خریدار سے اپنے تئیں
اس قدر گھٹاتے ہیں ملک شام میں بایع اور مشتری میں کچھ فرق نہیں ہوتا تاجر اپنا اسباب بیچنے میں
اس قدر کوشش نہیں کرتا اور اگر اُس کے پاس بیٹھنے والے تاجر کا اسباب بہت بکے تو حسد
نہیں کرتا وُہ کہتا ہے کہ میری باری کل آئیگی جب وہ مؤذن کی آواز سُنتا ہے تو اپنی دوکان میں نماز
پڑھنے لگتا ہے اور آنے جانے والوں کی کچھ پرواہ نہیں کرتا اور اپنی نماز میں ایسا مصروف ہوتا ہے
کہ گویا وُہ جنگل میں تھا اور یا وُہ پاس کی مسجد میں نماز پڑھنے چلا جاتا ہے اور اپنے اسباب کو اکیلا چھوڑ
دیتا ہے اور خلق اللہ کی ایمانداری پر بھروسہ کرتا ہے اس بڑے دار الخلافت قسطنطنیہ میں جہاں
سوداگر سترہ کوٹھیوں پر اپنے مال کو تنہا چھوڑ کر جاتے ہیں اور ہر ایک کو یہ بات معلوم ہے اور جہاں کہ

ف۱ - آرمینیا یعنی گرجستان دار من ۱۲ مترجم ف۲ - اہل فارس ترک لوگوں کو عثمانی کہتے ہیں کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان ہی آنحضرت
کے سچے خلیفہ تھے آپ ہی نے قرآن شریف مرتب کیا ہے اور اُنہی کی تمام مشکلات کو حل کیا ہے ۱۲ مؤلف مگر صحیح ہو کہ عثمانیہ حضرت عثمان سے مراد
نہیں ہے یہ عثمان غازی بن ارطغرل بن امیر سلیمان شاہی سے ہے جو جدّ اعلیٰ سلاطین عثمانیوں کا تھا اور ۱۲۹۹ء میں بادشاہ روم ہوا تھا ۱۲ مترجم

صرف رات کو دروازہ ایک بلّی سے بند ہوتے ہیں ایسے بڑے شہر میں تمام برس میں چار چوریاں بھی نہیں ہوتیں۔ پیرؔا اور گلٹیا[1] میں صرف عیسائی آباد ہیں مگر یہاں ایک دن بھی نہیں گذرتا کہ جس میں قزاقی یا قتل نہ سُنا جائے اسی طرح کی ایمانداری گانوں اور قریوں میں پائی جاتی ہے اب ہم انگریزی سیاح کی روائیت لکھتے ہیں جو اُس نے حال میں اخبار میں لکھی ہے۔ کل میں نے ایک بلغار کے کسان کا چھکڑا اپنے اور اپنے دوست کے اسباب لادنے کے لئے کرایہ کیا اور میرے اسباب میں صندوق اور پیٹیاں اور شطرنجی کے تھیلے اور چُغے اور پوستین سمور اور شالیں تھیں میں یہ چاہتا ہوں کہ تھوڑی سی خشک گھاس اس واسطے خرید لوں کہ رات کو بچھا کر اس پر سویا کروں اور اسی تلاش میں چلا ایک نہائیت خلیق ترک راستہ میں مجھے ملا کہ آؤ میں تمہارے ہمراہ چلوں کسان نے بھی اُسی وقت اپنے بیل گاڑی سے کھول لئے اور اُنہیں اور ہمارے اسباب کو کوچہ میں چھوڑ کر چلا گیا جب میں نے دیکھا کہ وہ بھی جاتا ہے تو میں نے کہا کہ کسی کو تو یہاں رہنا ضرور ہے ترک نے متحیر ہو کر پوچھا کہ کیوں کیا وجہ کیوں رہنا چاہیئے میں نے کہا کہ ہمارے اسباب کی حفاظت کرنے کے واسطے۔ اُس مسلمان نے جواب دیا کہ واہ اگر تمہارا اسباب ایک ہفتہ بھی رات اور دن یہاں پڑا رہیگا تو بھی کوئی اُسے نہیں چھوئیگا میں نے اس بات کو تسلیم کر لیا اور جب واپس آیا تو میں نے دیکھا کہ سب چیزیں جیسی میں چھوڑ گیا تھا ویسی ہی رکھی ہوئی ہیں۔ اس بات کا بھی خیال رہے کہ اُس وقت اُس کوچہ میں ترکی سپاہی بھی پھر رہے تھے اگر ہم یہ بات لنڈن کے ممبروں پر چڑھ کر بیان کریں تو بعض خیال کرینگے کہ ہم خواب دیکھ رہے ہیں اُنہیں اس خواب سے بیدار ہونا چاہئے۔ وہاں کے حمال[2] اور مزدوروں کی ایمانداری پر ہمارے ہاں کے سوداگروں کی نسبت زیادہ اعتماد ہو سکتا ہے یہ حمال مصالحوں کے گٹھڑ کے گٹھڑ گلتیا[3] کے دفتروں سے جہازوں تک لیجاتے ہیں اور جہازوں سے دفتروں تک اور مجھے یقین ہے کہ کبھی ایک گٹھڑی بھی نہیں جاتی واقعی یہ بات تمام قوم کی دیانت کے سبب سے ہے اور اس قوم کی دیانت اور امانت ضرب المثل ہے گلتیا کا ایک تاجر قسطنطنیہ کو واپس جاتا تھا اور اُس کی تھیلی میں دو ہزار پیشٹر کی بکلک[4] تھی جب وہ توپخانہ پر اپنا اسباب اُتار رہا تھا تو وہ تھیلا اتفاقاً پھٹ گیا اور اُس کے تمام بکلک گھاٹ پر پھیل گئے اور بعض اُس میں سے دریا میں لڑھک کر جا پڑے وہاں کی تمام خلقت اُن کے چننے پر پل پڑی اور بعض آدمی پانی میں کود پڑے

---

[1] گلتیا یعنی قلاتا یا غلاتا یہ گویا ایک بڑا محلہ شہر استنبول کا بلکہ اسکا تہائی حصہ کہنا چاہیئے کہ جس میں فقط عیسائی لوگ بستے ہیں ۱۲ مترجم [2] حمال یعنی باربردار ۱۲ [3] قلاتا ۱۲ [4] بکلک ایک سکہ ہے جو پانچ پیشٹر کا ہوتا ہے اور پیشٹر ایک روپیہ بارہ آنہ آٹھ پائی کا ہوتا ہے ۱۲ مترجم

مالک گھبرا کر ایک ایک کے پیچھے دوڑنے لگا مگر ایک لمحہ بھر بعد اُس کو معاملہ کے دیکھنے سے ثابت ہو گیا کہ یہ لوگ میرے ہی واسطے اِس روپیہ کی تلاش کرتے ہیں اور جو سکّہ جس کو پاتا تھا وہ لا کر اُس کے تھیلے میں رکھدیتا تھا۔ بعدازاں ایک حمّال نے اُس کا تھیلا اپنی پیٹھ پر اُٹھا لیا اور سوداگر کے ساتھ ساتھ اُس کے گھر کو چلا جب سوداگر اپنے گھر پہنچا تو اُس نے مزدور کو مزدوری دیکر رخصت کیا اور جلدی سے اپنے بلگ گننے لگا شمار کرنے کے بعد اُسے معلوم ہُوا کہ میرا ایک بلگ بھی نہیں گیا۔

مسامحت وفیاضی

چونکہ عیسائی اپنے مذہب کے مسئلوں کی متابعت میں غفلت کرتے ہیں اور امور دنیوی کے لحاظ سے مذہب کی طرف کم توجہ کرتے ہیں یا اپنی بدنیتی سے اِس مذہب سے ترک کرتے ہیں اس سبب سے ترک لوگ اِن باتوں کو دیکھ کر ہمارے مذہب کو ذلیل سمجھتے ہیں اور یہی سبب ہے کہ وہ ملک یُوروپ کو اقلیم کفّار کہتے ہیں اور ہمارے ذکر میں ہمیں ملحد اور بدمذہب کہتے ہیں اگرچہ وہ ہمیں حقیر جانتے ہیں پر ہم پر ظلم نہیں کرتے ہیں۔ مَیں نے اِس کتاب میں کسی جائے پر بہت سی نقلیں لکھکر ثابت کیا ہے کہ یہ جو عیسائی مسلمانوں پر بے اعتدالی اور غیر قوموں کو زبردستی اپنا مذہب منوانے کا الزام لگاتے ہیں یہ بالکل بیجا ہے۔ جیسے کہ دُنیا میں کوئی چیز عثمانیوں سے اُن کا مذہب نہیں چھوڑوا سکتی وَیسے ہی وُہ غیر قوموں کے مذہب میں دست اندازی نہیں کرسکتی اگر کوئی اُن کو خوش نہ کرلے اور اُن سے محبّت کرے تو یہ دُعا دیتے ہیں کہ خدا تیرا انجام بخیر کرے اور اُس سے مراد یہ ہے کہ خدا تجھے اَیسی ہدائیت دے کہ تو مسلمان ہو جائے۔ لیکن اِس سے زیادہ اور کچھ دست اندازی نہیں کرتے مسلمانوں کے علماء کا قول ہے کہ دل میں ہدائیت کا ڈالنا اور مُسلمان کرنا خدا کا کام ہے ان علما کا یہ بھی مقولہ ہے کہ ہر ایک سے نیکی کرو اور جہلا سے بحث نہ کرو۔ ملک شام میں مذہب کے سبب سے کبھی ظلم نہیں ہُوا برخلاف اُس کے وہ اُن لوگوں کا مامن ہے جو اپنے ہمقوم عیسائیوں کے تعصّب کے سبب سے تباہ ہو جاتے ہیں تاریخیں دیکھو پندرھویں صدی میں ہزاروں بنی اسرائیلی ہسپانیہ اور پرتگال سے نکالے گئے اور ٹرکی[1] میں آکر پناہ گزیں ہوئے۔ یہاں اُن کی اولاد چار صدیوں سے بہت امن وامان سے رہتی ہے مگر ہمیں اقرار کرنا چاہیئے کہ بعض بعض جائے عیسائیوں اور خوش عقیدہ کیتھلک مذہب والوں کے ظلم سے بچنے کے لئے اُنہیں مقابلہ بھی کرنا پڑا۔ ایتھنس[2] میں حال میں بھی جب تک ایسٹر[3] رہتا ہے کوئی یہودی بازار میں نہیں پھر سکتا

---

[1] ٹرکی مراد اُس سے یہی ترکستان آل عثمان ہے جو کہ فی زمانہ رُوم کہلاتا ہے ۱۲ مترجم [2] دارالسلطنت قدیم یونان جسکو اہل عرب اتینیہ لکھتے ہیں اور لقب اُس کا مدینۃ الحکما ہے ۱۲ مترجم [3] ایسٹر عیسائیوں کے اُس تیوہار کو کہتے ہیں کہ جس میں وُہ لوگ حضرت عیسٰیؑ کی فاتحہ لاتے ہیں یہ وہ دن ہے کہ جس میں حضرت عیسٰیؑ اپنی موت کے تین دن بعد اپنے حواریوں کو زندہ دکھائی دیئے تھے ۱۲ مترجم

شکی ہیں اگر قوم بنی اسرائیل سے کوئی یونانی یا آرمینیا کا عیسائی بُری طرح پیش آئے تو وہاں کا حاکم بیشک
بنی اسرائیلی قوم کے آدمی کی حفاظت اور حمایت کریگا۔ سلطان کی عملداری میں تمام مذہبوں کے آدمی
ہیں ہر قوم کی رسمیں اس ملک میں پائی جاتی ہیں یہ سچ ہے کہ مسجدیں گرجوں اور یہودیوں کے عبادت
خانوں سے زیادہ بلند ہیں مگر یہ نہیں کہ اس قسم کے عبادت خانہ بالکل نہ ہوں کیتھلک مذہب کو
قسطنطنیہ اور سمرنا میں پیرس اور لیوتر کی نسبت زیادہ آزادی حاصل ہے کسی قانون میں یہ نہیں ہے
کہ اس ملک میں غیر مذہب والے اپنے مذہب کی رسموں کو پوشیدہ کریں جب مروے قبرستان میں لیجائے
جاتے ہیں تو ہزاروں عیسائی مہنت شمع ہاتھوں میں لئے اُن کے ساتھ ہوتے ہیں اور انجیل کے
سام[۱] یعنی نصائح پڑھتے جاتے ہیں۔ فیٹ ویو کے دن پر آاور گلڈیا کے تمام عیسائی قطاریں باندھکر
بازار میں نکلتے ہیں اور صلیب اور جھنڈا اُن کے سامنے ہوتا ہے اُن کی حفاظت کے لئے ترک
لوگ اپنے سپاہیوں کا بکٹ اُن کے ساتھ کر دیتے ہیں اور یہ بکٹ خود عثمانیوں کو بھی رستہ سے
ہٹا دیتا ہے اور عیسائیوں کی یہ رسم پوری ہو جاتی ہے۔ مجھے اُمید یہ سُننے کی ہے کہ مشرق کے کیتھلک
لوگوں کو فرانس اور اسٹریا میں ایسا ہی امن ملا جیسے کہ اُن یونانی عیسائیوں کو اور انگریزی پروٹسٹنٹ
کو دیتے ہیں خدا کرے ایسا ہی ہو مگر یہودی بیچاروں کی کون حفاظت کریگا۔ چار پانچ برس گذرے
کہ ایک خچر ہانکنے والے یہودی کو موصل کے بادشاہ کے پاس پکڑ کے لائے اور یہ بیان کیا کہ اس نے
حضرت سے بے ادبی کی ہے اور اس سبب سے اُس مقام کے تمام باشندہ برہم ہو گئے ہیں۔ پاشا
نے پوچھا وہ کیا الفاظ ہیں جو ملزم نے آنحضرت کی نسبت کہے اور جب اُس نے اُن الفاظ کو سُنا
تو وہ ڈر گیا اور یہ کہتا بھاگا کہ یہ ناممکن ہے کہ کوئی آدمی ایسی گستاخی کرے اور خدا تعالیٰ اُسی لمحہ
اُس سے اس بے ادبی کا انتقام نہ لے اس لئے میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ خچر ہانکنے والا مجرم ہے
اور یہ بات بیہودہ ہے کہ میں ایسے شخص کو سزا دوں جس کو خدا تعالےٰ نے خود نہ سزا دی۔ اس سے
اہل ترک کی چشم پوشی صاف ظاہر ہے اس پر بھی اہل فرانس آسبرگ گزٹ اور ای تنہیس ادب نزور
اخبار کی روایتوں پر یقین کرتے ہیں اسیہ جانتے ہیں کہ ترکی مسلمان عیسائی کتوں کو ہر روز سُولی
پر چڑھاتے ہیں اور عذاب دیتے ہیں اور گاہے اُن کا سلطان اپنے خاص غلاموں پر جو رومال
پھینکتا ہے اُس رومال سے اُس کا گلا گھونٹ کر مار ڈالتے ہیں اور گاہے جیتی عورتوں کو گونوں
میں سی دیتے ہیں اور اُنہیں بوس فورس میں پھینک دیتے ہیں اہل فرانس ان روایتوں کو اپنی

۱۔ آیات زبور و انجیل ۱۲

قصہ کہانیوں کی کتابوں میں لکھا پاتے ہیں۔ مگر حال میں ترک کی سرکار نے اپنی مسامحت کم کردی ہے کیونکہ اُنہوں نے دیکھا کہ اس ہماری مسامحت کے سبب سے اکثر لوگوں نے اپنے مذہب پلٹنے شروع کردیئے ہیں اور اُن کے اس مذہب پلٹنے سے امور ریاست میں فتور واقع ہونے لگا اور لوگوں کے ایمان میں فرق پڑنے لگا صرف لیزی ریٹ پادری جنہوں نے سنہ ۱۸۱۵ء میں بمقام ٹرکی خروج کیا اپنی پادری پن کی ماہیت کو سمجھ گئے چنانچہ یہ پادری اب تمام لیونت میں پھیل گئے ہیں۔ یہ خصوصیت انہیں لوگوں کے واسطے ہے کہ ان کی وعظ اور نصیحت سے عمدہ نتیجہ بخشا ہر جگہ کے حاکم نے بجائے امتناع کے ان کی وعظ کی اور استعانت کی کیونکہ ان کی سعی سے صاف ظاہر تھا کہ یہ لوگ نیک نیت اور خیر اندیش ہیں حسیب افندی حاکم مصر کے ایک بڑے معزز نوکر نے سنہ ۱۸۴۷ء میں مدرسہ سیسٹرز اوف چیرٹی کا ملاحظہ کیا اور وہاں کے افسر مدرسہ پاس اُسی قسم کا ایک نہایت عمدہ خلعت بھیجا جیسا وہاں کی عورتیں پہنتی تھیں اور یہ کہلا بھیجا کہ جو اس خلعت کے لائق ہو اُسے یہ خلعت دیا جائے کیا یہ شخص ترک نہ تھا عثمانیوں کے نزدیک احسان کرنا سب میں بڑا فرض ہے بنی شاعر نے اپنے بیٹے کو یہ نصیحت لکھی ہے تو ہر درویش اور غریب کے واسطے اپنا دروازہ ہمیشہ وار کھا کر مسجدوں کے بنانے اور دائم الصوم ہونے اور کعبہ کے ہزاروں حج سے یہ عبادت خدائیتعالی کو زیادہ پسند ہے۔

ترک لوگ مہمان نوازی کو مذہب کا ایک حصہ سمجھتے ہیں جو کوئی مسلمان خیرات دینے میں غفلت کرتا ہے ترکوں کے نزدیک وہ مسلمان ہی نہیں ہے اہل اسلام کے ہاں پانچ چیزیں فرض ہیں اور وہ یہ ہیں زکواۃ۔ حج۔ صوم رمضان۔ نماز پنجگانہ۔ اقرار مذہب باللسان۔ میں نے کہیں اس کتاب میں ذکر کیا ہے کہ ترک لوگ بڑے فیاض ہیں اور وہ خیرات دیتے ہیں اپنے ہم مذہب اور غیر مذہب کی تمیز نہیں کرتے اور یہانتک کہ دشمن کو بھی دیتے ہیں اور صرف بادشاہوں کا یہ حال نہیں ہے بلکہ ہر امیر اور غریب میں یہ بات پائی جاتی ہے یہ لوگ ایسے ہی مہمان نواز ہیں جیسا کہ ٹیسی ٹس موسخ اہل جرمن کو لکھتا ہے اور یہ لوگ صرف بڑے بڑے قصبوں میں یا گانوں ہی دینے میں فیاضی نہیں کرتے بلکہ اُنہوں نے شاہراہوں پر آپس میں چندے ڈالکر ایسی عمارات بنادی ہیں کہ جن سے مسافروں کی حفاظت ہوتی ہے اور غربا کی حاجت روائی ان اور عمارات میں یہاں کے اہل قصبہ کے ہمسایوں اور ہمقوموں ہی کی غور و پرداخت نہیں ہوتی بلکہ جانوروں کی بھی خبر گیری کی جاتی ہے فقرہ مذکورۃ الصدر میں آبی سائینی صاحب فرانسیسی قسطنطنیہ کے بازاری کتوں کے حال میں لکھتے ہیں کہ یہ ہزاروں کتّے اہل یوروپ سے بھاگ کے اس شہر کے دور دور کے محلوں

میں آ چھپتے ہیں۔ اب بھی یہاں ایسے رحمدل لوگ ہیں جو انہیں ہر صبح کو خوراک دیتے ہیں اور جب کُتیاں بچّے دینے لگتی ہیں تو اُن کی زیادہ خبرگیری کرتے ہیں اور جب جاڑے میں کتّوں کے پلّے سردی کے مارے مرنے لگتے ہیں تو اُن کو بچاتے ہیں اور یہاں تک فیاضی کرتے ہیں کہ اپنے مرتے وقت کوئی جاگیر یا زمین ایسی چھوڑ جاتے ہیں کہ جس کی آمد سے ان کتّوں کی خبرگیری ہوتی رہے۔ یہ سچ ہے کہ کتّا بھی مسلمانوں کے نزدیک سور کی مانند ناپاک ہے اور اُس کو عثمانی ایسا ناپاک سمجھتے ہیں کہ اُس کے موجود ہونے سے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ابھی شرع کے موافق پاک نہیں ہوئے اس واسطے وُہ کتّوں کو اپنے گھر میں نہیں آنے دیتے مگر ان کتوں وغیرہ کا مالک یہ جانتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے ان تمام جانوروں کا محافظ مقرر کیا ہے جو اُس محلہ میں آ رہے جس میں مَیں رہتا ہوں آنحضرت نے مہمان نوازی اور خیرات دینے کا حکم دیا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ یہ نیکی سب نیکیوں سے اوّل درجہ کی ہے۔ ترک لوگ جانوروں[1] تک سے بفیاضی و مہمان نوازی پیش آتے ہیں۔ القصہ مَیں نے کوئی ایسی قوم نہیں دیکھی جو ترکوں سے زیادہ رحمدل ہو افسوس ہے کہ ہم ترکوں سے اب تک اس طرح پیش آتے ہیں جیسے کوئی وحشیوں سے پیش آئے ◆

باب پنجم در ابطال الزامات نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

وُہ الزام جو عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت لگاتے ہیں وہ سب ان چار میں شامل ہیں

(۱)۔ آپ نے ایک نیا اور جھُوٹھا مذہب اس بنا پر ایجاد کیا کہ وہ مجھ پر خدا کی طرف سے وحی ہُوا ہے مگر برخلاف اس کے وہ اُنکا اپنا ایجاد تھا جو اُنہوں نے اپنی بلند نظری اور شہوت پرستی کے سبب سے نکالا

(۲)۔ آپ نے اسلام کو شمشیر کے ذریعہ سے رواج دیا اس باعث سے لاکھوں آدمیوں کا خون ہُوا اور ہزاروں برباد ہو گئے

(۳)۔ قرآن شریف میں جنّت کا ایسا بیان ہے کہ جس سے دنیوی عیاشی مشابہ ہے ◆

(۴)۔ آپ نے ایک سے زیادہ نکاح کا حکم دیکر بدرویہ گی کو جائز کر دیا اب ہم ان الزامات کا جسقدر ہم سے ممکن ہے جواب دیتے ہیں ◆

[1] کتاب موسوم بہ لاٹری ایک چوائی صفحہ ۸۔ پارڈو مورخ لکھتا ہے کہ ترک لوگ جانوروں پر صرف رحم ہی نہیں کرتے بلکہ ان کے بڑے مہمان نواز دوست بن جاتے ہیں کہ وُہ اُس بکری کے بچّہ کو ہرگز ذبح نہیں کرتے جس کو اُس کی ماں نے دُودھ پلانا نہ چھوڑا ہو تاکہ لا حاصل اُس کی ماں پر ظلم نہ ہو ایک شکاری انگریزی شکار کو گیا مگر اُسے کچھ شکار ہاتھ نہ لگا اُس نے کسی شے آمدنی سے پہلے اپنی بندوق کو خالی کیا یہ گولی اتفاقاً اُس قاز کے جا لگی جو اُس کے سر پر اُڑی جاتی تھی تمام ملاح وغیرہ اُس کے پیچھے لپٹ پڑے اور اُنھوں نے اُسے ایسی لعنت و ملامت کی کہ گویا اُس نے کسی آدمی کو قتل کر ڈالا تھا ۱۲ مؤلف ◆

الزام اوّل (سلہ ۱) آپ نے ایک نیا اور جھوٹا مذہب اس بنا پر ایجاد کیا کہ وہ مجھ پر خدا کی طرف سے وحی ہؤا ہے مگر برخلاف اس کے وہ اُن کا اپنا ایجاد تھا جو اُنہوں نے اپنی بلند نظری اور شہوت پرستی کے سبب سے نکالا۔ آپ کی تمام عمر کے ہر ایک کام سے یہ بات بخوبی ظاہر ہے کہ آپ میں بلند نظری کا عیب ہرگز نہ تھا اور جب ہم اس امر کو غور کریں کہ آپ نے باوصف اس بات کے کہ اسلام کو آپ کے زمانہ حیات میں ہی خوب رواج ہو گیا اور آپ کو لاانتہا حکومت حاصل ہو گئی مگر آپ نے اُس سے ہرگز اپنا ذاتی فائدہ نہ اُٹھایا اور زمانہ وفات تک ویسی ہی سیدھی سادھی وضع[۱] رکھی جیسے پہلے تھی تو یہ امر اور بھی زیادہ ہمارے ہی قول کا مؤیّد ہے کہ آنحضرت بلند نظر نہ تھے اور یہ جو عیسائی الزام لگاتے ہیں کہ آنحضرت شہوت پرست تھے یہ اُن کا الزام باطل ہے کیونکہ جب آنحضرت نے ظہور کیا تو اُس زمانہ میں اہل عرب میں بے انتہا نکاحوں کا رواج تھا پس یہ امر ظاہراً بیہودہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایسا شخص جو شہوت پرست ہو وہ بدکاری اور بدرویہ گی کو خود معدوم کر دے۔ علاوہ اس[۲] کے جو ہم پہلے اس باب میں بیان کر چکے ہیں ہم یہ بات بھی آنحضرت کی طرف سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ بھی اپنے ہموطنوں کی مانند عورتوں سے بہت رغبت رکھتے تھے اور آپ نے یہ کبھی دعویٰ نہیں کیا کہ مَیں اُن انسانی خواہشوں سے بری ہوں جو سب آدمیوں کو ہوتی ہیں بلکہ برعکس یہ فرمایا ہے کہ مَیں بھی تم ہی[۳] جیسا آدمی ہوں اور بمقابلہ حضرت داؤد کے جو نبی اور بادشاہ تھے اور جن کی تعریف میں انجیل میں لکھا ہے کہ وُہ ایسے آدمی تھے کہ جو خدا کا سا دل رکھتے تھے۔ آنحضرت ایسے صاف تھے کہ جیسے ایک برف کا ٹکڑا (انا کی (پاکدامنی اور عفت کی دیوی) مندر پر گرا ہؤا ہو سال کے دوسرے دختر فشال حضرت داؤد کی پہلی زوجہ تھی اس زوجہ کو اُس کے باپ نے آپ کی جلاوطنی کے زمانہ میں آپ سے لیلیا اور بعد ازاں آپ نے برابر کتنے ہی نکاح کئے مگر باایں ہمہ اپنی پہلی زوجہ کا بھی دعویٰ کئے گئے حضرت داؤد نے ایک غیر مختون[۴] بادشاہ کی بیٹی سے بے تکلف نکاح کر لیا اور اگرچہ آپ کے ہاں اکثر بیبیوں سے اولاد تھی لیکن پھر بھی آورشلیم میں حرمیں کیں اور آخرکار یا تشبا[۵] کے مقدمہ میں آپ نے حرام اور خون ناحق بھی کیا۔ جب حضرت داؤد ایسے ضعیف ہو گئے کہ آپ پر ہر چند کپڑے ڈالے مگر آپ کو گرمی نہ پہنچی اور سردی نہ موقوف ہوئی تو یہ تجویز ٹھہری کہ ایک نوجوان پاکیزہ عورت بہم پہنچانی چاہئے جو آپ کی خدمت کرے اور آپ کے ساتھ ہمخواب ہو آپ نے لوگوں کو حکم کیا کہ ایک نہایت

سلہ ۱ - آنحضرت کا وقائع عمری کا صفحہ دیکھو ۱۲ م ۔ سلہ ۲ - صفحہ دیکھو ۱۲ مؤلف سلہ ۳ - قرآن شریف سورۃ ۱۵ - ۱۲ مؤلف ؛
سلہ ۴ - تلی شامہ گمسبر ۱۲ مؤلف سلہ ۵ - باب اوّل حال بادشاہان انجیل ۱۲ مؤلف ؛

حسین اور نوعمر عورت لاؤ آپ پوچھتے ہیں کہ کیا ایک نیک آدمی ایسی حرکت کر سکتا ہے یقینی وہ عیسائی جو آنحضرت پر عیاشی کا اعتراض کرتے ہیں اُنہیں اس انگریزی مثل کا ضرور ہی خیال رکھنا چاہیئے۔ جو لوگ شیش محل میں رہتے ہیں اُنہیں پتھر پھینکنے میں پیشقدمی نہ کرنی چاہیئے۔ آپ نے اپنے اقتدار اور حکومت کے استحصال میں حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی پیروی کی اگر حضرت موسیٰ سرداری فوج اور حصول اقتدار اور مقنّن بننے میں کوشش نہ کرتے تو بنی اسرائیل کی رہائی مصر میں سے ہرگز نہ ہوتی یقینی ابتک کوئی ایسا آدمی نہیں ہوا ہے جس نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام پر یہ الزام لگایا ہو کہ آپ نے بلند نظری اور اپنے نفع کے واسطے یہ مہم اختیار کی تھی کیونکہ اگر آپ ایسا نہ کرتے تو آپ اپنی رسالت کے اُس مطلب کو انجام نہ دے سکتے جس کے واسطے خدا[۱] نے آپ کو پیدا کیا تھا۔ وہی حال ملک عرب کا ہے چونکہ عرب اُس زمانہ میں بہت سی ریاستوں میں منقسم تھا اور وہ باہم ہمیشہ جنگ میں رہتے تھے پس آنحضرت کے واسطے اُس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا کہ آپ اُن کے سردار بنجاویں اور اُن میں مصالحت کرادیں اور اپنے مذہب کو اُن میں رواج دیں۔ اس امر کے ملاحظہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بلند نظر نہ تھے اور یہ عیسائیوں کا الزام باطل ہے۔ اکثر عیسائی جو آنحضرت پر مکر اور جعلسازی کا الزام لگاتے ہیں اسکی بے انصافی اس بات سے ظاہر ہے کہ آپ کا اصل مسئلہ خدا تعالیٰ کی وحدانیت ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا بھی یہی مسئلہ تھا مگر ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ لفظ مکر و جعلسازی آپ کے دعویٰ نبوت کی طرف منسوب ہے۔ اب یہ امر یقینی ہے کہ بت پرستی کا معدوم کرنا اور خدا تعالیٰ واحد مطلق کی عبادت کا ایسی قوم میں بناڈالنا جو نہایت درجہ کی بت پرست تھی اور خدا کو بالکل بھول گئی تھی حقیقت میں ایسا کام ہے جس کے واسطے خدا تعالیٰ نے نبی مقرر کیا ہو۔ یہ بھی امر یقینی ہے کہ آنحضرت نے عرب میں خدا تعالیٰ واحد مطلق کی عبادت قایم کی اور اُس ملک سے بت پرستی ایسی معدوم کردی کہ وہ ایک ہزار برس کے عرصہ سے ابتک پھر کبھی کسی طرح سے نہیں ظاہر ہوئی لیکن برخلاف اس کے جب عیسائیوں میں پھر بت پرستی پھیلی تو اُن کے اُس فرقے نے جسے غلبہ حاصل ہوگیا تھا بت شکنوں[۲] کو بدمذہبی کا صرف اس واسطے الزام لگایا کہ اُنہوں نے اُن کے بنائے ہوئے بتوں کو توڑ ڈالا۔ آنحضرت کے اُن حکموں کے سوائے جن میں بت پرستی کی بیخکنی کا حکم ہے سب حکموں میں اخلاص

۱؎ یہوا یعنی خدا ۱۲ ۲؎ جب آیرنی ملکہ ملک مشرق رفصہ لیو چہارم ملقب بلقب بت شکن کو اُس کے خاوند نے اپنی موت سے پہلے اپنے بیٹے قسطنطین کی طرف سے ناظمہ سلطنت مقرر کیا تو اُس نے اپنے بیٹے قسطنطین کی آنکھیں نکلوا لیں اور آپ تخت پر ہو بیٹھی اور ۷۸۷ء میں مجلس قشبہ کو منعقد کیا اور بت پرستی کو دوبارہ قائم ہونے کا حکم دیا ۱۲ مولف

اور مددگاری باہمی کی تاکید ہے اور اس مذہب کے بڑے بڑے دشمن بھی اس بات کے مقر ہیں کہ آنحضرت نے قرآن شریف میں ان حکموں کے باب میں بڑا اشد د مد کیا ہے۔ اُن تمام قصص اور روایات میں جنکا قرآن شریف میں مذکور ہے اور جو عربوں کی رسم کے موافق استعاروں سے پر ہیں کسی اہل عیسائی اس قدر طعن نہیں کرتے جیسا ذکر معراج پر کرتے ہیں۔ ان نکتہ چینیوں کو خیال کرنا چاہیئے کہ یہ قصہ ایک جَو برابر بھی اُس قصہ کے مقابل میں خلاف عقل اور ناممکن الوقوع نہیں معلوم ہوتا جس میں یہ لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شیطان جنگل میں بہکا کر لیگیا۔ یہ شیطان حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو ایک نہایت بلند پہاڑ پر لیگیا اور اُنہیں تمام سرزمین کے بادشاہوں کی شان و شوکت دکھلائی حقیقت حال یہ ہے کہ بیان معراج تمام استعارات سے پر ہے اور اُن استعارات کی شرح یہ ہے البراق سے بجلی مراد ہے جو برق کے مادہ سے بھی زیادہ تیز رو ہے اور وہ نور کا زینہ جس پر سے آنحضرت اور جبرئیل آسمان پر چڑھے وہ خیال سے مراد ہے کیونکہ خیال ایسی چیز ہے کہ اُس کے وسیلہ سے ہم تمام آسمان پر پہنچ جاتے ہیں اور خدا کے تخت یعنی عرش پر ہمارا گذر ہو جاتا ہے اور وہ عجیب مرغ جس کی آواز سننے سے خدا تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور جس کی صدا نہ کبھی آدمی نے سُنی اور نہ اُس کے وہم و خیال میں آئی اُس سے مراد صلحا کی دعا ہے باقی چیزوں کا بھی یہی حال ہے علاوہ اس کے ہم پوچھتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کے احادیث کے باب میں ہم استعارات وغیرہ کی تاویل کیوں نہ کریں جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہزاروں عیسائی فقیہ اپنے مذہب کے صدہا مسئلوں میں اس قسم کی تاویلیں کرتے ہیں تاکہ بیہودگی کا الزام اُن سے رفع ہو چنانچہ اس نبی کا تمام قصہ دیکھو جس میں لکھا ہے کہ خداوند پاک جھوٹھ کے دیوتاؤں سے اس باب میں صلاح کر رہا تھا کہ حضرت ایوب کو کون فریب دیگا (فقرات انجیل) اور خدا نے کہا کہ کون آہب کو سمجھائیگا کہ وہ اوپر جائے اور رمیتہ گلی ایڈین مارا جائے ایک فرشتہ نے کچھ صلاح دی اور دوسرے نے کچھ اور آخر الامر خدا تعالیٰ کے سامنے ایک فرشتہ آنکر کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ میں اُسے سمجھاؤنگا خدا نے اُس سے پوچھا کہ کیونکر سمجھائیگا فرشتہ نے جواب دیا کہ میں جاؤنگا اور تمام نبیوں کے منہ سے جھوٹھ بلواؤنگا خدا نے کہا کہ تو اُسے سمجھالیگا اور کامیاب ہوگا جا[3] اور ایسا کر کیا حضرت سلیمان کے تمام مقولات کی یہ تاویل نہیں کی گئی کہ اُن سے حضرت عیسےٰ کی حجت اپنے مذہب کی طرف پائی جاتی ہے اسی طرح سے عہد جدید[4] میں جب حضرت عیسےٰ اپنے تئیں انگور کے بیل اور

---

[1] واقعات عمری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۱۴۲ دیکھو ۱۲ مؤلف [2] سنٹ مرقس صاحب کی انجیل باب ۱ صفحہ ۱۲ ۱۲ لغفن

[3] اسر بادشاہان باب ۲۲ درس ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ ۔ ۱۲ مؤلف [4] یعنی انجیل تمام ۱۲

راستہ اور دروازہ کہتے ہیں اور یہ فرماتے ہیں کہ خبز[1] اور خمر میرا جسم اور خون ہے کیا اس میں استعارہ نہیں ہے استعارے کے انکار سے ایک بڑی بُری طرح کی بت پرستی اُن عیسائیوں میں پھیلگئی ہے جو رومن کیتھلک طریقہ رکھتے ہیں اس مسئلہ کو ٹرین شٹین سے اپشن یا مسئلہ خمری اور خبزی کہتے ہیں ہمارے نزدیک یہ بات انصاف کے خلاف معلوم ہوتی ہے ہم اہل اسلام کو اُن کے ایسے مسئلوں میں جو بظاہر عقل کے خلاف معلوم ہوتے ہیں تاویل کی اجازت نہ دیں ہماری رائے میں اُن کے مذہب میں کوئی مسئلہ ایسا خوفناک اور بیہودہ نہیں ہے جیسا عیسائیوں کا خمری اور خبزی مسئلہ ہے۔ جس میں ایک روٹی کا ٹکڑا جس پر کیسا ہی جاہل اور شریر عیسائی پادری چند لفظ پڑھ کر پھونک دے اُس سے وہ قرین خدا بنجاتا ہے جس نے تمام عالم پیدا کیا آنحضرت پر یہ بھی اعتراض ہے کہ پہلے آپ نے یہ بیان کیا کہ میں اہل عرب کو کوئی نیا مذہب نہیں سکھائیگا بلکہ اُن کو حضرت ابراہیمؑ کا دوبارہ تلقین کرونگا اور یہ مذہب وہ تھا جو کہ حضرت ابراہیمؑ کے بعد حضرت اسمٰعیلؑ ابو الاعراب نے سکھایا تھا۔ مگر آنحضرت نے حقیقت میں ایک نئے مذہب کی بنا ڈالی اور لہذا خلاف بیانی کی لیکن اگر صرف اُسی مذہب کو نیا مذہب کہتے ہوں کہ جس میں پہلے مذہب سے اصُول عبادت اور احکام شرعی بھی خلاف ہوں تو یقینی نہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا مذہب نیا ہے اور نہ حضرت عیسٰے علیہ السّلام کا نہ آنحضرت کا حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے مذہب میں سوا اس کے کوئی اور بات نئی نہ تھی کہ آپ نے حضرت آدم علیہ السّلام اور حضرت نوح اور حضرت ابراہیم اور حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب اور حضرت اسمٰعیل علیہم السّلام کے مذہب کے مسئلوں کو فقط زیادہ مدّوشدّ سے بیان کیا ہے اور وہ مسئلہ یہ تھے کہ صرف ایک خدا کی پرستش کرو اور جان و دل سے اُسکے حکم مانو اور اُس کی محبت رکھو۔ اور معاملات باہمی اس طرح کرو جس میں سب کا فائدہ متصور ہو اور جس طرح خدا نے فرمایا ہے چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ خدا کو سب چیزوں سے زیادہ چاہو اور اپنی ذات اور ہمسایوں سے بڑی محبت رکھنی بھی بڑا قانون ہے اور تمام نبیوں اور حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل کو جو مذہب سکھایا اُس میں صرف یہ قانون تھے کہ خدائے لایزال کی پرستش کرو اور اُس کی محبت رکھو اور ایک دوسرے کو چاہو اور اسی سبب سے حضرت عیسٰے علیہ السّلام کا مذہب بھی نیا نہ تھا بلکہ وہی تھا جو حضرت موسیٰؑ نے آپ سے پہلے تلقین کیا تھا لیکن صرف فرق یہ تھا کہ حضرت عیسٰے علیہ السّلام نے معاملات باہمی کو زیادہ مدّوشدّ سے ادا کیا تھا اور یہ عمدہ فایدہ مقرر کیا ہے کہ جس فایدہ کو نہایت کمینہ اور جاہل سے جاہل

[1] یعنی روٹی ۱۲:۔

آدمی بھی خوب سمجھ جائیگا اور جب وہ اُس کے برخلاف کریگا تو وُہ یہ جان جائیگا کہ اب میں نے اُس
قانون کی برعکسی کی اور وہ حکم یہ ہے اور اُن کے ساتھ تم وہی معاملات کرو جو تم یہ چاہو کہ وہ لوگ ہم سے
کریں جب حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے خروج کیا اُس زمانہ میں تمام یہودیہ کے رہنے والے یہودی نہایت
بدچلن تھے اور اُن میں خود غرضی اور خود پسندی مدت سے پھیل گئی اور اُن کے پادری اور باشندگان
شہر دونوں میں سوائے لالچ اور لوٹ اور بے انصافی اور ظلم کے کچھ اور باقی نہ رہا تھا اور وہ چند ظاہری
رسوم مذہب میں مستغرق ہو کر اصُولِ مذہب کو بالکل بھُول گئے تھے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسےٰ علیہ السّلام
کو جب پیدا کیا تو اُس سے خاص غرض یہ تھی کہ وہ موسائیوں کو پھر راہ راست پر لادیں اور یہ بات حضرت
عیسیٰ علیہ السّلام کے مسلوں سے صاف ظاہر ہے ادنے ٰفکر کرنے سے یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ
مذہب عیسائی اِس واسطے نکلا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے مذہب کو دوبارہ بحال کردے۔ آنحضرت
کا کام صرف یہی نہ تھا کہ آپ مسایل مذہب اور معاملات باہمی کا بہت شدّ و مدّ سے حکم دیں بلکہ آپ کا
یہ بھی کام تھا کہ آپ خدائیتعالیٰ واحد مطلق کی پرستش قایم کریں کیونکہ جس قوم میں آپ پیدا ہوئے وہ
دونوں باتوں میں گمراہ تھے لہٰذا آپ کا ارادہ یہی تھا کہ آپ حضرت اسماعیل ابوالاعراب کا مذہب جو
صرف خدائیتعالیٰ واحد مطلق کی پرستش تھی پھیلائیں اور اس سبب سے یہ بات خوب ثابت ہو جاتی
ہے کہ آنحضرت نے جو اہل عرب سے یہ کہا کہ میں تمہیں نیا مذہب نہیں سکھاتا بلکہ وہ قدیم مذہب سکھاتا
ہوں جس کی تم کو تمہارے جد امجد حضرت اسمٰعیلؑ نے دعوت کی تھی یہ سچ ہی بولا تھا ہم سوال کرتے ہیں
کہ کیا ہم یہ خیال کر سکتے ہیں کہ وہ شخص جس نے ایسی بڑی اور پایدار اصلاح اپنے ملک میں کی اور حقیر
اور ذلیل بت پرستی کی جائے جس میں اُس کے اہل ملک سالہا سال سے مستغرق تھے خدائیتعالیٰ
واحد مطلق کی پرستش قایم کی اور جس نے قتل اطفال معدوم کر دیا اور (قمار بازی اور شراب خوری
کہ جو اصل اصُول بدوضعی ہے) بدرویہ گی کی ممانعت کی اور جس نے پہلے کی نسبت کم بیبیاں کرنیکا
حکم دیا۔ ہم پھر سوال کرتے ہیں کہ کیا ہم ایسے بڑے مصلح مذہب کو صرف فریبی کہہ سکتے ہیں یا یہ کہہ
سکتے ہیں کہ تمام اُس کا دور دغا بازی اور مکاری کا زمانہ تھا (معاذ اللہ) نہیں ہرگز نہیں کہہ سکتے۔
یقینی آپ کی نیت بخیر ہوگی اور ارادہ نیک اور یہی باعث ہو گا کہ جس نے آپ کو اپنے دعویٰ پر
ہمیشہ مستقل رکھا اور کبھی آپ سے کسی طرح کی خامی ظاہر نہیں ہوئی اور کبھی آپ کو اپنے کسی بڑے
دوست یا عزیز قریب سے ایسی بات نہیں کہی کہ جو آپ کے دعویٰ نبوّت کو مضر ہو جیسا آپ نے
حضرت خدیجۃ الکبرٰے سے اپنے وحی کا مضمون بیان کیا اُس وقت سے اُس دم تک کہ جب آپ نے

عائشہ صدیقہ کی گود میں وفات پائی آپ ہمیشہ اپنے دعوئی نبوت پر قایم رہے۔ یقینی جو شخص پارسا اور صاف باطن ہو اور اپنے خالق پر اعتماد کلی رکھتا ہو اور جس نے رسوم مذہب میں بہت بڑی اصلاح کی ہو وہ شخص حقیقت میں ایک آلہ ہے جو خدا یتعالی کے ہاتھ میں ہے اور ممکن ہے کہ ہم اُسے یہ کہیں کہ وہ خدا کی طرف سے رسول تھا اگرچہ آنحضرت خدا کے بالکل کامل بندے نہیں تھے اور فرمانبرداری تام سے اُس کے احکام بجا لاتے تھے مگر اس میں شک نہیں کہ وُہ بھی منجملہ اور صلحاء کے تھے اور خدا یتعالی کے وفادار بندوں میں سے تھے کس واسطے ہم یہ یقین نہ کریں کہ آپ اپنے ملک اور زمانہ میں واعظ حق اور صدق تھے اور اللہ تعالی نے آپ کو اس واسطے بھیجا تھا کہ وہ اپنے ہمقوموں کو خدا یتعالی کی وحدانیت اور پاکی سکھائیں اور اُن کے واسطے ایسے ملکی اور باہمی قانون مقرر کریں جو اُن کے واسطے بہتر اور لائق ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ آنحضرت کو اپنی رسالت کا خوب یقین تھا اور وُہ جانتے تھے کہ مجھکو خدا یتعالے نے نبی مقرر کیا اور آپ نے اپنے زمانہ نبوت میں اپنے ملک میں بہت اچھی اصلاح کی گو کہ اس میں کچھ نقص نہیں اور آپ کا یقین نبوت بے بُنیاد محض تھا۔ اگرچہ لوگ آپس میں بہ طعن و تشنیع پیش آتے تھے اور آپ کو بہت تکلیفیں دیتے تھے لیکن اس پر بھی آپ نے دعوئی نبوت ترک نہیں کیا اور اہل عرب کو خدا یتعالی کی وحدانیت اور حقیقت تلقین فرماتے رہے اور اپنے ہمقوموں کی دھمکیوں اور ایذا رسانی کی کچھ پرواہ نہ کرتے رہے آپ جو مسایل وعظ فرماتے ہیں وُہ ایسے پُر تہذیب اور مفید تھے کہ اہل عرب نے اُن کی مثل ابتک کبھی نہ سُنی تھی۔ نہ آپ کچھ دُنیوی حکومت چاہتے تھے اور نہ پادریانہ فضیلت۔ آپ صرف یہ چاہتے تھے کہ میرے ہمقوم مجھے وعظ و پند سے باز رکھنے میں کوشش نہ کریں اور مجھے اجازت دیں کہ میں لوگوں کو وعظ و نصیحت کر کے راہ راست پر لاؤں آپ کی خواہش یہ تھی کہ آدمی انصاف کی طرف راغب ہوں اور رحم کرنا سیکھیں اور خدا یتعالی کی فرمانبرداری کریں اور اُس کے سامنے عجز اور انکسار کریں اور جیسے سب مذہبوں میں لکھا ہے اُسی طرح آپ نے فرمایا کہ قیامت آئیگی اور مردے اُٹھیں گے اور منصف اور ظالم دونوں کا انصاف ہوگا۔ اب آنحضرت اور آپ کے ذیل معتقدین میں مقابلہ کرو دیکھو تیمور نے اصفہان میں کیا کیا اور نادرشاہ نے دہلی میں۔ اور ان کمبختوں کو دیکھو آنحضرت کے مقابل میں جنہوں نے ہمارے زمانہ میں کالوس اور سیرس اور کسندرا جزیروں کو ویران کر دیا جب کوئی بادشاہ اہل مشرق سے فتحمند ہوتا ہے اور کسی قلعہ میں داخل ہوتا ہے تو گویا اُس کا یہ داخل ہونا ایک قتل عام کا حکم ہے مسلح اور غیر مسلح اور گنہگار اور بیگناہ

سب قتل ہوتے ہیں آنحضرت صرف اپنی بدسلوکیوں کا عوض لیتے تھے اور چند گنہگاروں کے سوا سب کو امن دیتے تھے اور اُن مجرموں سے بھی اکثر لوگوں کی خطا معاف کردیتے تھے اور آپ نے خانہ خدا کو بتوں سے پاک کیا اور ان عمدہ لفظوں سے جن کا ترجمہ یہ ہے۔ صدق آیا ہے اور دروغگو جاتا رہنا چاہیئے ۳۶۰ بت جو سیدھے کھڑے تھے ایک دوسرے کے بعد توڑ ڈالے اور جب آپ اپنا مطلب حاصل کرچکے تب آپ نے اپنی اس فتحمند ہم نام کی طرح جو اُس زمانہ میں ہوا ہے اپنا تخت اپنے فتح کئے ہوئے شہر میں قایم نہ کیا آپ نے اپنا نام باقی رکھنے کے واسطے یہاں کوئی محل نہ بنایا جو اس خانہ خدا کے برابر کھڑا ہوتا آپ پھر اُسی شہر کو چلے گئے جس میں آپ کے باپ دادا رہتے تھے اور جو آپکی قوم کا دارالحکومت اور آپ کے مذہب کا درگاہ تھا اور پھر آپ نے اپنے چھوٹے سے مکان میں جاکر رہنا شروع کردیا جو اُن لوگوں کے مکانوں کے پاس واقع تھا جنہوں نے مصیبت کے زمانہ میں آپ کا ساتھ دیا

الزام دوم۔ آپ نے اسلام کو شمشیر کے ذریعہ سے رواج دیا اس باعث سے لاکھوں آدمیوں کا خون ہوا اور ہزاروں برباد ہوگئے۔ ہم بیان کرتے ہیں کہ یہ الزام قریب قریب سچ کے ہے اور حقیقت میں بہت سے بت پرست اِس بات پر مارے گئے کہ اُنہوں نے خدائیتعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار نہیں کیا اس کا جواب یہ ہے کہ جو کچھ خدائیتعالیٰ نے ایک دفعہ حکم کردیا وہ کسی زمانہ میں بے انصافانہ نہیں خیال کیا جاسکتا اور چونکہ عیسائیوں پر فرض ہے کہ وہ یہ یقین کریں کہ خدا نے بنی اسرائیل کو اہل کنعان کے قتل کا اُن کی بت پرستی کے سبب سے حکم دیا اور آفتاب اور ماہتاب کو ایک جگہ قایم ہونیکا حکم دیا تاکہ حضرت یوشع روشنی ہی روشنی میں اپنے دشمنوں کو قتل کر ڈالیں پس اس صورت میں تو اُنکو اِس بات کا بھی اقرار کرنا چاہیئے کہ اگر آنحضرت نے بھی اپنا اسلام تلوار کے ذریعہ سے پھیلایا تو اسمیں کچھ بے انصافی نہیں کی کیونکہ اگر وہ اس بات کا اقرار نہ کرینگے تو گویا یہ بات کہنی پڑیگی کہ خدائیتعالےٰ نے کو بُت پرستی اُس زمانہ میں زیادہ بری معلوم ہوتی تھی اور اب اتنی بُری نہیں معلوم ہوتی اور آنحضرت کے زمانہ میں حضرت موسیٰؑ کے زمانہ کی نسبت یا بنی اسرائیل کے بادشاہوں کی نسبت جن کو اور جن کی تمام قوم کو خدائیتعالیٰ نے صرف اِس گناہ پر غارت کردیا خدائیتعالےٰ بُت پرستی سے کم ناراض تھا یہ بات سچ ہے کہ آنحضرت بہت سی لڑائیاں لڑے مگر آپ کی سب لڑائیاں حضرت موسیٰؑ کی لڑائیوں سے مختلف تھیں۔ کیونکہ آپ کی لڑائیاں اِس مطلب کے واسطے نہ تھیں کہ قوم عرب کو بالکل نیست اور نابود کردیں بلکہ اِس واسطے تھیں کہ تمام عرب کی قوم کو ایک سلطنت میں شامل کریں اور ان سے بت پرستی چھوڑوائیں اور اُنہیں خدائیتعالیٰ واحد مطلق اور خالق کی پرستش سکھائیں۔ آنحضرت کا

قاعدہ تھا کہ جو لوگ ایمان لے آتے تھے آپ اُن سے بہت خلق سے پیش آتے تھے اور اُن کی بہت خاطرداری کرتے تھے البتہ منکروں کو آپ قتل کرڈالتے تھے مگر ہمیشہ آپ نے عورتوں اور لڑکیوں اور بچوں کو قتل سے بچایا ہے۔ القصہ آپ نے اپنے معتقدین کو بہت تاکید فرمائی ہے کہ تم اُن لوگوں کو تکلیف تک نہ دینا جو قرآن شریف پر ایمان لے آئیں بلکہ اُن کو بھائی سمجھنا برخلاف اس کے حضرت موسیٰ علیہ السلام سب قوموں کو قتل کرڈالتے تھے اور نہ کسی پر کوئی شرط پیش کرتے تھے اور نہ کسی کی کوئی شرط مانتے تھے۔ آنحضرت نے کبھی ایسا کام نہیں کیا مگر ہاں عیسائی بادشاہوں نے ایسی حرکتیں اکثر کی ہیں خصوصاً ہسپانیہ والوں نے دیکھو جب انہوں نے پیرو[1] اور مکسی کو فتح کیا تو اہل امریکہ پر کیسا ظلم کیا۔ قرآن شریف میں ہم کہیں یہ نہیں دیکھتے کہ خدائےتعالیٰ کی نسبت آیسے حکم منسوب ہوں جن کو انسان رحم اور انصاف کے خلاف گمان کرے مگر توریت میں منجملہ اور بہت احکام کے یہ احکام بھی لکھے ہیں۔ اور موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ خدائےتعالیٰ کا حکم ہے کہ ہر ایک آدمی اپنی کمر میں تلوار باندھے اور دشمنوں کی فوج میں جاوے اور ہر ایک آدمی اور اُس کے بھائی اور ہر ایک آدمی اور اُس کے دوست اور ہر ایک آدمی اور اُس کے ہمسائے[2] کو قتل کرے۔ حضرت یوشع نے تمام ملک اور تمام بادشاہوں کو قتل کرڈالا اور کسی ذی روح کو بنی اسرائیل کے خدا کے حکم کے موافق زندہ[3] نہ چھوڑا حضرت سیموئیل نے سال سے کہا جا اور لے ملک[4] اور قوم کو قتل کر اور تمام چیزیں جو اُن پاس ہیں وہ سب غارت کردے اور اُن میں مرد چھوڑ نہ عورت اور نہ دودھ پیتا بچہ چھوڑ اور نہ روٹی کھانا اور نہ بیل چھوڑ نہ اونٹ نہ گدھا اور نہ بھیڑ لیکن اُن لوگوں کے شہروں میں سے جنہیں خدا تعالیٰ نے تیرے واسطے میراث بنایا ہے تو کسی ذی روح کو زندہ نہ چھوڑ۔ اور تو اپنے خدا کے حکم کے موافق انہیں بالکل نیست و نابود کر دے یعنی ٹھاٹ[5] قوم کو اور ایمر[6] اقوام کو اور کنعانی[7] کو اور اہل حوبطی[8] اور جبورائٹ[9] کو اسی طرح سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے

ف ۱۔ سیل ڈیڈا صاحب کی کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ ہسپانیہ والے یہ خیال کرتے تھے کہ ہم نے جو بارہ لاکھ اہل ٹرکی کو قتل کیا یہ قتل انجیل کے موافق ہے کیونکہ بنی اسرائیل نے اہل کنعان کو اسی طرح قتل کیا تھا صاحب موصوف نے یہ کتاب اسی امر کے ثبوت میں لکھی ہے۔ لائیس صاحب اپنی کتاب موسوم بہ لیزی وسیمارلش ڈی اٹڈوس ٹرکشن ڈی لائیس انڈیا میں لکھتے ہیں کہ میں نے سینٹ ڈومنگو اور حکمان کے جزیرہ دیکھے اُن میں تمام جگہ پھانسیاں کھڑی تھیں اور وہ لوگ تیرہ تیرہ امریکہ والوں کو ایک ایک دفعہ پھانسی دے رہے تھے اور کہتے تھے کہ یہ ہم تیرہ حواریوں کو قربانی کرتے ہیں وہی صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ یہ لوگ اہل امریکہ کے چھوٹے چھوٹے زندہ بچوں کو کتوں کے آگے ڈالوا کر پھڑوا دیتے تھے ۱۲ مؤلف ف ۲۔ ایک ڑدوس باب ۳۲ درس ۲۷ فقط مؤلف ۱۲ ف ۳۔ ہاردن باب ۱۰ درس ۴۰ مؤلف ۱۲ ف ۴۔ الملق یعنی اماالق ۱۲ مترجم ف ۵۔ اسیموائیل باب ۱۵ درس ۳ فقط ۱۲ مؤلف ف ۶۔ الحی طی ۱۲ مؤلف ف ۷۔ ایمورطی ۱۲ مؤلف ف ۸۔ حیوطی ۱۲ مولف ف ۹۔ ڈیوٹرونومی باب ۲۰ درس ۱۷ فقط

ف ۱۰۔ یبوسطی ۱۲

جو پہاڑ پر نصیحت کی تھی اُس میں اِس طرح کے ظلموں کی اجازت کہاں ہے جو اُن کے نام مبارک کے بہانہ سے لوگوں پر ہوئی یہ نصیحت سرتاپا رحم اور امن اور محبت سے پُر ہے اب ہم پوچھتے ہیں کہ یہ ظلم کس کی طرف منسوب ہونے چاہئیں جواب آسان ہے یعنی شاہنشاہ قسطنطین کی طرف جس کو قسطنطین اعظم کہتے ہیں وُہ اِس خطاب کا مستحق نہ تھا۔ حضرت عیسےٰ کی وفات کے بعد آپ کے مقولوں کے دو مختلف ترجمے ہُوئے اور انہیں انجیل کا نام دیا گیا پہلی انجیل حواریوں کے اعتماد پر جاری ہوئی اور دوسری قسطنطین کے۔ اِس بادشاہ نے صرف اپنے ملک کو استحکام دینے کے لئے مذہب عیسائی اختیار کیا تھا اور یہ ایسا ظالم تھا کہ اسے لوگ پیسٹر ثانی کہتے تھے اس کے ہاں ایک مشہور انجمن تھی جس کو ناشیا یا ناٹس کہتے ہیں اِس مجلس نے پہلے پہل ۳۲۴ء میں حضرت عیسیٰ کی خدائی کا مسئلہ نکالا تھا سینٹ ہلیری جو چوتھی صدی میں پوای ٹیئرز ضلع کا بشپ تھا۔ اور اگلے زمانہ کے پادریوں میں تھا وہ اُن مذہبی تکراروں اور مناقشوں کو بہت ناپسند کرتا ہے جسکے سبب سے ہزاروں عیسائی مارے گئے اور اُن لوگوں سے ظلم ہُوا جنہیں آپس میں بھائی بن کر رہنا چاہیئے تھا اُس کے الفاظ یہ ہیں۔ کہ بڑے افسوس اور خوف کی بات ہے کہ جسقدر ہم لوگوں میں رائیں ہیں اُسی قدر مسئلے ہیں اور جیسا جس کسی کا میلان ہے ویسا ہی اُس کا مذہب ہے اور جتنی ہم میں خطائیں ہیں اُتنی ہی ہماری کفرگوئی اور بے ادبی ہے کیونکہ ہم لوگ مسئلے اپنے دل کی خواہش کے مطابق بنا لیتے ہیں اور پھر اُن مسئلوں کو اُسی طرح بناوٹ سے بیان کردیتے ہیں ہر ایک سال نہیں بلکہ ہر ایک مہینے ہم نئے مذہب پوشیدہ رموں کے بیان کرنے کے لئے نکال لیتے ہیں جو ہم نے کیا ہے اُس سے پشیمان ہوتے ہیں اور جو لوگ پشیمان ہوتے ہیں ہم اُن کی حمایت کرتے ہیں اور ہم اُن لوگوں کو بددعا دیتے ہیں جن کی ہم حمایت کرتے ہیں اگر ہم اور لوگوں کے مسئلوں پر چلتے ہیں تو ہم ان مسئلوں کو غلط بتاتے ہیں۔ اور اگر اور لوگ ہمارے مسئلوں پر چلتے ہیں تو ہم اُنہیں لغو سمجھتے ہیں اور اسی طرح آپس میں فساد کرکے ہم نے ایک دوسرے کو برباد کردیا ہے۔ قسطنطین نے نائیلی نایشا کونسل میں اجلاس کرکے پادریوں کو وہ اختیارات دیئے جن سے یہ نتیجے نکلے اور جن کا حال ذیل میں ہے انہیں اختیارات کے باعث سے تو صلیبی لڑائیاں مجنون عیسائیوں اور بیگناہ ترکوں میں ہوئیں وہ قریب دوسو برس کے یہ لڑائیاں

لے۔ پاول رسول اور یوحنا۔ ۱؎ ۲ ۔ ملقب عموماً بانائس ۳؎ ۔ گبن صاحب مورخ کی کتاب موسوم بہ ڈکلائن اینڈ فال جلد دوم صفحہ ۱۸۱ جون صاحب کا چھاپہ دیکھو ۱۲ مؤلف

رہیں اور کروڑوں انسان مارے گئے انہیں اختیارات کے باعث ۵۱ سے ان بلپ ٹسٹ غیر اصطباغی عیسائی قتل ہوئے اور ظلم مندرجہ ذیل ہوئے ۔ رائن دریا سے لیکر یوروپ کی شمالی حدوں تک لوتھر اور پوپ کے معتقدین قتل ہوئے ۔ ہنری ہشتم اور اُس کے بیٹے مری نے لاکھوں آدمی قتل کرائے ۔ فرانس میں سینٹ بارتھولومیو ۵۲ کے عرس کے دن ہزاروں پروٹسنٹ عیسائی قتل ہوئے ۔ اور چالیس برس تک فرانس اوّل کے زمانہ سے ہنری چہارم کے پارس میں داخل ہونے تک ہزارہا عیسائی مارے گئے مجلس انکویزیشن ۵۳ یعنی محکمہ تحقیقات بدعمات کے سبب سے ہزارہا عیسائی مارے گئے یہ قتل اس سبب سے اور بھی زیادہ الزام کے لائق ہے کہ تحقیقات کے بعد ہوتے تھے اور سرکار کی طرف سے اُس کی اجازت ہوتی تھی اور یہاں ہم اور جھگڑوں کا تو ذکر بھی نہیں کرتے مثلاً آپس میں فرقوں کا اختلاف اور بیس برس تک پوپوں کا پوپوں سے اور بشپوں کا بشپوں سے بحث کرنا اور انہی مذہبی تکراروں کے سبب سے زہر دینا اور قتل کرنا اور لوٹنا اور بارہ سے زیادہ پوپوں ۵۴ کے بڑے بڑے دعوے کرنے بے شبہ یہ پوپ نے روپا کیلی نیز دیا کلیفلا گھولا سے ہر قسم کی بدی اور شرارت میں زیادہ تھے اور سب میں آخر امر یہ کہ نئی دنیا کے ایک کروڑ بیس لاکھ باشندے

---

۵۱ ۔ انابیپ ٹسٹ وہ عیسائی فرقہ ہے جو کہتے ہیں کہ بچوں کو اصطباغ نہ دینا چاہیئے اور اگر دیدیا جائے ۔ اُنہیں پھر بعد بلوغ کے دینا چاہیئے گو اصطباغ بڑی عمر میں معتبر نہیں رہتا اور ماسوا اس کے یہ بھی کہتے ہیں کہ اصطباغ کے وقت اصطباغ پانے والے کو غوطہ لگانا چاہیئے صرف پانی سر پر چھڑکنے سے اصطباغ کامل نہیں ہوتا ۱۲ مترجم

۵۲ ۔ پانسو آدمی ذی رتبہ اور دس ہزار تمام آدمی صرف سپرس میں قتل ہوئے اور اور ضلعوں میں بھی ہزاروں مارے گئے اُس زمانہ میں گرگری سیزدہم کوک تھا اُس نے تمام قاتلوں کو قتل گناہ سے بری کردیا اور اُس پر طرہ یہ کیا کہ اس خوشی کے ظاہر کرنے کے واسطے جلسہ کرنیکا حکم دیا اور بڑی دھوم دھام سے ایک عرس کیا اِس پر حضرت عیسائی پادری کی ایک اور یہ بیحیائی دیکھو کہ اُس نے اس قتل کی یادگار میں ایک تمغہ ڈھلوایا اور اُس کے ایک طرف اپنی تصویر بنوائی اور دوسری طرف حضرت عزرائیل کی تصویر بنوائی اور اس تصویر کے اُوپر یہ الفاظ لکھے قتل پروٹسٹنٹان ۱۲ مؤلف

۵۳ ۔ محکمہ انکویزیشن پورینٹی صاحب مورخ محکمہ تحقیقات بدعمات لکھتے ہیں کہ ۱۴۸۱ء سے ۱۸۰۸ء تک جتنے آدمی اس محکمہ نے جلائے یا قتل کئے وہ تعداد میں چونتیس ہزار چوبیس تھے ۱۲ مؤلف ۔

۵۴ ۔ پوپوں کے بڑے دعوے ۱۶۲۷ء میں پوپ ارمن ہشتم نے اپنا مشہور حکمنامہ بادشاہوں کے نام جاری کیا اور جس حکمنامہ کا نام ان کناد ومنی بنائی تھا اس حکمنامہ کا مضمون یہ تھا کہ جو کوئی آئندہ سے پوپ کے حکموں کو کسی محکمہ میں اپیل کریگا یا جو بادشاہ بغیر اجازت پوپ کے اپنی رعیت پر ٹکس لگائیگا یا کوئی ترکوں یا اور کوئی بدعت والوں سے دوستی یا عہدنامہ کریگا یا جو کوئی حکام ملکی سے پادریوں کے فریاد کریگا وہ اپنے تئیں اپنی قوم ومذہب سے خارج ہوا ہوا سمجھے بعد اس حط کے کچھ پوپ کو اِس باب میں حکم دینے کی ضرورت نہیں ہے ۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ کبھی آنحضرت یا اُس کے خلفا نے بھی اسی طرح کے اختیارات کا دعویٰ کیا ہے ۱۲ مؤلف ۔

صلیب کے تلے قتل ہوئے یقینی ہمیں اِس بات کا اقرار کرنا چاہیئے کہ ایسی متواتر اور مذہبی خوفناک لڑائیاں کبھی عیسائیوں کے سوا اور کسی قوم میں نہیں ہوئیں جو چودہ صدیوں تک قائم رہی ہوں۔ اور کبھی کسی قوم نے یہانتک کہ بُت پرستوں تک نے اپنے پر یہ داغ نہیں لگایا کہ اُن کے ہاتھ سے مذہبی تکراروں کے سبب سے خون کا ایک قطرہ بھی زمین پر گرا ہو۔ جورڈ صاحب فرانسیسی کہتے ہیں کہ ہمیں سچ بولنے میں کچھ باک نہ کرنا چاہیئے سچ یہ ہے کہ فرانس کے بادشاہوں نے مسلمانوں کے طریقہ سے مذہب عیسائی کی فریزنز اور سیکسنز کے ملکوں میں بنا ڈالی اور بعدازاں اُسی طریقہ سے اُسے شمالی ملکوں میں پھیلایا یہی طریقہ یعنی زبردستی ویل ڈن سیز اور ایل بی جن سیز فرقوں کے ساتھ جنہوں نے پوپوں کی حکومت کا انکار کیا تھا برتا گیا اور نئی دنیا کے باشندوں کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا گیا۔ ان سب باتوں سے یہ صاف ظاہر ہے کہ ہمیں آنحضرت پر یہ الزام نہ لگانا چاہیئے کہ آپ نے اپنا مذہب زبردستی سے پھیلایا یعنی اور مذہب والوں کو اُن کے مذہب پر رہنے کی اجازت نہ دی کیونکہ آنحضرت یہ دلیل کرسکتے ہیں اور ہر ایک شخص اپنے نفس کو اِس بات کا حکم سنا سکتا ہے کہ اگر زبردستی فی نفسہ جائز نہیں ہے تو ہم اُسے کسی حال میں جائز نہیں رکھتے آں حضرت یہ بات بھی کہہ سکتے ہیں کہ تم نے تو چودھویں صدی سے حال کے زمانہ تک زبردستی کا استعمال کیا اور اُس پر تم یہ دعویٰ کرتے ہو کہ ہم نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جو تعریف کے قابل نہ ہو۔ اِس واسطے تمہیں اقرار کرنا چاہیئے کہ زبردستی فی نفسہ بُری نہیں ہے اور اگر میں نے اپنی رسالت کے پہلے زمانہ میں زبردستی کا استعمال کیا تو بیجا بات کی کیونکہ یہ دعویٰ بیہودہ ہے کہ جو کام پہلے صدی میں بُرا ہو وہ چوتھی میں اچھا ہو جائے یا جو چیز چوتھی صدی میں اچھی ہو وہ پہلی میں بُری ہو جائے۔ اگر خدا چوتھی صدی میں نئے قانون بناتا تو یہ دعویٰ بجا ہوتا مسلمانوں کے مذہب میں یہ لکھا ہے کہ تم اور مذہبوں کو زبردستی غارت کردو۔ لیکن اُس پر بھی وہ یہ بات نہیں کرتے اور سالہاسال تک اُنھوں نے اور مذہبوں کو اپنے ملک میں رہنے دیا۔ عیسائیوں کو صرف وعظ اور پند کا حکم ہے لیکن سینکڑوں برس سے وہ تلوار اور آگ سے غیر مذہب والوں کو غارت کرتے آتے ہیں مسلمانوں کا عیسائیوں کے مقابل میں بے تعصب ہونا گبن صاحب مشہور مورخ نے اِسطرح لکھا ہے۔ مسلمانوں کی لڑائیوں پر آنحضرت نے تقدس کا فتویٰ دیا تھا مگر آنحضرت کے خلفاء نے آپ کی احادیث اور عادات سے ایسی باتیں اخذ کیں کہ جن سے اور مذہبوں میں دست اندازی کرنا کچھ ضروری نہ ثابت ہوتا تھا اور اسی سبب سے اور مذہب والوں کا مسلمانوں سے کچھ جھگڑا نہ ہوئی

اور مقابلہ کرنا پڑا۔ ملک عرب آنحضرت کے خدا کا وراثت اور درگاہ تھا لہٰذا آنحضرت نے کرہ زمین کی اور
قوموں کو اسقدر عزیز نہیں جانا اور اُن کے باب میں بہت مداخلت نہیں چاہی اسلام میں درست ہے
کہ جو مشرک اور بت پرست ہو اور آنحضرت کے نام سے واقف نہ ہو وہ قتل ہو سکتا ہے مگر آپ نے
عقلمندی سے انصاف کو فرض کر دیا ہے اور اسی سبب سے ہندوستان کے مسلمان فتح کرنے والوں
نے چند تعصب کی حرکات کے بعد اُس آباد اور مذہبی ملک کے تمام مندر وغیرہ باقی رکھے۔ حضرت
ابراہیم اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسےٰ علیہم السّلام کی اُمّت کو اسلام کی دعوت کی گئی اور اُن سے
یہ درخواست کی گئی کہ آنحضرت کی وحی تمہارے نبیوں کی وحی سے کامل تر ہے۔ تم اس کو قبول کرلو۔
لیکن اگر تم اوسط درجہ کے جزیہ دینے کو ترجیح دو تو تمہیں اپنے مذہب کا اختیار ہے۔ ایک لڑائی کا
ذکر ہے کہ وہاں بہت سے قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آئے اور اُنہوں نے اُنہیں قتل کا حکم دیا مگر
جب قیدیوں نے اسلام قبول کیا تو سب رہا کئے گئے اور عورتوں نے بھی اپنے آقاؤں کا مذہب
اختیار کر لیا اور بچوں کو بھی اسلام تعلیم کیا گیا اس طرح سے ساری قوم صدق دل سے ایمان لے
آئی مگر درہے کہ لاکھوں اہل ایشیا اور افریقہ جو مسلمان عربوں کی فوج میں شامل ہیں اُنہوں نے
رغبت سے خدا کی وحدانیت اور آنحضرت کی نبوت کا اقرار کیا ہوگا زبردستی سے نہیں کیا ہوگا
خواہ رعیت ہو خواہ غلام خواہ قیدی ہو خواہ گنہگار جہاں اُس نے کلمہ پڑھا اور ختنہ کرایا وہیں وہ فتح
کرنے والے مسلم کا برابر دوست بنگیا اور ہر ایک گناہ کا کفارہ ہو گیا اور ہر طرح کی فرمانبرداری اُسکے
ذمہ سے ساقط ہو گئی اور وہ جو اُس کی قسم تھی کہ تمام عمر میں تجردی سے بسر کرونگا وہ قسم اُس کے ذمہ سے
جاتی رہی اور وہ جو اُس کی ذات میں لیاقتیں تھیں اور جن کے اظہار کا تنہا عبادت خانہ میں موقع نہ تھا
اُن سب کے اظہار کا وقت آگیا اور ہر ایک آدمی اپنی لیاقت اور ہمت کے موافق اپنے رتبہ کو پہنچگیا
یہ جو گبن صاحب نے آنحضرت کے بے تعصب ہونے کا حال بیان کیا ہے اس بات کے ثبوت
کے واسطے ہم ذیل میں آنحضرت کا فرمان درج کرتے ہیں۔ یہ فرمان ہم نے رچرڈ پوکوک صاحب
بیشپ کی کتاب موسوم بذکر مشرقی وغیرہ سے نقل کیا ہے یہ کتاب ۱۷۴۳ء میں چھپی تھی اور
اُس کی اوّل جلد کے دوسو اٹھ صفحہ میں یہ فرمان مندرج ہے چونکہ مصنّف صاحب تقویٰ اور دیانت
اور علم میں مشہور ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس فرمان میں بھی اُنہوں نے کچھ تصرف نہ کیا ہوگا اور وہ فرمان
یہ ہے۔ **فرمان محمدی**۔ جو کہ آپ نے کوہ سیاہ کے راہبوں اور تمام عیسائیوں کو عنایت فرمایا
خدا تعالیٰ بزرگ ہے اور حاکم اس نے تمام نبی بھیجے ہیں اور کبھی اُس نے ناانصافی نہیں کی۔ وہ

نعمتیں جو اللہ تعالیٰ نے آدمیوں کو عطا کی ہیں محمد ابن عبداللہ و رسول خدا و حامی دنیا نے اُن کے ذریعہ سے یہ سند اپنی ہمقوموں اور اُمّت کے نام لکھدی ہے یہ قوم عیسائی اور نصرا کے ساتھ بہت پختہ اقرار ہے اور ہم میں سے ہر فرد بشر کے ساتھ وفا کیا جائیگا خواہ عیسائی شریف ہو یا رزیل اور خواہ وہ معزز ہو اور خواہ رزیل (۱) میری قوم میں سے جو کوئی میرے اقرار اور قسم کو جو اس عہد نامہ میں لکھی ہے توڑیگا اُس نے خدا کا اقرار توڑا اور قسم کے خلاف کیا اور مذہب سے پھر گیا کیونکہ وہ لعنت کا مستحق ہوا یہ حکم سب کے واسطے عام ہے خواہ بادشاہ خواہ غریب خواہ کوئی ہو (۲) جب کبھی کوئی راہب سفر کرتے ہوئے کسی پہاڑ یا پہاڑی یا گاؤں یا اور آباد جگہ یا سمندر یا صحرا یا کسی عبادت خانہ گرجے یا مہمانسرا میں اگر ٹھہریگا تو میں جان و دل سے اُس کی اور اُس کے اسباب کی محافظت کروں گا اور ہر طرح کی اُس کو مدد دونگا اور میرے ہمقوم بھی اُس کی مدد کرینگے کیونکہ وہ بھی میری ہی قوم سے ہوگا اور میری عزت کا باعث ہوگا (۳) علاوہ اس کے میں تمام عمال کو حکم دیتا ہوں کہ وہ راہبوں سے محصول نہ لیں اور اُن پر اس باب میں زبردستی نہ کریں (۴) کوئی راہبوں کے حکام وغیرہ کو تبدیل کا حکم نہ دیگا بلکہ وہ اپنے عہدوں پر ہمیشہ قائم رہینگے (۵) جب راہب سفر کرتے ہوں تو کوئی انہیں راستہ میں تکلیف نہ دے (۶) جتنے گرجے اُن کے قبضہ میں ہیں کوئی اُن گرجوں کو اُن سے نہ چھینے۔ (۷) جو کوئی ان حکموں میں سے کسی حکم کو بھی منسوخ کریگا اُسے خوب جان لینا چاہیئے کہ اس نے خدا کے قانون کو منسوخ کیا (۸) راہبوں کے حاکموں اور معتقدوں اور نوکروں اور متعلقوں سے جزیہ نہ لیا جائیگا۔ کوئی انہیں اس باب میں نہ ستائے کیونکہ وہ کہیں کیوں نہ ہوں خواہ سمندر میں خواہ زمین پر خواہ مشرق ہوں خواہ مغرب میں خواہ جنوب میں ہوں خواہ شمال میں میں اُن کا محافظ ہوں کیونکہ وہ اور تمام اُن کا مال اس میری قسم و عدو عہد اور فرمان میں شامل ہے (۹) مسلمانوں کو چاہیئے کہ جو راہب اس سے تنہا پہاڑوں پر رہتے ہیں اُن سے نہ جزیہ لیں نہ عشر اور نہ جو اُن کے پاس مال ہے اُس سے حصہ لیں کیونکہ یہ لوگ صرف اپنی بسر اوقات کے واسطے محنت کرتے ہیں (۱۰) جب ارزانی ہو اور فصل تیار ہو جائے تو وہاں کے باشندوں کو ضرور ہے کہ وہ ہر ایک بشل[1] میں سے ان لوگوں کو کچھ کچھ دیں (۱۱) مسلمان لڑائی کے زمانہ میں بھی ان لوگوں کو ان کے مکانوں میں سے باہر نہ نکالیں اور نہ انہیں زبردستی لڑائیں اور نہ اُن سے جزیہ طلب کریں۔ یہ گیارہ فقرے صرف راہبوں سے متعلق ہیں اور آیندہ کے سات فقرے عام عیسائیوں کے واسطے لکھے گئے ہیں۔

---

[1] یعنی جھاڑی و پولی وغیرہ۔

(۱۲) جو عیسائی کہ اہل اسلام کی عملداری میں رہتے ہیں اور اپنی تجارت اور دولت کے سبب سے جزیہ دینے کے لائق ہیں اُنہیں فی آدمی بارہ درہم سے زیادہ نہیں دینا پڑیگا۔ (۱۳) اُن سے خدا کے حکم کے موافق اِس جزیہ کے سوا اور کچھ نہ لیا جائیگا اور وُہ حکم یہ ہے۔ جو لوگ خدا کی کتابوں کی عظمت کرتے ہیں اُن کو تکلیف نہ دو بلکہ بہت نرمی سے انہیں اپنے تحفہ دو اور اُن سے گفتگو کرو اور اگر کوئی اُنہیں ستائے تو اُسے منع کرو (۱۴) اگر کوئی عیسائی عورت کسی مسلمان سے نکاح کرے تو مُسلمان کو چاہیئے کہ اُس کے امور مذہب میں دست انداز نہ ہو اور اُسے گرجے جانے اور نماز پڑھنے سے باز نہ رکھے (۱۵) کوئی مُسلمان عیسائیوں کو اُن کے گرجوں کی مرمت کرنے کی ممانعت نہ کرے۔ (۱۶) جو کوئی اس فرمان کے برخلاف کام کریگا یا اس کی کسی برخلاف بات کو یقین کریگا وہ گویا حقیقت میں خدا اور اُس کے نبی سے پھر گیا کیونکہ یہ میرا عہد اُن کی حفاظت پر مبنی ہے (۱۷) کوئی مُسلمان ان عیسائیوں سے جنگ نہ کرے بلکہ برخلاف اس کے اگر کوئی ان سے لڑے تو اُس کی حمایت کریں۔ (۱۸) اس فرمان میں مَیں حکم دیتا ہوں کہ میری قوم میں سے کوئی قیامت تک اِس وعدہ کے خلاف کوئی کام نہ کرے *

فہرستِ گواہان۔ علی ابن ابی طالب عمر ابن عدوی زبیر ابن العوام سعید ابن معاذ۔ ابوبکر ابن قحافہ عثمان ابن عفان ابی طلق ابن مسعود فضل ابن عباس طلحہ ابن حنظلہ طلق ابن عمر۔ بقلم سردار قائمقام علی ابن ابوطالب مزین بہ دستخط ونشانی رسول کریم سلام اللہ علیہ در مسجد نبوی مورخہ ۳ محرم سنہ ۲ ہجری۔ میں جرأت کرتا ہوں کہ اس باب میں جو دلائل اور حالات لکھے گئے ہیں اُن سے ہر ایک منصف آدمی کو یقین ہو جائیگا کہ دوسرا الزام آنحضرت کی نسبت بالکل بے بُنیاد اور دروغ ہے فقط

الزام سوم۔ قرآن شریف میں جنت کا ایسا بیان ہے کہ جس سے دنیوی عیاشی مشابہ ہے۔ آنحضرت

ف ۱۔ ترکی فقیہوں نے اِس مسئلے کی ایک مثال لکھی ہے اور وُہ یہ ہے کہ اگر کوئی مُسلمان عیسائی عورت سے پیدا ہو۔ اور ماں اُس کی بُڑھیا ہو گئی ہو اور گرجے کے دروازے تک خود نہ جاسکے تو اُس کا مُسلمان پر فرض ہے کہ وُہ اگر امیر ہے تو کسی سواری پر پُہنچائے اور اگر غریب ہے تو اپنے کندھے پر چڑھا کر لیجائے ۱۲ مؤلف ف ۲۔ کیونکہ یہ میرا عہد اُن کی حفاظت پر مبنی ہے

ف ۳۔ نخیرہ ابن قیس دمنظم ابن قسوی آذر ابن یاسین ۱۲ ف ۴۔ آنحضرت نے فرقوں کی جب خود اپنے عمل سے سفارش کی اور اُن کی حفاظت کا حکم دیا اِس حکمنامہ کو خلیفہ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی منظور کیا اور حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں اُس کی تعمیل ہوتی رہی اُس زمانہ میں ہندوں وغیرہ پر تاریخ نہ لکھتے تھے غالباً اصلی فرمان پر بھی تاریخ نہ ہوگی اور یہ جو اس کتاب میں تاریخ لکھی یہ کسی نے پیچھے اُس فرمان پر لکھدی ہوگی ۱۲ مؤلف ف ۵۔ سعد ابن عبادہ وقاسم ابن عبید ۱۲ *

کی نسبت تیسرا الزام یہ ہے کہ آپ نے ایمان لانے والوں اور اپنے پیروانِ شرع محمدی سے جنت کی ایسی نعمتوں کا وعدہ کیا ہے کہ جو دنیا کی عیاشی کے مشابہ ہیں مگر ذرا فکر کرنے سے یہ بات معلوم ہو جائیگی کہ جسقدر عیسائی اِس امر کو بے معنی خیال کرتے ہیں اُس قدر یہ بے معنی نہیں ہے دیکھو ہمارے ہاں لکھا ہے کہ ہمارے جسم قیامت کے دن ایسے خوبصورت ہو جائینگے کہ اُن کا حسن وہم و خیال سے باہر ہے اور ہماری قوتیں اور حواس اِسقدر تیز ہو جائینگی کہ اُنہیں نہایت درجہ کی خوشیاں ہر ہر حواس کے لائق حاصل ہونگی کیونکہ اگر ہم اِن قوتوں اور حواسوں سے اُن کے کام چھوڑوا دیں اور وہ چیزیں اُن سے لیلیں جو اُنہیں خوش کرتی ہیں تو ہمیں ناچار یہی فرض کرنا نہیں پڑیگا کہ یہ طاقتیں اور حواس ہمیں بیفائدہ عطا ہوئی ہیں بلکہ یہ بھی ماننا پڑے گا کہ یہ ہمیں ہمیشہ کی نا امیدی اور تکلیف دینے کے لئے ملے ہیں کیونکہ حقیقت میں ہم یہ فرض کریں کہ اجسام اور روحیں ہمیں پھر ملیں گی۔ اور اگر ہمیں ہمارے کمال کے لائق بدن ملیں گے تو روحیں بھی ضرور ملینگی تو اس کی دلیل نہیں معلوم ہوتی کہ کیونکر ایسی چیزیں ہم کو نہ ملیں گی جس سے قوائے انسانی اور حواس کو علاقہ ہے۔ اور جن کے چکھنے اور دیکھنے سے حواسوں اور قوتوں کو خوشی ہوتی ہے کیا ایسی خوشیاں حاصل کرنے میں کسی طرح کا گناہ یا شرم یا ذِلت بھی عائد ہو سکتی ہے اور اگر اُس خوشی کا حال پُوچھو جس کے باب میں خاص حفاظت کرنے کی بہت تاکید ہے یعنی مباشرت اب ہم پُوچھتے ہیں کہ کیا اللہ تعالےٰ نے اِس خوشی حاصل کرنے کی طاقت دو نہایت کامل[۱] بندوں کو نہیں عطا فرمائی تھی اور چونکہ اللہ تعالےٰ نے اُن کے واسطے ہر ایک سامان مہیّا کیا تھا اور اُنہیں ایسے اسباب دیئے تھے کہ جن سے وہ بعیش و عشرت بسر کریں۔ لہٰذا اُن کو اُس نے یہ طاقت دی کہ وہ نسل انسانی کو ترقی دیں۔ یہ سچ ہے کہ آنحضرت نے قرآن شریف میں یہ وعدہ کیا ہے کہ مومنوں کو عورتیں ملیں گی اور بہت عمدہ عمدہ باغ ملیں گے اور اور طرح کی نعمتیں عطا ہونگی۔ لیکن یہ غلط ہے کہ آنحضرت نے صرف انہیں چیزوں کو جنت کی بہت بڑی نعمت کہا ہو کیونکہ جس طرح روح کو جسم پر فضیلت ہے اسی طرح آپ نے جسم کے واسطے اُس کے لائق نعمتیں تجویز کیں اور اُس کی وجہ یہ ہے کہ اُس زمانہ میں اہل عرب نہایت درجہ کے جاہل تھے اور وہ سوائے کھانے اور پینے اور عیاشی کے کسی اور چیز کو نعمت نہ سمجھتے تھے اِس واسطے آپ نے اِس طرح کی نعمتیں بیان کیں کہ جن کے لالچ سے اہل عرب بہت جلدی خدا تعالیٰ واحد مطلق کی عبادت کی طرف راغب ہو جائیں۔ چنانچہ یہ امر آپ کی حدیث سے

---

[۱] ۔ دو نہایت کامل بندوں سے حضرت آدم علیہ السلام اور حوا مراد معلوم ہوتی ہے ۔ مترجم۔

ثابت ہے لیکن آنحضرت نے روح کے واسطے اُس کی لائق نعمتیں تجویز کی ہیں وہ نعمتیں یہ ہیں خدا کا دیدار جو سب نعمتوں پر فائق ہوگا اور جو خوشی کو کمال بخشے گا اور جنت کی تمام خوشیاں فراموش کرادیگا اور اور جنت کی خوشیاں تو مویشی وغیرہ کو بھی ہونگی ادنیٰ سے ادنیٰ باشندہ بھی اللہ تعالیٰ کے باغ اور حوریں اور سامان اور غلمان ہزار برس کی راہ تک پھیلے ہوئے دیکھیگا مگر اعلیٰ رتبہ وہ شخص ہوگا جسے ہر صبح کو خدا تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا لہذا یہ غلط ہے کہ مسلمانوں کے لئے جنت میں صرف کھانے پینے اور جس میں عیش ہے نعمتیں ہونگی اور کسی قسم کی نہیں ہونگی اور یہ بھی غلط ہے کہ اہل اسلام نہیں صرف جسمانی نعمتیں ہی یقین کرتے ہیں بلکہ برخلاف اِس کے اکثر مسلمان یہ کہتے ہیں کہ یہ نعمتیں ہمارے سمجھانے کے لئے اسی طرح بیان کی گئی ہیں اُن سے مراد روحانی نعمتیں ہیں چنانچہ اسی طرح علمائے عیسائی بیان کرتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السّلام کی غزل صرف سہاگ ہی نہیں ہے بلکہ اُس سے حضرت عیسیٰ کی محبت اُن کی امت کے ساتھ مراد ہے۔ ہائڈ صاحب اپنی کتاب موسوم بہ نوٹ اینڈ ہای بوئے ٹرکار لڑک کے اکیسویں صفحہ میں لکھتے ہیں کہ بہ جو جنت کی جسمانی نعمتوں کا بیان ہے نہیں اکثر عقلمند مسلمان خیال کرتے ہیں کہ وہ استعاروں میں بیان ہے اور وہ نعمتیں اِس طرح اسواسطے بیان کی گئی ہیں کہ آدمی کی سمجھ میں آسکیں۔ چنانچہ اسی طرح انجیل میں بھی انسان کے سمجھانے کیواسطے کتنی ہی چیزیں اُس طریقہ پر بیان کی گئی ہیں۔ مراکو کے سفیر کو میں نے ایک باغ کی تعریف لکھی اور یہ لکھا کہ وہ جنت کے باغ کی مانند ہے اُس نے اُس کے جواب میں مجھے لکھا کہ جنت ایسی جگہ ہے کہ اُس سے دنیا میں کوئی چیز مشابہ نہیں ہوسکتی اور نہ آنکھوں نے اُسے دیکھا ہے اور نہ کانوں نے اُس کا ذکر سُنا اور نہ کہیں اُس کی شکل کا خیال آدمی کے دل میں آیا۔ اس کے بعد ہم ہربی لوٹ صاحب کی صداقت لکھتے ہیں جو صاحب موصوف اپنی کتاب موسوم بہ بیلیو تھیکا اوی ریٹن ٹیلس میں لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے نزدیک سب میں بڑی خدا کی نعمت خدا تعالیٰ کا دیدار ہے اور جس کو یہ نور حاصل ہوا وہ کہیں کیوں نہ ہو اُس کے نزدیک وہی مقام جنت ہے اور صاحب مذکور کے الفاظ یہ ہیں۔ اکثر عیسائی جو اہل اسلام سے مناظرہ کیا کرتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے نزدیک جنت میں جسمانی خوشیوں کے سوا اور کسی قسم کی خوشیاں نہیں ہیں مگر یہ الزام اُن کا غلط ہے۔ ہمارے بیان گذشتہ سے صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آنحضرت کے مذہب میں اسقدر جسمانی نعمتوں کا ذکر

۱۵ - ایک خواندہ مسلمان نے مجھ سے کہا کہ یہ جو قرآن شریف میں جنت کا حال لکھا ہے یہ میری دانست میں اسی طرح استعارات سے پُر ہے جیسے سینٹ جوسن کے الہام کی کتاب اور اُس نے مجھ سے یہ بھی کہا کہ اکثر علمائے مذہب کے اِس باب میں بھی یہی رائے ہے گبن صاحب کی کتاب موسوم بہ مصر فاخرہ السفر جلد ایک صفحہ ۵۷ کا حاشیہ دیکھو ۱۲ مؤلف ۱۲

نہیں ہے جسقدر لوگ اس پر الزام لگاتے ہیں اس میں شک نہیں ہے کہ اگر عیسائی مذہب کے لحاظ سے اسلام کو دیکھیں اور اُس کی ماہیت کو غور کریں تو اہل مشرق کی بعض رسمیں اہل یورپ کے نکتہ چینیوں کے نزدیک عیب اور بدیاں ٹھہرینگی لیکن اگر ہم ذرا زیادہ کہنے کو کام میں لائیں۔ تو بیشک اہل اسلام کو اسقدر الزام نہ دینگے ہمیں سرزمین اور وہاں کی آب و ہوا کا بھی لحاظ کرنا چاہیئے اور یہ بھی خیال کرنا چاہیئے کہ اُس قوم کی عادتیں کیا تھیں۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت نے جو جنت میں جسمانی عیشوں کا ذکر لکھا ہے یہ گویا اُن کی فضیلت کا عکس ہے یعنی وہ جسمانی عیش کو بہت پسند کرتے تھے اور آپ (معاذ اللہ) فریبی اور عیاش تھے اگر اُنہوں نے قصداً ناانصافی نہیں کی تو اس میں بھی شک نہیں کہ اُنہوں نے بڑی غلطی کی ہے کیونکہ آپ اس کے برخلاف محنت کش اور غریب اور بے سرو سامان آدمی تھے اور ان چیزوں کچھ پرواہ نہ کرتے تھے جن کے لئے لوگ محنت کرتے ہیں۔

الزام چہارم۔ آپ نے ایک سے زیادہ نکاح کا حکم دیکر بدرویہ گی کو جایز کردیا۔ مشرق میں بہت اگلے سے نکاح کرنے کی رسم حضرت ابراہیم کے وقت سے چلی آتی تھی اور یہ بات انجیل کے بہت سے فقروں سے ثابت ہے کہ یہ رسم اُس پاکی کے زمانہ میں بھی بُری نہ خیال کی جاتی تھی ہم ان فقروں کو ضرور اس باب میں نقل کرینگے۔ پلوٹارک صاحب لکھتے ہیں کہ قدیم اہل یونان کے ہاں بہت سے نکاح کرنے جایز تھے مگر شرط یہ تھی کہ اگر سپاہی جوان ہوں اور ایک جگہ سے کہیں اور بھیجے جائیں تب وہ نکاح کریں۔ افلاطون اور یورپی پای ڈیز حکیموں نے بھی ایک سے زیادہ نکاح کرنے کے جواز میں کتابیں لکھیں۔ قدیم اہل روما حد سے زیادہ مہذب تھے اگرچہ اُنکو ایک سے زیادہ شادی کرنے کی ممانعت نہ تھی لیکن اُنہوں نے کبھی زیادہ شادیاں نہیں کیں۔ کہتے ہیں اوّل مارک اینٹونی نے اس رسم کو ترک کیا اور بیبیاں کی تھیں اُس زمانہ سے اکثر اہل روما تھے اوڈوسی ٹیشن اور ادورسیس اور ارگڈیس بادشاہوں کے زمانہ تک ایک سے زیادہ شادیاں کرتے رہے لیکن ارگڈیس نے پہلے ہی پہل ۳۹۳ء میں اس امر کی ممانعت کا قانون جاری کیا تھا بعد ازاں ارکیدی اس ویلن ٹینٹین بادشاہ نے منادی کرائی کہ میری رعیت میں سے جسکا جی چاہے جتنی بیبیاں کرے کچھ ممانعت نہیں ہے اور اُس زمانہ کی مذہبی تاریخ سے بھی یہ بات ثابت نہیں کہ کسی پادری نے اس حکم پر اعتراض کیا ہو ویلن ٹینی لنیس کون سٹن شس ابن

ف۔ جی یورنٹ۔ ۲۔ سعدی نوس۔ ۳۔ ۔۔۔ وروس۔ ۵۴۔ قسطنطوس ۱۲ مترجم

قسطنطین اعظم کی بہت سی بیبیاں تھیں کلوٹیر بادشاہ فرانس اور ہنری[۱] برٹس اور ہی بری[۲] کس اُس کے دونوں بیٹے اِن سب کے ہاں ایک سے زیادہ بیبیاں تھیں اِن بادشاہوں کے علاوہ سینٹ ارس ہین سس[۳] لکھتا ہے کہ پی پن اور شارلی مین کے ہاں بھی بہت سی بیبیاں تھیں ماسوائے اس کے اشخاص مندرجہ ذیل کے ہاں بھی اس سے زیادہ بیبیاں تھیں لوتھیر اور اُس کا بیٹا الونفس ہفتم شہنشاہ جرمن ۸۸۸ء فرڈرک باربروسا اور شارلی منکا ایک بیٹا اور فلپ تھے اوڈی[۴] کتسن بادشاہ فرانس اور فرنگ۔ کے متقدمین بادشاہوں میں جنہوں نے کئی کئی جوروواں ایک ہی زمانہ میں رکھیں اور یہ بادشاہ تھے گون ٹران گاری برٹ سجی برٹ۔ چل پرک[۵]۔ گون ٹرین کے حرم سرائے میں تین ونی ایڈا۔ معرکٹرڈ۔ اوسٹری جلد پڑ جلدی بیبیاں تھیں۔ اور وہ کہتا تھا کہ یہ میری شرعی بیبیاں ہیں اور کیری برٹ کے ہاں مرفلی ڈار مار کونسار تھیوڈو جلڈا بیبیاں تھیں۔ ڈومی[۶] نیل صاحب پادری خود مقر ہیں کہ فرانس کے بادشاہ بہت سی بیبیاں کیا کرتے تھے اور اُن کو اس بات کا بھی انکار نہیں ہے کہ ڈیگوبرٹ اوّل نے تین بیبیاں کیں اور پادری صاحب موصوف کو یہ بھی اقرار ہے کہ تھوڈوبرٹ نے ڈرٹری سے اس حال میں شادی کی کہ جب اُس کا خاوند موجود تھا اور جب اُسکے ہاں ذنی جلڈی اُس کی بی بی موجود تھی اور صاحب موصوف یہ بھی لکھتے ہیں کہ تھیوڈویرٹ نے اپنے چچا کلوٹیر کی نقل کی جس نے کر لوڈومر سے بیاہ تین جوروں کے ہوتے نکاح کیا تھا۔ مونصاحب جغرافیہ مدنی کے علم سے ایک سے زیادہ بیبیاں مجتمع کرنے کی دلیل لکھتے ہیں کہ گرم ملکوں میں عورتیں آٹھ یا نو یا دس برس کی عمر میں شادی کے لائق ہو جاتی ہیں بس اُن کی شادی اور بچپن دونوں ہم زمانہ ہوتے ہیں اور وہ بیس برس کی عمر میں بڈھی ہو جاتی ہیں لہذا حسن کے زمانہ میں اُنہیں عقل نہیں ہوتی جب تک اُن کا حسن یہ چاہتا ہے کہ میں حکمرانی کروں عدم موجودگی عقل اُس کی مانع ہوتی ہے۔ اور جب عقل آجاتی ہے تو حسن نہیں رہتا لہذا ناچار یہ عورتیں آزاد نہیں ہو سکتیں کیونکہ بڑھاپے میں عقل اُنہیں وہ حکومت نہیں دلوا سکتی جو جوانی اور حسن دونوں حاصل کریں اس واسطے اِن ملکوں میں جہاں ایک سے زیادہ نکاح کی ممانعت نہیں ہے یہ بات کچھ تعجب کی نہیں ہے کہ لوگ ایک سے زیادہ عورتیں جمع کرتے ہیں اور ایک کو چھوڑتے ہیں اور دوسری کرتے ہیں اور سب سے نکاح جائز جانتے ہیں۔ اور معتدل ملکوں میں جہاں عورتوں کا

۱۔ ہر بر طوسی ۱۲ ۲۔ ابر قس ۱۲ مترجم ۳۔ ارس بر ٹس ۱۲ مترجم ۴۔ نیدو طوس ۱۲
۵۔ بیغی برت ۱۲ مترجم ۶۔ چل برش ۱۲ مترجم ۷۔ قادر دانیال ۱۲ مترجم

حسن دیرپا ہے اور جہاں عورتیں بڑی عمر میں بالغہ ہوتی ہیں اور بچے جنتی ہیں اور اُن کے خاوندوں کا بڑھاپا بھی اُن کے بڑھاپے کے ساتھ ہی آتا ہے اور چونکہ اُنہیں اپنی شادی کے وقت عقل و علم زیادہ ہوتا ہے اگرچہ وہ علم صرف اُن کی کبرسنی کے سبب سے کیوں نہ ہو اس سبب سے مرد و عورت میں ایک قسم کی مساوات ہو جاتی ہے اور یہی سبب ہے کہ وہاں ایک نکاح کرنے کا دستور ہو گیا ہے۔ خدائیتعالیٰ نے مردوں کو عقل اور طاقت جسمانی سے عورتوں پر فوق دیا ہے اور اُنہیں دونوں عقل و طاقت کے سوا اور کوئی فضیلت نہیں دی اللہ تعالےٰ نے عورتوں کو حسن عطا کیا ہے اور یہ قاعدہ مقرر کیا ہے کہ جب اُن کا حسن جاتا رہے تو اُن کا اختیار بھی مردوں پر سے جاتا رہے۔ لیکن گرم ولائیتوں میں حسن صرف شروع جوانی میں ہوتا ہے اور جوں جوں عمر زیادہ ہوتی جاتی ہے حسن میں کمی ہوتی جاتی ہے۔ لہذا یہ قانون کہ آدمی کو ایک جورو کرنی چاہیئے خاصیت ملکی کے لحاظ سے صرف یورپ کے واسطے مناسب ایشیا کے واسطے مناسب نہیں ہے یہی دلیل ہے کہ اسلام ابھی آسانی سے ایشیا میں پھیل گیا اور یورپ میں ایسی مشکل سے پھیلا یہی دلیل ہے کہ مذہب عیسائی یورپ میں پایا جاتا ہے اور ایشیا سے معدوم ہو گیا اور آخر الامر یہی دلیل ہے کہ اہل اسلام کی جلین میں اسقدر ترقی پائی جاتی ہے اور عیسائیوں میں اسقدر کم۔ سیٔزر[1] کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم زمانہ میں ہمارے باپ دادا کے ہاں یہ رسم تھی کہ دس بارہ آدمیوں میں ایک جورو ہوتی تھی۔ جب رومن کیتھلک پادری انگلستان کے قدیم باشندوں میں آئے تو اُنہوں نے تجرید کی نہایت تعریف کی اور یہ تعلیم کیا کہ بیوہ سے نکاح کرنا گویا دو جوروان کرنی ہیں اور پادریوں کے نزدیک گناہ ہے آخرکار ہم لوگ اہل جرمن کی طرح ایک جورو کرنے لگے اٹی سی ٹس صاحب کی کتاب موسوم بہ ڈی موری بس جرمن لوزم دیکھو اب آگے ایک کے زیادہ نکاح کرنے کے جواز کے باب میں کوئی پوچھے تو انجیل کے مندرجہ ذیل فقرے دیکھنے سے معلوم ہو جائیگا کہ ایک سے زیادہ نکاحوں کو صرف خدائیتعالیٰ پسند نہیں کرتا بلکہ برکت دینے کا وعدہ کرتا ہے اور فقرات مذکورۃ الصدر یہ ہیں کتاب پیدائش باب ۲۰ صفحہ ۵ درس ۲۲۔ ایک روس[2] باب ۲۱ صفحہ ۵ درس ۱۱۔ ڈیو دور کسیانی باب ۱۴ صفحہ ۵ درس ۱۷۔ اشموئل باب ایک صفحہ ۵ درس ۲ اور ۱۱ و ۲۰۔ آسموئل باب ۲۸ صفحہ ۵ درس ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ اشموئل باب ۱۲ صفحہ ۵ درس ۲۰ اشموئل باب ۵ صفحہ ۵ درس ۱۳[3]۔ باب ۸ صفحہ ۵ درس باب ۱۰ صفحہ ۵ درس ۴۔ حجز باب ۱۲ صفحہ ۵ درس ۹ و ۱۴ حضرت ابراہیم اور حضرت ہاجرہ کے بیان

---

[1] ۔ یعنی قیصر روم ۱۲ مترجم [2] ۔ یعنی اقدس ۱۲ مترجم [3] ۔ حجز ۱۲ مترجم۔

میں سینٹھ گیری سوس ٹم صاحب لکھتے ہیں کہ یہ چیزیں اُس زمانہ میں منع نہ تھیں اسی طرح سے
سینٹھ اگس ٹین[1] صاحب لکھتے ہیں کہ ایک سے زیادہ نکاح[2] کرنے کی رسم کچھ الزام کے لائق نہ تھی۔
بلکہ اُس زمانہ میں فرض تھی اور اب عیاشی ہے اُس زمانہ میں زیادہ نکاح کرنے کی اس واسطے ممانعت
نہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کو انسان کے نسل کی ترقی منظور تھی ۷۲۶ء میں یونی ٹس صاحب جرمنی کی پادری
نے پوپ گرگری سے مسئلہ پوچھا کہ آدمی کو کس حالت میں دو بیبیاں کرنی جائز ہیں تو اُس نے یہ
جواب دیا کہ اگر جورو کو کوئی ایسی بیماری ہو کہ خاوند اُس سے مباشرت نہ کر سکے تو اُس صورت میں
خاوند کو دوسرا نکاح درست ہے لیکن اس شرط پر کہ بیمار جورو کی ہر طرح خبر گیری کرتا رہا ہے۔ عیسائیوں
نے خود بہت سی کتابیں بہت سی بیبیاں مجتمع کرنے کے جواز میں لکھی ہیں برنارڈو۔ اوکینس نے
جو فرقہ کیپی چن کے جنرل تھے سولھویں صدی کے وسط میں اس رسم کے اچھا ہونے میں ایک کتاب
لکھی ہے اور اُسی زمانہ میں ایک اور شخص نے بھی اسی مضمون پر جواب مضمون لکھا ہے اس جواب
مضمون کے لکھنے والے کا اصلی نام لائی سیرس تھا مگر اُس نے اپنے جواب مضمون کا تخلص تھے
اوفیلس الیتھو تھیس اختیار کر لیا تھا۔ سیلڈن صاحب اپنی کتاب موسوم یوکز ہیبرایکا میں ثابت کرتے
ہیں کہ بہت سی بیبیاں مجتمع کرنی صرف یہودیوں ہی میں جائز نہ تھیں بلکہ تمام قوموں میں بھی
جائز تھیں۔ مگر سب میں بڑا مشہور آدمی جو ایک سے زیادہ عورتیں جمع کرنے کی رسم کی حمایت کرتا
ہے جان ملٹن تھا اُس شخص نے اپنی کتاب موسوم[3] بہ جواب مضمون در باب مذہب عیسائی میں
اس امر کے ثبوت میں انجیل کے بہت سے فقرے نقل کیے ہیں۔ صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ
علاوہ اس کے خدا تعالیٰ نے اپنے تئیں ایک استعارہ کی حکایت حزقی ایل[4] باب ۲۳ میں ایک
مرد بنایا ہے جس نے اہولا اور اہولیبا دو بیبیوں سے نکاح کیا اگر یہ رسم اصل میں بُری ہوتی تو خدا تعالیٰ
اپنی نسبت استعارہ میں بھی اس رسم کو کبھی نہ اختیار کرتا۔ جس رسم کی انجیل میں ممانعت نہ ہو۔ ہم
اُس کو کس دلیل سے بُرا اور ذلیل کہیں کیونکہ انجیل نے کسی ملکی قانون کو جو اُس سے پہلے رائج تھا
بُرا نہیں کہا انجیل میں صرف یہ حکم ہے کہ ایلڈر اور ڈیکن پادری وہ لوگ بنائے جائیں جو صرف ایک
جورو رکھتے ہیں اٹموتھی باب ۳ صفحہ ۵ درس ۲۔ اور ٹموتھی تم باب درس ۶۔ اس کے یہ معنی نہیں
ہیں کہ ایک سے زیادہ نکاح کرنا گناہ ہے کیونکہ اگر گناہ ہوتا تو یہ حکم سب کے واسطے عام ہوتا صرف

[1] ۔ آگسٹن ۱۲ [2] ۔ گروسیس صاحب کی کتاب موسوم ہڈی ژور جلد اوّل حاشیہ صفحہ ۲۰۰ و ۲۶۸ دیکھو ۱۲ مؤلف
[3] ۔ ۲۳ و ۲۶ فقط مؤلف [4] ۔ ہزقیل نبی ۱۲۔

پادریوں ہی واسطے نہ ہوتا اس حکم میں یہ حکمت ہے کہ ایک جورو والے دُنیا کے کاروبار میں اسقدر گرفتار نہ ہونگے جتنا کہ زیادہ جورو والے اِس لئے یہ لوگ گرجے کا کام بخوبی کرسکیں گے اور چونکہ اس فقرے کے موافق کئی بیبیاں مجتمع کرنے کی صرف پادریوں کو ممانعت ہے اور اور لوگوں کو نہیں ہے اور یہ ممانعت بھی کچھ گناہ ہونے کے سبب سے نہیں ہے۔ اِس لئے جب ہم نے اوپر بیان کیا اِس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سب کو ایک سے زیادہ بیبیاں جمع کرنے کی اجازت ہے اور اکثر لوگوں نے اس رسم کو اختیار کیا ہے آخرالامر میں عبرانیوں کے تیرہ باب پانچ صفحہ چار درس کے موافق اس طرح دلیل کرتا ہوں۔ ایک سے زیادہ بیبیاں جمع کرنی یا نکاح یا حرامکاری یا زنا ہوسکتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوئی جھوٹھی صورت بیان نہیں کی اکثر ہمارے نبیوں نے ایک سے زیادہ بیبیاں مجتمع کی ہیں لہٰذا مجھے یقین ہے کہ کوئی ایسی بے ادبی نہ کریگا کہ اس رسم کو حرام یا زنا ٹھہرائے کیونکہ انجیل میں لکھا ہے کہ حرامکاروں اور زانیوں کو اللہ تعالیٰ سزا دیگا۔ اور خدائیتعالےٰ فرماتا ہے کہ نبی لوگوں کا میں خود محافظ ہوں پس ایک سے زیادہ بیبیاں جمع کرنی نکاح ٹھہرا اور نکاح ہر طرح حلال اور درست ہے اور حضرت موسیٰ ہی فرماتے ہیں کہ نکاح کرنا بہت اچھا ہے اور گناہ نہیں ہے لہٰذا آنحضرت نے اس رسم کو جائز کیا کہ جو رسم صرف عمدہ ہی نہ تھی بلکہ جس کو خدائیتعالےٰ نے اپنی قدیم کتاب میں مُبارک فرمایا تھا۔ اور پھر اپنی جدید کتاب میں بھی جائز فرمایا کہ جائز ہے اور عُمدہ ہے۔ لہٰذا ہم آنحضرت پر ہرگز یہ الزام نہیں لگا سکتے کہ آپ نے ایک سے زیادہ بیبیاں جمع کرنے میں کچھ بُرائی کی۔ وہ لوگ جو کہ بیبیاں مجتمع کرنے کو منع کرتے ہیں اُن کی دلیلیں یہ ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس رسم سے خاوند اور زوجہ میں مرتبہ کی مساوات جاتی رہتی ہے اور محبت کامل نہیں ہوتی اور اس کے سبب سے خانگی جھگڑوں اور حسد کی بُنیاد قایم ہوتی ہے۔ اہل مغرب یہ جو خیال کرتے ہیں کہ جس شخص کے حرم سرا میں بہت سی بیبیاں مجتمع ہوتی ہونگی وہ اُن پر بہت خودسری سے حکومت کرتا ہوگا یہ اُن کی غلطی ہے اور چونکہ جو اہل مشرق اہل ایشیا کی رسموں سے واقف نہیں ہیں اسواسطے اُنہیں ایسا خیال ہوتا ہے کہ اہل مشرق افلاس کے باعث سے ایک بی بی سے زیادہ نکاح نہیں کرسکتے۔ اور جو مرد نیک ہیں وہاں حال بالکل برعکس ہے یہ اکثر ہوتا ہے کہ جس شخص کے بہت سی بیبیاں ہوتی ہیں ایک اُن میں سب کی حاکم ہوتی ہے اور خاوند پر گھر میں حکومت کرتی ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے اہل مشرق کے مصنفوں کی ایسی کتابیں پڑھی ہیں جس میں وہاں کے رسم و رواج کا کچھ حال ہے اُنہیں فوراً معلوم ہو جائیگا کہ یہ جو اہل مغرب کا خیال ہے

کہ دُنیا کے اُس حصّہ کی عورتوں پر بڑے ظلم ہوتے ہیں یہ اُن کا وہم ہے۔ اب لنس صاحب کہتے ہیں کہ انگلستان کے لوگ اس کے سوا اور کچھ نہیں جانتے کہ اہل مشرق کی عورتیں ہر ایک جگہ اپنے خاوندوں کی لونڈیاں ہیں اور جن حرم سراؤں میں وہ رہتے ہیں وہ انہیں قید خانوں سے کم نہیں مگر صاحب موصوف اس بات سے انکار کرتے ہیں اور یہ ثابت کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی عورتیں بہت با اختیار ہوتی ہیں حرم سرا کے قید خانہ ہونے کا تو کیا ذکر ہے بلکہ وہ اُن کے واسطے ایک ایسا مقام آزادی ہے جہاں اُن کا خاوند بھی ایک اجنبی آدمی معلوم ہوتا ہے۔ جو نہیں خاوند دہلیز پر قدم رکھتا ہے وہیں اُسے معلوم ہو جاتا ہے کہ میں آقا اور مالک خانہ نہیں ہوں بچے اور نوکر لونڈی غلام سب بی بی کی تابعداری کرتے ہیں القصہ تمام گھر میں وہی بڑی ہوتی ہے۔ اگر اُس کا مزاج درست ہے تو گھر میں خوشی ہوتی ہے اور اگر اُس کا مزاج بگڑا ہوا ہوتا ہے تو سب گھر میں لرزاں اور ترساں ہوتے ہیں۔ اسی یا ساٹھ برس کا عرصہ ہوا ہے کہ مرزا ابو طالب خان ایک لکھنؤ کے امیر زادے انگلستان میں آئے تھے اُنہوں نے ہماری عادات خانگی اور رسوم کو بہت غور سے دیکھا اور دریافت کیا اُنہوں نے ایک کتاب انگلستان کے سیر اور حالات کے باب میں لکھی اور چھپوائی چنانچہ اُس کا انگریزی میں بھی ترجمہ ہو گیا ہے وہ بہت بدلائل یہ بات لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کی عورتوں کو اہل یورپ کی عورتوں کی نسبت بہت زیادہ اختیارات اور آزادی حاصل ہے اور یہ جو ہمیں خیال تھا کہ کئی بیبیاں جمع کرنے سے عورتوں پر بہت ظلم ہوتا ہوگا اُنہوں نے اس فقرے کے لکھنے سے یہ حال ہمارے دل سے بھلا دیا۔ فقرہ یہ ہے جسقدر مجھے تجربہ ہے اُس سے میں جانتا ہوں کہ دو بیبیوں کے پاس رہنے سے دو شیروں کے ساتھ رہنا بہت آسان ہے۔ نیبر صاحب سیاح کی بھی یہی رائے ہے وہ کہتے ہیں کہ اہل یورپ کا یہ خیال غلط ہے کہ اہل اسلام کی شادی کی حالت اور عیسائیوں کی شادی کی حالت میں بہت فرق ہے۔ مجھے عرب میں جا کر کچھ ایسا فرق نہیں معلوم ہوا وہاں کی عورتیں ویسی ہی آزاد اور خوش ہیں جیسی کہ یورپ کی ہو سکتی ہیں اس میں شک نہیں کہ مسلمانوں میں کئی عورتیں جمع کرنی جائز ہیں اور ہماری ملکی عورتوں کو اس پر بہت حیرت اور تاسف ہوتا ہے لیکن اہل عرب اکثر چار بیبیاں کرتے اور بہت سے حرموں سے عشرت کرنے کی رسم کا فائدہ کم اُٹھاتے ہیں عیاش لوگوں کے سوا اور کوئی اتنی بیبیاں نہیں کرتا اور سنجیدہ لوگ اُن کی اس حرکت سے خوش

سلہ۔ کتاب موسوم بہ رسم و رواج زبان فارسی ہو ملف۔

نہیں ہوتے۔ دانا آدمی یہ خیال کرتے ہیں کہ اس رسم سے ہمیں کچھ آرام نہیں بلکہ تکلیف ہے شرع کے موافق خاوند پر فرض ہے کہ وُہ اپنی بیبیوں سے اُن کی لیاقت کے موافق پیش آئے اور اُن میں تحف و ہدایا برابر تقسیم کرے مگر اکثر مسلمان اس حکم سے بہت ناراض ہیں اور اس طرح کی عیاشی میں اہل عرب کا بہت خرچ ہوتا ہے اور اسی باعث سے اکثر اہل عرب مفلس ہوتے ہیں۔ یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ کثرت ازواج سے جسے اصل محبت کہتے ہیں خاوند اور زوجہ میں نہیں ہوتی۔ اس کا حال یہ ہے کہ اگر ہمارے ملک میں کثرت ازواج جائز ہوتے تو صرف اُمراہی کو ہوتے۔ کیونکہ اس میں خرچ پڑتا ہے ہمکو شبہ یہ ہے کہ جتنے اب اہل عرب یوروپ کے اُمرار کے خاوند اور زوجہ میں کم محبت ہوتی ہے دُوسرے یا تیسرے نکاح میں اس سے بھی کم ہونی ممکن ہے یا نہیں یہاں کے اُمرا میں یہ رسم ہے کہ بیبیوں کے واسطے شادی کے وقت کچھ روپیہ مقرر کردیتے ہیں اور اُن کے واسطے ایک نگہبان رکھتے ہیں اور کمرہ آراستہ کرتے ہیں ضرور ہے کہ ان رسموں سے وُہ بیغرضانہ محبت اور اخلاص جاتا رہتا ہوگا جو غریب آدمیوں میں ہوتا ہے۔ ہمارے ملک کے اُمرا میں ازواج کی خرید و فروخت اُن ملکوں کی نسبت زیادہ ہوتی ہے جہاں کثرت ازواج جائز ہے۔ اہل یوروپ یہ جو خیال کرتے ہیں کہ کثرت ازواج سے محبت خالص جاتی رہتی ہے یہ اُن کا خیال اُسی بیہودہ تعصب کے سبب سے ہے کہ جس سے وُہ یہ خیال کرتے ہیں کہ آزادی انگلستان کے قدیم باشندوں ہی کو حاصل تھی۔ اگر کثرت ازواج میں اتنی ہی خرابیاں ہوتیں جتنی لوگ بیان کرتے ہیں اور اُس میں مصیبتیں زیادہ ہوتیں اور راحتیں کم تو یہ رسم دُنیا کے اسقدر بڑے حصہ میں رائج نہ ہوتی جہاں علم و فضل نے کچھ کم ترقی نہیں پائی ہے۔

محاسن قرآن شریف

جو کوئی اپنا روپیہ سُود میں لگائیگا اور یہ چاہیگا کہ میں اوروں کے مال سے اپنے تئیں ترقی دوں۔ خدائتعالیٰ ہرگز اُس کی بہتری نہ کریگا لیکن جو کوئی خیرات دیگا اور یہ نیت کریگا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہو اُس کا وُہ مال دوچند ہو جائیگا۔ پس خدا کا خوف کرو اور اُس کے احکام سُنو اور اُن کی متابعت کرو اور اپنی فلاح کے واسطے خیرات دو۔ کیونکہ جو لوگ اپنے طمع و حرص سے بچتے ہیں وُہی بہتری پاوینگے۔ جو لوگ اپنا مال رات و دن خفیہ اور ظاہر

بلند دیتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس کا عوض پا وینگے۔ نہ اللہ تعالےٰ اُنہیں خوف میں ڈالیگا اور نہ غم میں۔ جو کچھ تم ضد دیتے ہو اور جو کچھ تم سچ بولتے ہو اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے مگر وہ لوگ جو نامنصف ہیں اُن کا کوئی مددگار نہ ہوگا تمہیں چاہیئے کہ خیرات ظاہر دو اور یہ بات اچھی ہے اور تمہیں چاہیئے کہ خیرات پوشیدہ دو اور یہ ہی بہتر ہے اِس سے تمہیں فائدہ ہوگا اور تمہارے گناہ دُور ہونگے اللہ تعالےٰ تمہارے تمام کاموں سے واقف ہے مومنین اور اُن کی جزا۔ مگر وہ لوگ جو یقین کرتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں (ہم کسی پر ایسا بوجھ نہ ڈالیں گے کہ وہ اُٹھا نہ سکے اور وہ بوجھ اُس کی طاقت سے باہر ہو) جنت میں جائینگے اور وہاں ہمیشہ رہینگے۔ ہم اُن کے دلوں سے تمام رنج و تکلیفات کے خیالات بھلا دینگے دریا اُس کے پیروں میں بہینگے اور وہ کہینگے حمد اُس خدا کو جو ہمیں یہاں لایا اگر خدائیتعالیٰ ہماری رہنمائی نہ کرتا تو ہمیں کبھی یہ راہ معلوم نہ ہوتی۔ یقینی خدائیتعالیٰ کے نبیوں نے ہم سے سچ کہا تھا۔ اور ان لوگوں کو ایک آواز آئیگی کہ یہ فردوس ہے اور تم اپنے اعمال کے سبب سے اُسکے وارث بنگئے ہو۔ مگر وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک کام کئے ہیں ہم اُنہیں ایسے باغوں میں لے جائینگے کہ جنکے نیچے دریا بہتے ہیں یہاں وہ ہمیشہ رہینگے ان باغوں میں اُنہیں ہم نہایت پاکیزہ اور خوبرو عورتیں دینگے اور ہم اُنہیں ایسے درختوں کے سایوں میں لیجائینگے جو ہمیشہ سایہ دار رہتے ہیں ؞

مخلوقات۔ وہ خدائیتعالیٰ ہی ہے جس نے آسمانوں کو بے ستون پیدا کیا اور استوا فرمایا اپنے عرش پر اور آفتاب اور ماہتاب کے لئے قوانین مقرر کئے ہر ایک ان دونوں میں سے اپنے مقام مقصود کی طرف چلتا ہے وہ سب چیزوں پر حکم کرتا ہے اور اُس نے اپنی علامات بخوبی ظاہر کی ہیں تاکہ تمہیں خوب یقین ہو کہ ہم خدائیتعالیٰ سے ملینگے۔ اُس (خدائیتعالیٰ نے) آسمان و زمین اس واسطے خلق فرمایا ہے کہ میرا صدق ظاہر ہو۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اُسے سب آلہ باطلہ سے جنہیں لوگ اُس کے ساتھ شریک کرتے ہیں زیادہ تر بلند سمجھیں۔ کیا تمہیں حقیقت میں اُس خدا کا یقین نہیں جس نے دو دن میں زمین کو خلق فرمایا ہے اور تم اُسکے ساتھ اور شریک شامل کرتے ہو تمام جہانوں کا خالق وُہی ہے اور اُس نے زمین پر مضبوط مضبوط پہاڑ قائم اور بلند کئے ہیں اور اُس نے اُسے برکت دی ہے اور سب جگہ اُس پر چاروں میں خوراک پھیلائی ہے۔ بعد ازاں اُس نے اپنے تئیں آسمان کی طرف متوجہ کیا

جو ابتک صرف دُھواں تھا اور بعد ازاں اُس نے آسمان و زمین کی طرف خطاب کیا اور کہا خواہ تمہاری مرضی ہو یا نہ ہو مگر فرماں پذیر آؤ۔ اُن دونوں نے جواب دیا کہ ہم فرماں پذیر ہیں اور فرمانبردار ہیں۔ سوائے اُس کے کوئی خدا نہیں ہے اور وُہ ہی خدائے جاوید ہے اور بیزوال ہے نہ اُسے نیند آتی ہے اور نہ وُہ سوتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین پر ہے وہ سب اُس کا ہے کون ایسا ہے جو اُس کی اجازت بغیر اُس کے کاموں میں دخل دے آسمانوں اور زمینوں سے پہلے کیا چیز تھی اور اُس کے بعد کیا ہوگی وہ خوب جانتا ہے کوئی اُس کے علم میں سے ایک ذرہ برابر بھی نہیں سمجھ سکتا سوا اُس کے جو کہ وہ سمجھانا چاہتا ہے آسمان اور زمین سب سے اُس کا تخت[1] اونچا ہے اور ان دونوں کے قایم رکھنے میں اُسے کچھ تکلیف نہیں پڑتی خدائیتعالیٰ بلند ہے اور صاحب بڑے قوت ہے جو کچھ آسمان و زمین میں ہے خدائیتعالیٰ کی صفت اور ثنا کرتا ہے وُہ طاقتور اور دانا ہے آسمان و زمین کی سلطنت اُس کی ہے وُہ ہی زندہ کرتا ہے اور وہ ہی مردہ اور وہی طاقت والا ہے اور وہ ہی اوّل ہے اور وُہی آخر وہی ظاہر ہے وہی پوشیدہ اور وہ سب چیزیں جانتا ہے وُہ وہی ہے جس نے زمین و آسمان چھ[2] دن میں پیدا کئے۔ اور بعد ازاں عرش پر مستوی ہوا جو چیز زمین پر آتی ہے اور جو چیز زمین سے جاتی ہے اور جو چیز آسمان سے اُترتی ہے اور جو چیز آسمان پر چڑھتی ہے سب کو خدائیتعالیٰ جانتا ہے تم کہیں کیوں نہ ہو خدائیتعالیٰ تمہارے ساتھ ہے کیونکہ جو تم کرتے ہو وُہ دیکھتا ہے آسمان و زمین کی بادشاہت خدا کی ہے اور تمام چیزیں خدا کی طرف رجوع کرتی ہیں وہی دن کے بعد رات لاتا ہے اور رات کے بعد دن۔ اور وہ انسان کے دل کی بات جانتا ہے ؎

خدائے[3] تعالیٰ۔ خالق مخلوقات رحیم و رحمٰن حاکم روز قیامت کو حمد سزاوار ہے۔ ہم تیری ہی پرستش

[1] اہل اسلام خیال کرتے ہیں کہ یہ تخت جسے عربی میں کرسی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کا تحکمہ ہے یہ عرش کے نیچے قایم ہے اور خدائیتعالیٰ کا تخت ہے استعارہ یہ خدائیتعالیٰ کی قدرت سے ہے جو زمین اور آسمان کو قایم رکھتی ہے اور اُن پر حکم کرتی ہے اور انسان کی سمجھ سے باہر ہے ۱۲ مؤلف

[2] ہمنے آسمانوں زمین اور جو کچھ اُن میں ہے چھ دن میں خلق کیا اور ہم تھکے نہیں (قرآن سورت ۵۰) بیل صاحب اس فقرے کے باب میں لکھتے ہیں کہ یہ آیت یہودیوں کے جواب میں لکھی گئی ہے جو کہتے ہیں کہ خدائیتعالیٰ نے دنیا خلق کرنیکے ساتویں دن آرام لیا اور آپ تخت پر اس طرح بیٹھا جیسے کوئی تھک گیا ہو ۱۲ مؤلف

[3] یہ سورت ہر نماز میں کئی دفعہ پڑھی جاتی ہے اور بہتر موقعوں پر بھی پڑھی جاتی ہے چنانچہ جب مسلمان کوئی سودا ٹھیراتے ہیں یا کوئی اقرارنامہ لکھتے ہیں اُن سب کے بعد اس سورت کو پڑھتے ہیں اسے سورت اوّلین کہتے ہیں اور یہ عیسائیوں کی دُعا کے موافق ہے مسلمان اسکی نہایت عظمت کرتے ہیں اور اُنہوں نے اسکے کتنے ہی نام رکھے ہیں اور وہ نام یہ ہیں سورۃ تحاف سورۃ الحمد سورۃ شکر یہ سورۃ فاتحہ وغیرہ اور وُہ خیال کرتے ہیں۔

کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔ ہمیں راہِ راست کی طرف لیجا اور اُن لوگوں کا رستہ دکھلا جن پر تو نے رحم کیا ہے۔ اور اُن لوگوں کا رستہ نہ دکھلا جن پر تو نے غضب کیا ہے اور جو غلطی پر ہیں۔ کہہ تو خدا تعالیٰ واحد ہے اور بے زوال ہے نہ اُس کے ہاں کوئی پیدا ہوا ہے اور نہ وُہ کسی کے ہاں پیدا ہوا ہے نہ کوئی اُس کا نظیر ہے اللہ تعالیٰ بادشاہ ہے اور برکت والا ہے اور وُہ سب چیز پر قادر ہے زندگی اور موت اُس نے پیدا کی ہے تاکہ یہ دیکھے کہ تم میں سے کونسا آدمی نیکوکار ہے وُہ طاقتور ہے اور عفو کرنے والا ہے اُس نے سات آسمان اس طرح سے خلق کئے کہ ایک کے بعد دُوسرا واقع ہے۔ خدا تعالیٰ رحیم کی مخلوقات میں کوئی عیب نہیں پا سکتا تو سب چیزوں کو بجھی جا اور تو تھک جائیگا۔ کیا تجھے یہ نہیں معلوم کہ جو کُچھ آسمان اور زمین میں ہے خدا تعالیٰ سب جانتا ہے۔ تین آدمیوں میں کوئی ایسی تقریر نہیں ہوتی جن میں چوتھا خدا تعالیٰ شامل نہ ہو اور پانچ آدمیوں میں کوئی ایسی تقریر نہیں ہوتی جن میں چھٹا خدا تعالیٰ نہ ہو خواہ اُن سے زیادہ آدمی ہوں خواہ اُن سے کم مگر خدا تعالیٰ ہر جا اُن کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ قیامت کے دن ہر ایک آدمی کے تمام کام بتا دیگا کیونکہ وُہ سب چیزیں جانتا ہے۔ سب پوشیدہ چیزوں کی کُنجیاں خدا تعالیٰ کے پاس ہیں اُس کے سوا کوئی اُن کا حال نہیں جانتا جو خشکی پر ہے اور جو تری میں ہے وہ سب جانتا ہے اگر ایک پتّہ بھی جھڑے تو اُس کی اُسے خبر ہوتی ہے۔ نہ کوئی سبز چیز ہے اور نہ خشک اور نہ زمین کی تاریک غاروں میں کوئی ایسا دانہ ہے کہ جو کتاب مُبین میں نہ لکھا ہو۔ شان و شوکت اُسی کے واسطے سزاوار ہے سب سے جو شے بلند ہے ساتوں آسمان و زمین میں اور تمام چیزیں جو اُن میں ہیں اُس کی تعریف کرتی ہیں کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ جس سے خدا تعالیٰ کی قدرت ظاہر نہ ہو مگر اِن چیزوں کی تعریف کرنی تم سمجھ نہیں سکتے زمین و آسمان کے اسرار خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے دیکھو اور صرف اُسی کے حکم مانو۔ خدا تعالیٰ کے سوا انسان کا کوئی محافظ نہیں ہے اور نہ کسی اور کو اُس کی رائے میں دخل ہے۔ جو چیز آسمان و زمین پر ہے وُہ سب خدا کی ہے جو تمہارے دلوں میں ہے خواہ تم اُسے ظاہر کرو یا چھپاؤ خدا تعالیٰ بیشک تم سے اُس کا حساب لے گا۔ جب تم یہ قسم کھاؤ کہ ہم نیکوکاری کرینگے اور خدا سے ڈرینگے اور خلقت کو امن پہنچائینگے تو خدا کی قسم نہ کھاؤ۔ کیونکہ خدا تعالیٰ سُنتا ہے اور جانتا ہے۔ اگر تمہاری قسم میں کوئی سہواً غلطی واقع ہو گی تو اُس کے سبب سے خدا تعالیٰ تمہیں سزا نہ دیگا لیکن اگر تم نے کوئی بدی دل کے ارادہ سے کی ہے تو سزا پاؤ گے خدا تعالیٰ رحمٰن و رحیم ہے۔

آسمانوں وزمین کے اسرار خدائیتعالیٰ جانتا ہے سب چیزیں اُس کی طرف اعادہ کرینگی پس اُس کی عبادت کرو اور اُس پر وثوق کرو تیرا خدا تیرے کاموں سے غافل نہیں ہے۔اے لوگو تم فقرا ہو مگر خدائیتعالیٰ امیر ہے اور تعریف کی لائق ہے۔کس نے تمہارے واسطے زمین وآسمان بنائے قوت سامع اور باصرہ کس کے اختیار میں ہے۔کون مُردوں سے زندہ پیدا کرتا ہے اور زندوں سے مُردے! یقینی لوگ جواب دینگے کہ وُہ خدا ہے پھر تم کہو کہ کیا تم ایسے خدا سے بھی نہیں ڈرتے! کیا کوئی شخص عظمت چاہتا ہے تمام عظمت خدا میں ہے ہر ایک اچھی بات خدائیتعالےٰ کے پاس پہنچتی ہے اور ہر نیک کام کو وُہ بلندی دیتا ہے۔مگر جو شخص ظلم کرنے کی تجویز کرتا ہے اور جو لوگ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں خدائیتعالیٰ اُن کی تجویزوں کو خراب کر دیتا ہے لوگ کہتے ہیں کہ خدائیتعالیٰ رحیم کے ہاں بیٹا ہے تم نے بڑی بے ادبی کی کچھ تعجب نہیں ہے کہ اس خطا پر زمین وآسمان شق ہو جاویں اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑیں۔کیونکہ یہ لوگ خدائے رحیم کی طرف بیٹے کا ہونا منسوب کرتے ہیں اور یہ بات اُس کی شان سے بعید ہے کہ اُس کے ہاں بیٹا ہو۔یقینی آسمان وزمین پر کوئی ایسا نہیں ہے کہ جو خدائیتعالیٰ کے پاس اُس کا بندہ بنکر نہ جائے کون راحت پائیگا۔اور کس پر مُصیبت آئیگی قسم ہے اُس رات کی جو اپنا نقاب پھیلاتی ہے قسم ہے اُس دن کی جو روشن ہے قسم ہے اُس شخص کی جس نے عورت اور مرد پیدا کئے یقینی تمہاری مختلف خواہشیں ہیں مگر جو شخص خیرات دیتا ہے اور خدا سے ڈرتا ہے اور صلحا کی بات مانتا ہے ہم اُس پر راحت کا رستہ آسان کرینگے مگر جو شخص حریص ہے اور دولت پر راغب ہے اور وُہ خدا کا ہونا جھوٹھ جانتا ہے ہم اُس پر جلد مُصیبت لائینگے۔وُہ خدا ہے کہ جس نے تمہارے واسطے زمین کی بُنیاد استوار کی اور اُس پر آسمان بنائے اور تمہیں خلق کیا اور تمہاری شکل اچھی بنائی یہی خدائیتعالیٰ تمہارا مالک ہے۔پس خدائیتعالیٰ برکت والا ہے اور تمام جہانوں کا مالک ہے اور وہ زندہ ہے اور اُس کے سوا کوئی اور خدا نہیں ہے لہذا تم اُس کو پُکارو اور صدق دل سے اُس کی عبادت کرو وہ وُہ ہے جو زندگی اور موت دیتا ہے اور جب وُہ ایک کام کا حکم دیتا ہے تو فرماتا ہے کہ ہو جا وُہ چیز ہو جاتی ہے ؛

ناشکری انسان نسبت خدا

قسم ہے ہنہنانے والے گھوڑوں کی اور لڑائی کے گھوڑوں کی جو آگ کے شعلوں کو روند

ڈالتے ہیں اور پاش پاش کر دیتے ہیں اور جو صبح کو حملہ کرتے ہیں اور میدان جنگ کی گرد اُڑاتے ہیں اور گروہوں کے وسط میں پہنچ جاتی ہیں۔ حقیقت میں آدمی اپنے خدا کی ناشکری کرتا ہے اور اس بات کا وہ خود گواہ ہے اور یقینی وہ اس دُنیا کی بہتری کو پسند کرتا ہے افسوس وہ نہیں جانتا کہ جس دن قبر سے مردے اُٹھینگے اور جو آدمیوں کے دلوں میں ہے وُہ ظاہر کیا جاویگا یقینی اُس دن اُن کا خدا اُن کے سب کاموں سے آگاہ ہو جاویگا +

روزِ قیامت

اُس دن (آخر دن) صور پھنکیگا اور تمام آدمی جو زمین پر ہونگے ڈر جائینگے مگر وہ شخص نہیں ڈریگا جس پر خدا اپنا کرم کریگا اور بچائیگا اور سب آدمی اُس پاس عاجزی کرتے ہوئے آئینگے اور تو دیکھیگا کہ وہ پہاڑ جنہیں مضبوط خیال کرتا ہے بادلوں کے مانند پھٹ جاوینگے یہ خدا کا کام ہے جو ہر بات کا حکم کرتا ہے تمہارے سب کاموں سے وُہ خوب واقف ہے۔ اور جب زمین زلزلوں کے سبب تھرائے گی اور اپنے بوجھوں کو گراویگی اور آدمی چلائینگے کہ یہ زمین پر کیا صدمہ ہے اُس دن وہ اپنی چیزیں ظاہر کریگی کیونکہ پروردگار نے اُس کو حکم بھیجا۔ اُس دن انسان کے گروہ اپنا کام دیکھنے آئینگے اور جس نے ایک ذرّہ برابر بھی نیکی کی ہوگی وہ اپنی نیکی دیکھیگا اور جس نے ایک ذرّہ برابر بھی بدی کی ہوگی وُہ اپنی بدی دیکھیگا۔ جس دن آسمان شق ہو جاوینگے اور ستارے اِدھر اُدھر پھیل جاوینگے اور سب سمندر آپس میں ملجاوینگے اور جس دن قبریں تہ و بالا ہو جائینگی اُس دن ہر ایک آدمی اپنے قدیم زمانہ اور حال کے زمانہ کے کام دیکھیگا مگر جب صُور کی آواز نکلے گی اور زمین اور پہاڑ بلند ہو جاوینگے اور دونوں ایک ہی دفعہ ٹوٹ کر خاک میں ملجاوینگے اُس دن جو مصیبت آنیوالی ہے وُہ یکایک آجاویگی اور آسمان شق ہو جاویگا۔ کیونکہ اُس دن وُہ ترقی والا بنجاویگا اُس دن تم خدا کے سامنے لائے جاؤگے اور تمہارا کوئی پوشیدہ کام چھپا نہیں رہنے کا جس دن آفتاب روک دیا جائیگا اور جس دن ستارے گر پڑینگے اور جس دن پہاڑ فنا ہو جاوینگے اور جس دن اونٹنیاں جن کو دس دس مہینہ کا حمل ہو گا اُن کی بھی کوئی خبر نہیں لینے کا اور جس تمام صحرائی درندے

ف ۔ اُس دن کی دہشت بیان کرنے کیلئے یہ فقرہ لکھا گیا ہے حاملہ اونٹنی کی اہل عرب قدر کرتے ہیں گویا یہ بہت بڑی بات ہوگی کہ اُنکی بھی خبر نہیں لیتے ہونگے ہو

ف ۔ کیونکہ اہل اسلام یقین کرتے ہیں کہ صرف آدمی ہی نہیں بلکہ غیر ذی العقول جانوروں کا اُس دن انصاف ہو گا اور اُس دن بے سینگ والے جانور سینگ والے جانوروں سے اپنا بدلا لیوینگے یہاں تک کہ مظلوم اپنا عوض لیں۔ ” مؤلف +

مجتمع کئے جاوینگے۔ اور جس دن سمندروں کا پانی کھلنے لگے گا اور جوش زن ہوگا اور جس دن رُوحیں پھر اپنے جسموں میں چلی جائینگی اور جس دن لڑکیاں جو زندہ دفن کی گئی ہیں[۱] اُن کے باب میں پُرسش ہوگی کہ یہ کس گناہ پر ماری گئیں۔ اور جس دن قرآن شریف کے ورق کھولے جاوینگے اور جس دن جنّت کھولی جاویگی اور جس دن دوزخ تیز کی جاویگی اور جس دن جنّت نزدیک لائی جاویگی اُس دن ہر ایک آدمی کو اپنا کام معلوم ہوگا ؛

مہربانی اور مہمان نوازی کا حکم

اپنے والدین[۲] کی فرمانبرداری کرو اور اقرباؤں سے بلطف پیش آؤ اور یتیموں اور غریبوں اور ہمسایوں خواہ وُہ رشتہ دار ہوں خواہ نئے آنے والے اور ساتھ والے مسافروں اور راہگیروں اور غلاموں پر مہربانی کرو علاوہ اِس کے ہم نے انسان کو حکم کیا ہے کہ اپنے ماں و باپ سے بخلق پیش آئے جب اُس کی ماں نے اُسے جنا تو کیسی تکلیف اُٹھائی اور اُس کے پالنے میں کیسی تکلیفیں اُٹھائیں اور اُس کے جنّے اور دُودھ چھُڑانے تک تین مہینے کیسی تکلیف اُٹھائی۔ اور جب اُس میں طاقت آجاتی ہے اور وُہ چالیس برس کا ہو جاتا ہے تو کہتا ہے اے خدا مجھ سے اپنی اُن عنائیتوں کا شکر کروا جو تو نے مجھ پر کی ہیں اور میرے ماں باپ پر کی ہیں ؛

قرآن شریف

وُہ شخص برکت والا جس نے الفرقان[۳] یعنی روشن کنندہ اپنے نبی پر نازل کیا کہ وُہ تمام مخلوقات کو

۱۔ قدیم زمانہ کے عربوں کی یہ رسم تھی کہ جس وقت اُن کے ہاں بیٹی پیدا ہوتی تھی وُہ اُسی وقت اُسے زندہ گاڑ دیتے تھے اور یہ کام وُہ اِس واسطے کرتے تھے کہ ہم اُن کی پرورش اور بیاہ شادی کرنے میں حقیر نہ ہو جاویں اور ہمیں ذلت نہ ہو ۔ مؤلف ؛۔

۲۔ عرب یا مصر میں نافرمانبردار بیٹے کا نام بھی نہیں سُنا بیٹے اپنے باپ کے سامنے نہیں بیٹھتے نہ کھانا کھاتے ہیں اور نہ حقہ پیتے ہیں۔ جبتک کہ وُہ اُنہیں حکم نہ کریں اور وُہ اکثر اپنے باپ اور اپنے مہمانوں کے کھانا کھلانے کے وقت اور موقعوں پر کھڑے رہتے ہیں اور اُن کی خدمت کرتے ہیں جبتک وُہ بڑے نہیں ہو جاتے جبتک اُن کا یہی حال رہتا ہے ۔ لٹن صاحب کی کتاب موسُوم بہ تغیر حال جلد اوّل ۔ مؤلف ؛۔

۳۔ لفظ فرقان کے عام معنی روشنی یا نجات ہیں آنحضرت نے یہودیوں سے یہ لفظ لیا ہے جو اپنے پیٹ تک کتاب کا بھی نام کہتے ہیں جو اِس عربی نبی نے قرآن کا نام رکھا ۔ مؤلف ؛

متنبہ کردے وہ آسمان وزمین کا بادشاہ ہے اُس کے ہاں بیٹا نہیں ہے اور نہ اُس کی سلطنت
میں کوئی شریک ہے تمام چیزیں اُس نے خلق کی ہیں اور اُن کے مقدر مقرر کیئے ہیں قسم ہے غروب
ہونیوالے ستارہ کی کہ تمہارا دوست محمد غلطی پر نہیں ہے اور نہ غلطی کرتا ہے اور نہ وہ کوئی اپنے دل
سے بات کہتا ہے قرآن شریف اُس پر وحی ہوکر نازل ہوتا ہے۔ ایک شخص طاقت والے[1] اور
دانا نے وہ اُسے سکھلایا ہے جب تم آگ روشن کرتے ہو تو کیا یہ جانتے ہو کہ تم نے آگ روشن کی جس
درخت کی لکڑی کو جلانے سے آگ حاصل ہوئی یہ درخت تم نے بنایا تھا یا ہم نے؟ ہم نے اِس آگ کے
روشن کرنے سے ایک نصیحت[2] اور جنگل کے رستہ چلنے والوں کے واسطے ایک فائدہ مراد رکھا ہے
اس واسطے تو اپنے خدا کے نام کی تعریف کر سوائے اس کے میں ستاروں کے غروب ہونے کی قسم کھاتا ہوں
اور اگر تم اُسے سمجھو تو یہ بڑی قسم ہے کہ یہ سچا قرآن ہے اور اصل قرآن جس کی یہ نقل[3] ہے وہ خدا کی لوح محفوظ میں موجود
ہے اُس شخص کو قرآن نہ چھونا چاہیئے جو بے وضو ہو[4] یہ خدا یتعالیٰ خالق مخلوقات کی طرف سے الہام ہے +

خرید و فروخت میں وزن پورا ہونا چاہیئے

لعنت ہے اُن لوگوں پر جو وزن میں کمی کرتے ہیں اور جب اوروں سے تولکر لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں
اور جب اُنکے ہاتھ تولکر بیچتے ہیں تو انہیں کم دیتے ہیں کیا انہیں یہ خیال نہیں کہ وہ پھر زندہ کیئے جاوینگے اور وہ بڑا
دن آویگا جب تمام انسان خدا یتعالیٰ مالک ملک کے سامنے کھڑے ہونگے۔ خدا یتعالیٰ رحیم نے اپنے بندہ کو
قرآن شریف تعلیم کیا ہے اور آدمی کو خلق کیا ہے اور اُس نے زبان سے کلام کرنا سکھایا ہے۔ آفتاب اور ماہتاب
ہر ایک کیواسطے وقت مقرر ہے اور اشجار خدا یتعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں اور آسمان کو خدا یتعالیٰ نے بلند کیا ہے اور اسی
واسطے ترازو رکھا ہے کہ تم بھی اپنے تول میں فرق نہ کرو لہٰذا تم ایمانداری سے تولو اور وزن میں کمی نہ کرو۔
اَلْقَارِعَةُ مَا الْقَارِعَةُ وَمَا اَدْرٰکَ مَا الْقَارِعَةُ یَوْمَ یَکُوْنُ النَّاسُ کَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ وَتَکُوْنُ الْجِبَالُ
کَالْعِھْنِ الْمَنْفُوْشِ ۝ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ فَھُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ
فَاُمُّهٗ ھَاوِیَةٌ وَمَا اَدْرٰکَ مَاھِیَهْ نَارٌ حَامِیَةٌ ۝ وہ وہ دن ہے کہ جس دن آدمی پریشان

---

[1] جبرئیل کے معنی خدا کا مضبوط آدمی ہیں غالباً یہ آیت اس لفظ کے معنوں سے علاقہ رکھتی ہے پس طاقت والے شخص سے حضرت جبرئیل مراد ہوں ۱۲ مولف
[2] اس سے آدمیوں کو قیامت کا یقین یا دوزخ کی آگ یاد آتی ہے کیونکہ یہ آگ نکالنا اس سے کچھ مشابہ ہے ۱۲ مولف:-
[3] یعنی یہ اس قرآن کی نقل ہے جو خدا کی کتاب میں لکھا ہے، ۱۳۸ صفحہ دیکھو ۱۲ مولف [4] جو آدمی اس کتاب کا استعمال کرے اور اس سے فائدہ اُٹھاوینگے واسطے اس نے پڑھتا ہے اُس کا جسم اور روح دونوں پاک ہونے چاہئیں اور اسی واسطے یہ الفاظ اکثر قرآن شریف کی جلد پر لکھے ہوتے ہیں دیکھو صفحہ ۹۹۔ ۱۲ مولف [5] بعض اوقات اسے ضرب کہتے ہیں یہ آخر دن کا نام ہے کیونکہ وہ تمام مخلوقات کے دلکو کوٹیگا اور خوف سے دھڑ کائیگا ۱۲

پروانوں کی مانند ہونگے اور پہاڑ ایسے ہونگے جیسے دُھنکی ہوئی روئی کے گالے تب جن شخصوں کی تول پُوری ہوگی اُن کو ایسی زندگی ہوگی جس سے وُہ خوش ہونگے اور وہ شخص جن کی تولیں کم ہونگی اُس کی رہنے کی جگہ غار ہوگی اور تجھے کون سمجھائیگا کہ غار دوزخ کا ایسا خوفناک ہے یقینی وُہ ایک جوش مارنیوالی آگ ہے۔

آنحضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم (نزول قرآن بر آنحضرت)

ہم نے تجھے (محمّد) حزن دینے کیواسطے یہ قرآن تجھ پر نازل نہیں کیا بلکہ اسواسطے نازل کیا ہے کہ اُن لوگوں کیواسطے عبرت ہو جو خوف کرتے ہیں۔ یہ اُس خدا کی طرف کا پیغام ہے جس نے زمین اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا ہے خدا تعالیٰ رحمٰن اور رحیم عرش پر مستوی ہے۔ جو کچھ آسمانوں پر ہے اور جو کچھ زمین پر ہے اور جو کچھ اِن دونوں کے بیچ میں ہے اور جو کچھ زمین کے نیچے ہے وہ سب خدا تعالیٰ کا ہے تجھے پکارنے کی حاجت نہیں ہے کیونکہ وہ چپکی آواز بھی سُن لیتا ہے اور اس سے بھی زیادہ پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔ خدا کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اُسکے نام بہت عمدہ ہیں قسم ہے دوپہر کی روشنی کی اور قسم ہے رات کی جب وُہ تاریک ہوجاوے خدا نے تجھے نہیں بھولا اور تجھ سے ناخوش نہیں ہے۔ یقین کر کہ تیرا آئندہ کا زمانہ تیرے گذشتہ زمانہ سے بہتر ہوگا اور خدا تعالیٰ تجھے ایسی نعمت عطا کریگا کہ تو اُس سے راضی ہوگا۔ کیا اُس نے تجھے یتیم نہیں پایا اور رہنمائی نہیں کی اور کیا تجھے بھولا ہوا نہیں پایا اور راہ راست پر نہیں کر دیا اور کیا تجھے محتاج نہیں پایا اور غنی نہیں کر دیا۔ لہذا تو یتیم پر ظلم نہ کر اور سائل کو مت جھڑک اور اپنے خدا کی مہربانی کا اقرار کر۔ تو اُس خدا کا نام لیکر پڑھ جس نے پیدا کیا اور آدمی کو جمے ہوے خون سے بنایا پڑھ کیونکہ تیرا خدا نفع رسان ہے وہ وُہ خدا ہے کہ جس نے قلم کا استعمال سکھایا (وحی کا لکھنا) اور آدمی کو وُہ سکھایا جو نہ جانتا تھا میں ڈھلتے دن کی قسم کھاتا ہوں کہ یقینی آدمی کی قسمت کی چٹھی فنا میں پڑی ہے مگر یہ اُن لوگوں کا حال نہیں ہے جو ایمان لائے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں اور سچ بولنے کا حکم کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ باہم وفاداری چاہیئے۔

تہذیب کے احکام

حرامکاری نہ کرو کیونکہ وہ ناپاک چیز ہے اور برا رستہ ہے۔ مومنوں سے کہدے کہ وُہ اپنی آنکھیں رد کریں

ف ۱۔ ان ناموں سے اُسکی صفتیں ظاہر ہوتی ہیں منجملہ اُن ناموں کے مسلمان عربوں کے ہاں ۹۹ نام ہیں جن میں سے بعض صاحب نے اپنی القرآن میں لکھا ہے صفحہ ۱۴۴۔ ۱۴۲ مؤلف ف ۲۔ کہتے ہیں کہ یہ سورہ آنحضرت نے بڑے غم کے زمانہ میں لکھی تھی اور وہ غم یہ تھا کہ بہت دنوں سے حضرت جبرئیل وحی لیکر نہ آئے تھے ۔ مؤلف ف ۳۔ جب آنحضرت یتیم ہوگئے تو آپکی پرورش آپکے دادا صاحب نے اختیار کر لی ۔ مؤلف ف ۴۔ چالیس برس کی عمر تک آنحضرت صلعم اپنے اہل ملک کے مذہب پر رہے ۔ ف ۵ یہ وہ حکم ہے جو حضرت جبرئیل آنحضرت کے پاس لائے ۔ مؤلف ف ۶۔ کہتے ہیں کہ آنحضرت نے یہ سورت اپنی وفات سے چند لمحہ پیشتر اپنی مسجد میں پڑھی تھی ۔ مؤلف۔

اعتدال پر رہیں اس طرح سے وہ اور بھی زیادہ پاکیزہ ہو جائینگے جو کچھ وہ کرتے ہیں اُس سے خدا خوب آگاہ ہے زمین پر مغرور ہو کر نہ چل کیونکہ تو زمین کو نہیں پھاڑ سکتا اور نہ پہاڑ کے برابر قد میں ہو سکتا ہے خدا کی نظر میں یہ سب ناپسند ہے۔ اُن لوگوں کی باتوں پر صبر کرو جو صبح اور شام کو خدا کا نام لیتے ہیں اور اُسکے دیدار کے مشتاق ہیں اس دُنیا کے شان و شوکت کی تلاش میں تو اپنی آنکھیں اُن لوگوں سے پھیر نہ لے نہ اُس آدمی کا کہنا مان جسکے دل سے ہم نے اپنی یاد بھلا دی ہے اور جو اپنی نفسانی خواہشوں کی پیروی کرتا ہے اور صدق کو نہیں مانتا آؤ میں تمہیں پھر سناؤں جو خدا نے تجھ پر فرض کیا ہے تمہیں چاہیئے کہ تم خدا کا شریک نہ ٹھہراؤ اور اپنے ماں باپ کا ادب کرو اور اپنے بچوں کو اپنی مفلسی کے سبب قتل نہ کرو ہم تمہیں اور انہیں دونوں کو رزق دینگے اور تم ظاہری اور باطنی بدیوں کے قریب نہ جاؤ اور کسی کو ناحق قتل نہ کرو لیکن اگر اُسکی خطا ہو تو قتل کرو یہ خدا تعالیٰ نے تمہیں اسواسطے حکم دیا ہے کہ تم سمجھو۔ اے مومنوں یقینی شراب اور جوا[1] اور تصویریں اور فال کے تیر[2] شیطان کے سے ناپاک کام ہیں تم ان باتوں کو چھوڑو تا کہ تمہاری بہتری ہو شیطان چاہتا ہے کہ تم میں شراب اور جوے کے سبب سے نفاق پھیلاوے اور تم سے خدا کی یاد بھلاوے اور نماز چھوڑ والے۔ اب کیا تم ان کاموں سے باز نہ رہو گے خدا کی فرمانبرداری کرو اُسکے نبی کا حکم مانو اور خبردار رہو اے مومنو جب تم قسم کھا کر گواہی دو تو انصاف کی بات کہو اگرچہ اُس میں تمہارا یا تمہارے والدین کا یا تمہارے عزیزوں کا نقصان ہی کیوں نہ ہو اور جس کی طرف کی تم گواہی دیتے ہو خواہ وہ امیر ہو خواہ غریب مگر تم گواہی سچ دو۔ خدا دونوں سے بہتر ہے لہذا گواہی دینے میں اپنے دل کی متابعت نہ کرو مبادا تم صداقت سے دور ہو جاؤ اور اگر تم اپنی گواہی میں سچ نہ کہو گے یا اُسکے دینے سے انکار کرو گے تو یقینی خدا تعالیٰ اسے جان لیگا وہ ہر کام سے آگاہ ہے گواہی دینے میں سب سے بڑی چیز کیا ہے کہہ کہ مجھ میں اور تجھ میں خدا گواہ ہے اور یہ قرآن میرے اوپر اسواسطے وحی ہوا ہے کہ میں اس سے تمہیں اور اُن لوگوں کو متنبہ کروں جنہیں وہ پہنچیں۔

یتیموں کا ذکر

یتیموں کو اُن کا مال دو اور یہ نہ کرو کہ اُنکی اچھی چیزوں کے عوض بُری چیزیں رکھ دو اور وہ خود لے لو اور اُنکا مال نہ کھا جاؤ کہ یہ بڑا گناہ ہے۔ اور وہ تجھ سے بھی یتیموں کے معاملات کے باب میں سوال کرینگے کہہ کہ اُن سے ایمانداری کرنی بہت اچھی بات ہے لیکن اگر تم اُن کے معاملات میں دست اندازی کرو تو اُنہیں تکلیف نہ پہنچاؤ کیونکہ وہ تمہارے بھائی ہیں خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ کون آدمی نیکوکار ہے اور کونسا بدکار اگر خدا چاہیگا[3] تو بیشک تم پر عذاب لائیگا۔

[1] ۔ جو لوگ قرآن شریف کا بہت اتباع کرتے ہیں وہ شطرنج کھیلنے تک کی ممانعت کرتے ہیں۔ فارس اور ہندوستان میں آفت میں پڑے آزادی سے تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ کو
[2] ۔ پہلے اہل عرب میں یہ رواج تھا کہ وہ تیروں کے ذریعہ سے چٹھیاں ڈالا کرتے تھے۔ اس رسم کے دیکھنے کے واسطے برل صاحب کی کتاب موسوم بہ بدری می ادری میں کورس کی پانچویں فصل دیکھو ہولٹ [3] ۔ جو شخص یتیموں کا مال تم میں سے کھا جائیگا اللہ تعالیٰ اُس مال سے اُسے کچھ نفع نہ دیگا اور وہ مال لینا نہ لینے کے برابر ہوگا

والدین کا ذکر

خدا نے حکم دیا ہے کہ تم اُس کے سوا کسی اور کی پرستش نہ کرو اور اپنے ماں باپ سے بلطف پیش آؤ خواہ ایک خواہ دونوں تمہارے ساتھ بڈھے ہو جائیں اور تم اُنہیں اُف نہ کہو اور نہ ملامت کرو اور اُن دونوں سے ادب سے بولو اور اُن کے سامنے عجز اور محبّت کرو اور کہو کہ خدا اُن دونوں پر رحم کرے انہوں نے مجھے پالا جب میں بہت ہی چھوٹا سا تھا علاوہ اسکے ہمنے آدمی کو حکم دیا ہے کہ وُہ اپنے ماں باپ سے محبّت کرے اسکی ماں کیسی محنت سے اُسے جنتی ہے اور کیسی تکلیف اُٹھا کر اُسے پالتی ہے اور اُسکے جننے اور دُودھ چھڑانے میں تیس مہینہ کا فاصلہ ہوتا ہے ۔

پارسائی کا ذکر

مغرب اور مشرق کی طرف مُنہ کرنے میں کچھ پارسائی نہیں ہے لیکن وہ شخص پارسا ہے جو خدا اور قیامت اور فرشتوں اور کتب آسمانی کا یقین کرتا ہے جو خدا کی محبت میں اپنا مال اپنے عزیزوں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں پر تقسیم کرتا ہے اور اُن لوگوں کو دیتا ہے جو اپنی رہائی کی قیمت ادا کرنیکے واسطے مانگتے ہیں جو نماز پڑھتا ہے اور زکوۃ دیتا ہے اور جو اُن لوگوں میں سے ہے کہ وُہ اپنے وعدہ وفا کرتے ہیں جب اُنہوں نے وعدے کر لئے ہوں اور تکلیفوں اور مصیبتوں کیوقت صبر کرتے ہیں یہی لوگ پارسا اور منصف ہیں یہی لوگ خدا سے ڈرتے ہیں ۔

ذکر نماز

تُو پڑھ جو ہم نے قرآن میں تجھ پر نازل کیا ہے اور ہمیشہ نماز گذاری کر کیونکہ نماز ناپاک لوگوں اور بد رویہ لوگوں سے بچاتی ہے اور حقیقت میں خدا کا یاد کرنا بہت بڑا فرض ہے تم ہمیشہ نماز گزاری کرو اور زکوۃ دو اور جو کچھ نیکی تمنے کی ہے اور اپنی روحوں کے جانے سے پہلے اُسے وہاں بھیجا ہے تم اُسی خدا کے ہاں پاؤ گے کیونکہ جو کچھ تم کرتے ہو خدا اُسے یقینی دیکھتا ہے ۔ مغرب اور مشرق دونوں کا خدا مالک ہے لہذا جسطرف تم نماز پڑھو گے وہاں خدا ہے کیونکہ وُہ ہر جا موجود ہے اور سب باتیں جانتا ہے یقینی وُہ لوگ جو خدا کی کتاب پڑھتے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں اور اُس مال میں ظاہر اور پوشیدہ خیرات دیتے ہیں جو ہمنے انہیں عطا کیا ہے اُنکے پاس

۵۔ جیسے کہ ترک لوگوں میں یہ خوبی ہے کہ وُہ اپنے ماں باپ کی عظمت کرتے ہیں ویسی ہی اُن میں یہ بھی عمدگی ہے کہ وُہ اپنے خالق کی بہت بزرگی کرتے ہیں اُن کی جورُوئیں اُنہیں نصیحت کرتی ہیں اور ملامت کرتی ہیں مگر وُہ اُن کی اِن دونوں باتوں کی کچھ پرواہ نہیں کرتے اور نہ اُن کی بات سنتے ہیں مگر اُن کی ماں کا حکم جسکا کہ وہ لحاظ کرتے ہیں وہ اُس سے صلاح پوچھتے ہیں اُس کی بات پر اعتماد کرتے ہیں اور اُس کے حکموں کو بہت ادب سے سنتے ہیں۔ اور اپنی ماں کی مرتے دم تک عظمت کرتے ہیں اور وہ جب مرجاتی ہے تو اُس کے واسطے افسوس کرتے ہیں اور اُس کی یاد اپنے دل میں رکھتے ہیں اور رو دیا کرتے ہیں۔ ایک عثمانی کا قول ہے کہ جب میری جورُوئیں مرجاتی ہیں تو میں اُن کی جگہ اور کر دیتا ہوں اور جب میرے بچے مرجاتے ہیں تو اُن کی جگہ اور ہو جاتے ہیں مگر میری ماں کو پھر مجھے کون دیگا جواب گذر گئی ہے اور اب جسے میں نہیں دیکھتا۔ مس پارڈ صاحب کی کتاب موسوم بہ شہر سلطان چوتھی دفعہ کی چھپی ہوئی صفحہ ۲۶-۱۲ مؤلف ۔

اُیسا اسباب تجارت ہے جو ہمیشہ رہیگا۔

ہجو اور غیبت کرنے والوں کا ذکر

ہر ایک ہجو کرنیوالے اور غیبت کرنیوالے پر لعنت ہے جو دولت جمع کرتا ہے اور اُسے آیندہ کی اُمید پر اکٹھا کرتا ہے یقینی وُہ خیال کرتا ہے کہ میری دولت ہمیشہ میرے پاس رہیگی نہیں بلکہ یقینی وُہ روندنے والے الحطمہ[1] میں پھینکے جائینگے اور تجھے کون سکھائیگا کہ روندنے والا حطمہ کیا ہے وُہ خدا کی روشن کی ہُوئی آگ ہے جو درختوں کے دلوں پر چڑھ جائیگی وہ اُن دلوں پر اس طرح چڑھیگی جیسے بڑے بڑے ستونوں پر ایک وسیع محراب بنی ہُوئی ہو۔

ذکر رُوح

قسم ہے آفتاب اور اُس کی دوپہر کی روشنی کی قسم ہے چاند کی جب وُہ اُس کی پیروی کرتا ہے قسم ہے دن کی جب وُہ خدا کی شان و شوکت دکھاتا ہے قسم ہے رات کی جب وُہ آفتاب کو ڈھانک لیتی ہے قسم ہے آسمان کی اور اُس شخص کی جس نے اُسے بنایا قسم ہے زمین کی اور اُس شخص کی جس نے اُسے پھیلایا قسم ہے رُوح کی اور اُس شخص کی جس نے اُسے ہنرمندی سے بنایا اور علم اُسے دیا کہ وُہ تمیز کرے اور طاقت دی کہ انصاف پسند کرے یا ناانصافی مُبارک ہے وُہ شخص جس نے خدایتعالیٰ کی پاکی کو بچایا اور کمبخت ہے وہ شخص جس نے داغ لگایا۔

عورتوں کا ذکر

اور تو ایمان والی عورتوں سے کہہ کہ وُہ اپنی آنکھوں کو باز رکھیں اور اعتدال اختیار کریں اور وُہ اپنی آراستگی[2] کو اپنے خاوندوں یا پدروں یا فرزندوں یا اپنے خاوند کے فرزندوں یا اپنے گھر کی عورتوں یا غلاموں یا مرد نوکروں سے جنہیں قوت مباشرت نہیں یا لڑکوں سے کہ جو عورتوں کی برہنگی پر غور نہیں کرتے ان سب کے سوا اور کسی کو نہ دکھاویں اور اُنہیں چاہئیے کہ اپنے دونوں پاؤں اس طرح سے نہ زمین پر ماریں[3] کہ جن سے اُنکے پوشیدہ زیور ظاہر ہوں۔ عورتوں کو چاہیئے کہ وہ اور عورتوں پر نہ ہنسیں جو شاید وُہ اُن سے بہتر ہو جائیں اور اُنہیں چاہیئے کہ وُہ آپس میں ایک دُوسرے کی ہجو نہ کریں اور نہ ایک دُوسرے کو بُرا کہیں۔ تمام شد

---

[1] دوزخ کے ناموں میں سے ایک نام ہے ۱۲ مُولف [2] آراستگی سے مراد اُن کے کپڑے اور زیور اور سُرمہ مسّی ہے اور اُنکے جسم کے ایسے حصّوں کا ذکر ہے کہ جنہیں چھپانیکا حکم ہے ۱۲ مولف [3] اگلے زمانہ میں یہودی عورتیں فخر اور ناز سے اپنے پاؤں کو زمین پر مار کر اپنے گھنگرو اور کڑوں وغیرہ کی آواز سُنادیا کرتی تھیں اور یہ کڑے اکثر چاندی یا سونے کے ہوتے تھے اس رسم کو حضرت اشعیا نبی نے بہت ناپسند کیا ہے۔ اشعیا باب سوم درس ۱۲ مُولف۔

[illegible]

تحقیق جلیل

ترجمہ اسرار التنزیل مصنفہ تقدس مآب حضرت امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ مصنف تفسیر کبیر - یہ کتاب نہایت ہی اعلیٰ درجے کے نکات و لطائف و اسرار بالخصوص خداوند تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت کے عقلی و نقلی دلائل اُس کی کائنات کی ماہیتوں اور ان کے فوائد اور اُسکی قدرت کاملہ کے پُرزور ثبوتوں کا منبع ہے - الغرض امام صاحب کی - ایک مُدت مُدید کی غور و خوض کے نتائج کا ذخیرہ ہے - جس کو اُنھوں نے اپنے زمانہ کے بادشاہِ اسلام حضرت سلطان ابو الفتح بن سنام امیر المومنین کی خدمت میں بطور تحفہ خیر جاریہ کے پیش کیا - حجم ایکسواسی ۱۸۰ صفحے - ترجمہ سلیس بامحاورہ - قیمت نو آنے ... ۹/ر

المشتہر

مہتمم کتب خانہ اسلامی پنجاب لاہور